برہان چشتیاں، شہید محبت، شیخ المشائخ

سیرت طیبہ

حضرت خواجہ قطب الدین

بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ

مؤلف

شبیر حسین چشتی نظامی

اکبر بک سیلرز لاہور
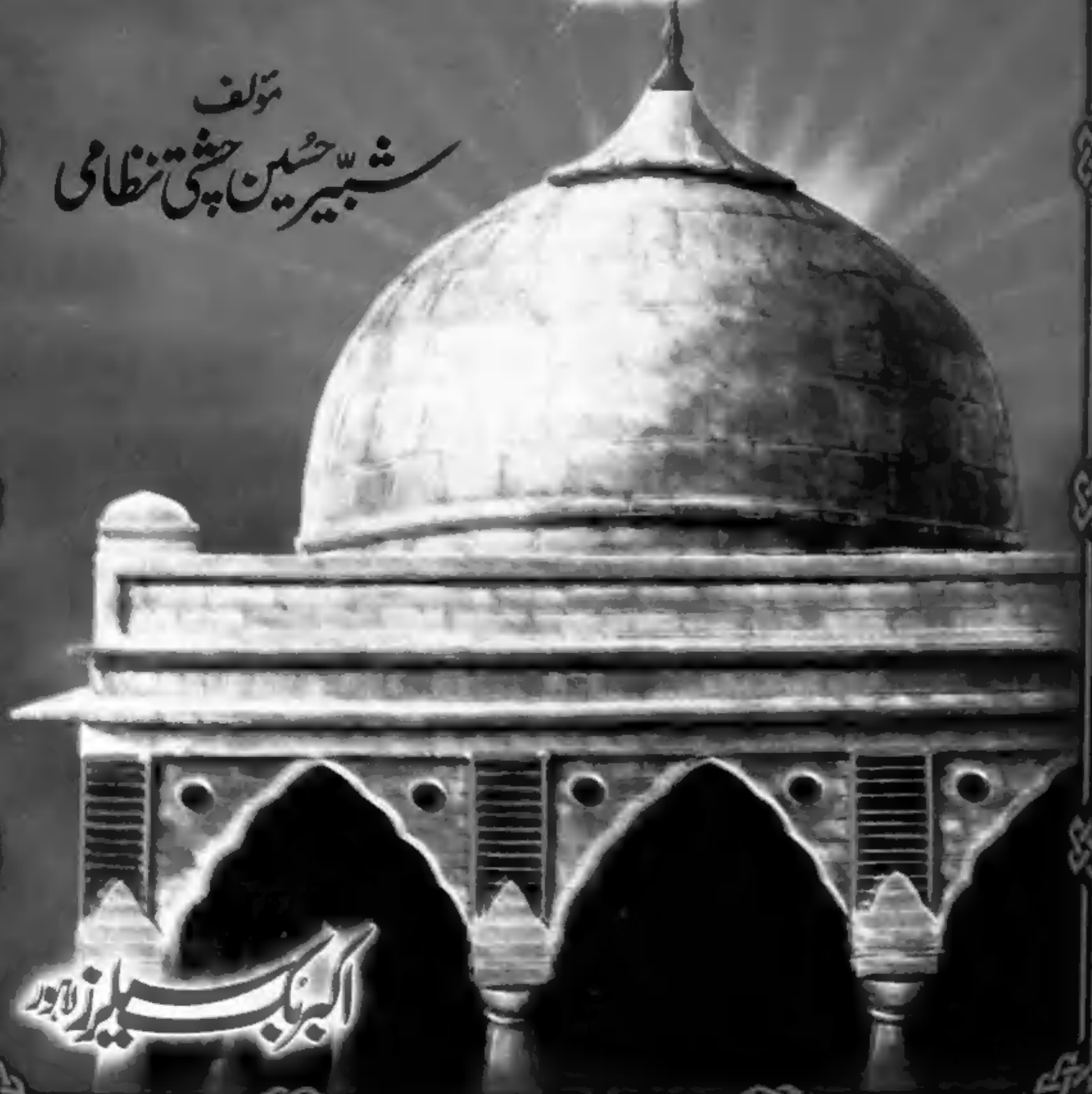
سیرت طیبہ

برہانِ چشتیاں، شہیدِ محبت، شیخ المشائخ

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی

رحمۃ اللہ علیہ

شبیر حسن چشتی نظامی

انتساب

حضرت خواجہ غلام اللہ بخش چشتی نظامی سلیمانی

رحمۃ اللہ علیہ

کے نام

نام کتاب .... سیرت حضرت خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ

تالیف .... شبیر حسن چشتی نظامی

تصحیح .... علامہ شمس الدین چشتی

تعداد .... ایک ہزار

کمپوزنگ .... عبدالسلام/قمر الزمان رائل پارک لاہور

تاریخ اشاعت .... نومبر ۲۰۰۵ء

ناشر .... محمد اکبر قادری عطاری

قیمت ۱۰۰/-

فہرست مضامین

انتساب

حضرت خواجہ غلام اللہ بخش چشتی نظامی سلیمانی

رحمۃ اللہ علیہ

کے نام

نام کتاب	....	سیرت حضرت خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ
تالیف	....	شبیر حسن چشتی نظامی
تصحیح	....	علامہ شمس الدین چشتی
تعداد	....	ایک ہزار
کمپوزنگ	....	عبدالسلام/قمرالزمان رائل پارک لاہور
تاریخ اشاعت	....	نومبر ۲۰۰۵ء
ناشر	....	محمد اکبر قادری عطاری
قیمت	....	۱۵۰/-

فہرست مضامین

تعارف

حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ چشتیہ خاندان کے بہت بڑے کامل اور واصل درویش تھے۔ آپ کی موجودگی وعظمت کا شہرہ نہ صرف ہندو پاکستان میں ہے بلکہ سارا جہاں آپ کے کمالات باطن اور درجات روحانی کا مدح اور معترف ہے۔

آپ کی نظر کو قدرت نے وہ کشش جاذبیت اور اثر عطا فرمایا تھا کہ جس پر آپ کی ایک بار نظر پڑتی تھی' ولی کامل بن جاتا تھا' ہزار ہا فاسق و فاجر آپ کی ولیت سے صالح متقی بن گئے۔ بے شمار صالحین آپ کی رُوحانی برکات سے بڑے بڑے درجہ پر پہنچ گئے۔

حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے بعد چشتیوں کے سالار اور سلطان المشائخ میں حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت وجلالت کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس روز تک خواب میں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے رہے: ''اے معین الدین قطب رحمۃ اللہ علیہ ہمارا دوست ہے۔ تمہارا خلیفہ اور سجادہ نشین بنے گا۔ تمہیں جو نعمتیں سینہ بہ سینہ اپنے بزرگوں سے ملی ہیں اسے دینا اس سے بہتر تمہیں قائم مقام نہیں مل سکتا''۔

چنانچہ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ ابھی اچھی طرح جوان نہ ہوئے تھے۔ داڑھی بھی نہیں نکلی تھی کہ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خلعت خلافت عطا فرمایا اور قطب المشائخ رحمۃ اللہ علیہ بنا کر تعینات فرمایا:

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ہقتاد الاخیار میں تحریر فرمایا ہے: حضرت خواجہ قطب رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے

بڑے خلیفہ تھے۔

آپ اکابر و اولیاء جلیل القدر علمائے کرام میں سے ہیں۔

تمام مشائخ آپ کے معتقد اور حلقہ بگوش خادم تھے۔ بڑی شان والے تھے بلند مرتبہ رکھتے تھے۔ زبان مبارک سے جو فرمادیتے تھے ہو بہو ظہور میں آتا تھا جو شخص آپ کی پاک صحبت اختیار کرتا باخدا پرست بن جاتا ہے اس پر حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ خاص عنایت کی نظر فرماتے ہیں۔

خاندانی عظمت

حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ اوش کے سادات کرام میں سے تھے۔ سیّد الشہد حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد امجاد میں سے تھے۔ آپ کا شجرۂ نسب مہر الاقلاب میں اس طرح مذکور ہے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی بن سیّد موسیٰ بن سیّد احمد بن سیّد کمال الدین بن سیّد محمد بن سیّد احمد بن سیّد اسحاق حسین بن سیّد المعروف بن سیّد احمد چشتی بن سیّد رضی الدین بن سیّد رشید الدین بن سیّد جعفر بن امیر المؤمین حضرت امام محمد الجوادؓ بن امیر المومنین حضرت امام علی موسیٰ رضا بن بام المسلمین حضرت امام موسیٰ کاظمؓ بن امیر المومنین حضرت امام محمد باقر بن امیر المومنین حضرت زین العابدین بن امیر المومنین و امام المحققین سیّدنا علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ ۲ واسطوں سے حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب آقائے کائنات سیّدنا علی مرتضیٰ شیر خدا پہ منتہی ہو جاتا ہے۔

ولادت باسعادت

افسوس کسی تذکرہ میں حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ و سنہ پیدائش مذکور نہیں۔ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کا سنہ وصال ۶۳۴ ہجری ہے مصنف احسن الحسیر نے لکھا ہے کہ وقت وصال حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ حضرت قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ صاحب کی عمر ۶۴ سال تھی۔ اس روایت کی روشنی میں حساب لگانے سے حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا سنہ وفات اگر ۹۶۹ ہجری حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا سنہ

ولادت نہ مانا جائے تو حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ۵۲۴ ہجری بمقام بغداد شریف مرید ہونا تاریخی اِعتبار سے غلط ہو جاتا ہے اس لیے کہ (۱) حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دلیل العارفین کی پہلی مجلس میں جہاں اپنا سال مریدی ۵۱۴ ہجری تحریر کیا ہے: وہاں یہ بھی رقام فرمایا ہے کہ اس وقت حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ بھی حاضر مجلس تھے۔ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی عمر اتنی ضرور تھی کہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو سر برآوردہ مشائخ میں شمار کر دیا اور آپ کی موجودگی مجلس میں تحریر فرمائی:

بہرحال حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سنہ پیدائش میں اتنا اَشکال ہے کہ تاریخِ ولادت اور ماہِ قمری کا دریافت کرنا تو امر محال ہے حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ عالم ظاہر میں تشریف لائے۔ آپ کی تشریف آوری حسبِ قانون و مصلحت خداوندی ضرور تھی؛ حضرت خواجہ غریب نوازؒ نے جو شمع ہدایت اجمیر میں روشن کی تھی اور اس کی روشنی سے ہندوستان کے ہزاروں ظلمت کدہ کو روشن کرنا تھا۔ قدرت نے حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کو جو روحانی درجہ عطا فرمایا تھا: آپ کے نائب میں بھی وہی خوبیاں اور صفات ناگزیر تھیں۔ اِدھر حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ مدینہ طیبہ سے تبلیغی مشن لے کر وارد ہندوستان ہوئے اُدھر قدرت نے حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو جامع ادبی صفات پیدا فرما کر آپ کے بعد آپ کی سیادت کے لیے نامزد فرمایا: حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ۴۰ روز تک خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے خواب میں آنا اور ان کی ہدایت فرمانا کہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ تمہارا نائب اور قائم مقام ہے اور وہی اس نعمت کا مستحق ہے جو تم کو سینہ بہ سینہ تمہارے مشائخ سے حاصل ہے ہمارے اس خیال کی توثیق کامل ہے کہ جیسے پیرومرشد کامل واکمل تھے ویسے ہی ان کے خلیفہ وجانشیں اور نائب بھی ہیں یہی وجہ ہے کہ بزرگوں کی زبانی سنا ہے کہ جو شخص مالی مشکلات یا کسی اور وجہ سے حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں حاضر ہو کر منت پوری کرنے سے عاجز ہو وہ اپنی منت ہر بار قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ میں پوری کر سکتا ہے دربار قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ کی حاضری سرکار غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے دربار کو ہر بار کی حاضری کے قائم مقام ہے۔

نام مبارک

مستند تذکروں سے معلوم ہوتا ہے کہ والدین ماجدین نے اپنے نورِ نظر لختِ جگر کا اسم گرامی بختیار رکھا تھا۔ جونہی والدین نے یہ نام مبارک تجویز کیا: قدرت نے قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ کا خطاب عطا فرمایا:

سیر الاقطاب میں لکھا ہے:

آنحضرتؒ را اوّل بختیار نام کردہ بودند در جہاں امان از حق جل وعلی قطب الدینؒ خطاب یافتند	حضرت قطب صاحبؒ کا نام ماں باپ نے بختیار رکھا تھا تو اسی وقت حق تبارک وتعالیٰ نے آپ کو قطب الدینؒ کا خطاب عطا فرمایا

حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ مادر زاد ولی پیدا ہوئے تھے

حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ محترمہ کا بیان ہے کہ جب آپ میرے بطن میں تھے نصف شب کے بعد سے ایک پہر دن تک بلند آواز سے اللہ اللہ کا ذکر کیا کرتے تھے۔ جس وقت آپ نصف شب کے بعد اس عالم فانی میں تشریف لائے یکا یک میرا گھر نور سے معمور ہو گیا۔

اس وقت ایسا نور ظاہر ہوا کہ تمام گھر منور ہو گیا اور والدۂ محترمہ خیال کرنے لگیں کہ سورج نکل آیا۔ یہ حالت دیکھ کر والدہ محترمہ پر ہیبت طاری ہو گئی۔ اُنہوں نے دیکھا کہ:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در سجدہ رفتہ اللہ اللہ می گوید جل جلالہ	حضرت قطب صاحبؒ سربسجود ہیں اللہ اللہ فرما رہے ہیں
	کچھ دیر بعد وہ نور آہستہ آہستہ کم ہو گیا ہم نے تیرے بیٹے کے دِل کو اِسرار الٰہی کا خزانہ بنا دیا یہ نور جو تجھے نظر آ رہا ہے یہ بھی خدا تعالیٰ کا اِسرار تھا

والدۂ ماجدہ کا اِنتقال

یتیمی حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش سے پہلے ہی والد ماجد حضرت عبد اللہؓ کا اِنتقال ہو گیا تھا کہ وہ آپ کے خلفاء اور

جانشینوں میں بھی جاری رہی حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کا لڑکپن ہی تھا کہ ان کے والد گزر گئے۔ حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے نائب تھے۔ آپ کے والد ماجد بھی آپ کو ۱/۲ اسال کا شیر خوار بچہ چھوڑ کر جنت کو سدھار گئے حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ یتیم ہو گئے والد ماجد کے اِنتقال کے بعد آپ کی پرورش اور تعلیم و تربیت کا بوجھ والدہ محترمہ کے کاندھوں پر پڑ گیا۔ والدہ محترمہ نے اس کو نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دیا دودھ چھڑانے کے بعد جب آپ کی عمر ۲ سال اور چار ماہ ہوئی۔ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ آغوشِ مادر میں ہی ابتدائی تعلیم سے فارغ ہو چکے تھے۔

حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکتب میں

حضرت سیّد محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ نے جوامع الکلم میں لکھا ہے کہ جب آپ کی عمر ۴ سال ۴ ماہ ہوئی والدہ محترمہ نے ایک خادم کے ساتھ آپ کو تعلیم کے لیے شیرینی اور کچھ زر نقد دے کر مسجد کے مکتب میں روانہ فرما دیا۔ راستہ میں ایک بزرگ ملے انہوں نے خادم سے دریافت کیا۔ اس نیک بخت بچہ کو کہاں لے جا رہے ہو۔ خادم نے جواب دیا: مکتب میں فرمایا! اس بچہ کو مولانا ابوحفص رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لے جانا وہ بہت بڑے عالم اور بزرگ ہیں وہی اس بچہ کو تعلیم دیں گے۔ خود بھی ساتھ ساتھ ہو لیے۔

مولانا ابوحفص رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچ کر فرمایا اس بچہ کو اچھی طرح تعلیم دینا اس سے بڑے بڑے کام لینے ہیں۔ الغرض وہ بزرگ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو مولانا موصوف کے پاس چھوڑ کر چلے گئے۔ مولانا موصوف نے خادم سے فرمایا: جانتے ہیں یہ بزرگ کون تھے؟

عرض کیا کہ مجھے معلوم نہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ حضرت خضر علیہ السلام تھے رہنمائی کے لیے تشریف لائے تھے۔

سیر الاقطاب آپ کی ابتدائی تعلیم کا سال اس طرح مذکور ہے:

۴ سال ۴ مہینہ کی عمر میں والدہ محترمہ نے آپ کو مکتب میں بھیجا۔ خادم آپ کو حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لے گیا حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ

علیہ نے قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ سے تختی لے کر کچھ رقم فرمانا چاہا۔ آواز آئی اے معین! تھوڑی دیر توقف کرو حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ آ رہا ہے وہی اس بچہ کو تعلیم دے گا۔ البتہ کمالات اور نعمت روحانی اس بچہ کو تم ہی سے ملے گی۔

اتنے میں قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف لے آئے حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تعظیم ادا کی حضرت قاضی صاحب کے ہاتھ سے تختی لے کر دریافت کیا بتاؤ کیا لکھوں؟ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: لکھو "سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام قاضی صاحب نے فرمایا: یہ تو پندرہویں پارے کے شروع کی آیتیں ہیں۔ تو نے قرآن شریف کس سے پڑھا؟ حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میری والدہ محترمہ کو پندرہ پارے یاد تھے۔ میں نے شکم مادر میں تعلیم زبانی سے یاد کر لیے تھے۔ حضرت قاضی صاحب نے تختی پوری سورۃ اسریٰ لکھ دی حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے باقی ۱۵ پارے ۴ یوم میں یاد کر لیے اس کے بعد قاضی صاحب حضرت قطب رحمۃ اللہ علیہ کو ظاہری و باطنی تعلیم فرما کر سرکار غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کر کے تشریف لے گئے۔

روایات متذکرہ بالا اگرچہ بظاہر متضاد سی نظر آتی ہیں مگر سیر الاقطاب کی اس عبارت سے کہ:

حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ علوم دینی کی تحصیل میں سرگرم عمل ہو کر تھوڑے ہی عرصہ میں عالم فاضل یگانہ بن گئے یہ معلوم ہوتا ہے کہ واقعہ ثانی الذکر پہلا ہے اور اوّل الذکر بعد کا۔ واللہ اعلم الصواب۔

حضرت خواجہ خضر علیہ السلام سے ملاقات

سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء "محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے بحوالہ شیخ الاسلام حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تعلیم ظاہری سے فراغت کے بعد جذبہ تلاش حق میں حضرت قطب صاحب نے وطن مالوف کو خیر باد کہا: یہاں سے روانہ ہو کر ایک شہر میں پہنچے۔ چند روز اقامت فرمائی۔ اس شہر میں آبادی سے کچھ فاصلہ پر ایک مسجد تھی

جس کے صحن میں ایک بڑا اونچا مینار تھا حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو زمانہ تعلیم میں ایک ایسی دُعا معلوم ہوئی تھی کہ اگر اس دعا کو آخر شب میں بعد ادائے دوگانہ مینارہ پر پڑھا جائے تو حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت نصیب ہو۔

حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ موقعہ غنیمت تصور فرمایا وہ دُعا حسبِ ترکیب مینارہ پر پڑھی اور نیچے اُتر کر اس اِنتظار میں رہے کہ خواجہ خضر علیہ السلام سے ملاقات ہو مگر مسجد میں کوئی شخص بھی نہ آیا۔ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسجد سے باہر آ گئے ۔ ایک بزرگ نظر آئے فرمایا اس سنسان میدان میں تن تنہا کیا کر رہا ہے۔ حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ولی مدعا بیان کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ تم دُنیا کے طلبگار ہو۔ عرض کیا نہیں۔ پھر فرمایا کہ تم قرضدار ہو۔ عرض کیا نہیں فرمایا: پھر تمہیں خضر علیہ السلام کی کیوں تلاش ہے وہ بھی تمہاری طرح سر گرداں پھر رہا ہے اس شہر میں ایک بزرگ یادِ حق میں مشغول ہیں اُنہوں نے ۷ مرتبہ خضر علیہ السلام سے ملنے کی کوشش کی مگر ملاقات نہ ہو سکی۔

ابھی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ ایک بزرگ مسجد سے نکل کر پاس آ کر کھڑے ہو گئے کہنے لگے۔ یہ لڑکا نہ دُنیا کا طلبگار ہے نہ قرضدار ہے اسے تو آپ سے ملاقات کا اشتیاق ہے۔ حضرت خواجہ صاحب صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہ بات سن کر سمجھے کہ جو بزرگ مجھ سے باتیں کر رہے تھے وہی حضرت خضر علیہ السلام تھے۔ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ ابھی ان سے کوئی بات نہ کہنے پائے تھے کہ وہ دونوں بزرگ غائب ہو گئے۔ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی وہاں سے چل دیئے۔

خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کو سرکار دو عالم کا اشارہ

سبع سنابل میں ہے کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۴۰ روز تک حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے خواب میں تشریف لا کر فرماتے رہے۔

> ''اے معین الدین قطب رحمۃ اللہ علیہ! ہمارا دوست ہے تمہارا خلیفہ اور سجادہ نشین ہے تمہیں جو نعمتیں سینہ بہ سینہ اپنے بزرگوں سے ملی ہیں اسے دے دو اس سے بہتر تمہیں کوئی قائم مقام نہیں مل سکتا''۔

اِدھر بارگاہ نبوت سے حضرت خواجہ غریب نوکا ز رحمۃ اللہ علیہ کو ہدایت مل رہی تھی اِدھر حضور قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ پیر و مرشد کی تلاش میں سرگرداں تھے۔

حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی آغوش عاطفت

سیر الاقطاب میں ہیں کہ:

اسی دوران جذبہ تلاش حق جلوہ گر ہوا حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ اوش سے روانہ ہو کر بغداد شریف پہنچے اور امام ابو اللیث سمرقندی کی مسجد میں سلطان العارفین خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ سنجری کی خدمتِ اقدس میں شرف حضوری حاصل کیا۔

اِس مجلس میں حضرت شیخ شہاب الدین سہروری رحمۃ اللہ علیہ شیخ اوحد الدین کرمانی، رحمۃ اللہ علیہ شیخ برہان الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ محمد اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ اولیائے کاملین بھی موجود تھے۔

حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دلیل العارفین کی پہلی مجلس میں مرید ہونے کا ذکر فرمایا ہے۔ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بغداد شریف ۵ رجب ۵۱۴ ہجری جمعرات

اس فقیر حقیر کو امام ابو اللیث سمرقندی کی مسجد میں شہنشاہ ملک دستگاہ سلطان المشائخ حضور غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی دولت پابوسی نصیب ہوئی۔ دیکھتے ہی دِل نے کہا

عقیدت پیدا ہوئی

اسی وقت بیعت کے شرف سے مشرف ہوا۔ حضرت اصفہانے چاہ ٹوپی کلاں فقیر کے سر پر رکھی میں اس نعمت عظمٰی کے حاصل ہونے پر ایزد اقدس جل مجدہ کا بہت بہت شکر ادا کیا ہے۔

پیر دستگیر کی نظر کرم سے حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ چند روز میں درجہ کمال کو پہنچ گئے سرکار غریب نواز نے خرقہ خلافت عطا فرمایا: سیر الاقطاب میں ہے۔ حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تھوڑے ہی عرصہ میں پیر روشن ضمیر کی مخصوص برکت سے درجات سلوک طے کر لیے اس وقت حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عمر ۱۵ سال تھی۔ داڑھی تک

نہیں نکلی تھی کہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خلافت حاصل کر کے خرقہ زیب تن فرمایا:
اس کے بعد قطب صاحب ریاضت ومجاہدات میں مشغول ہو گئے۔ بعض تذکروں میں حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہونے کا واقعہ اس طرح مذکور ہے کہ جب حضرت خواجہ غریب نواز اصفہان تشریف لے گئے اور شیخ محمود اصفہانی کے پاس قیام فرمایا اس وقت حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی ان کے پاس تشریف فرما تھے انہیں مرشد کامل کی تلاش تھی شیخ محمود اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ حالات کا مطالعہ فرما رہے تھے کہ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت نصیب ہوئی حضرت قطب صاحب خواجہ غریب نواز سے بیعت ہو گئے۔

یہ روایت اگرچہ بعض مستند تذکروں میں موجود ہے مگر چونکہ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بغداد شریف کی مسجد میں امام ابواللیث سمرقندی خواجہ غریب نواز کے دستِ حق پرست پر بیعت ہونا تسلیم فرمایا ہے اس لیے روایت اوّل صحیح ومعتبر ہے۔

مسالک السالکین میں ہے کہ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ خلافت سے شرف اندوز ہو کر ایک مدت تک حضرت خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت میں رہ کر مجاہدات وریاضات میں مشغول رہے اور تکمیل مراتب سلوک کے بعد سیر وسیاحت فرمائی مشائخ کبار سے فیوض روحانی کیے۔

دہلی کی ولایت

سرکار غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمانِ رسالت کی تعمیل کرتے ہوئے حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو خرقہ خلافت عطا فرما کر دہلی کی ولایت عطا فرمائی۔

حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دلی کو روانگی اور ملتان میں قیام

کچھ دِنوں کے بعد حضرت قطب صاحب کو معلوم ہوا کہ پیر دستگیر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان تشریف لے گئے۔ حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی ہندوستان روانہ ہو گئے ہندوستان پہنچ کر ملتان میں قیام کیا اور شیخ الاسلام حضرت زکریا رحمۃ اللہ علیہ ملتانی قدس سرہ کو حضرت کی تشریف آوری کی اطلاع ملی تو خود بہ نفس نفیس حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اِستقبال کے لیے تشریف لے گئے اور نہایت تعظیم وتکریم کے

ساتھ ان کو اپنی خانقاہ میں ٹھہرایا اور دعوتیں کیں۔ حضرت سیّد اشرف جہانگیر سمنانی نے مکتوبات حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ہندوستان میں تشریف آوری کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ ملتان کی ایک مسجد میں فردکش تھے۔ حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے نور باطن سے معلوم کر کے ایک خادم دریافت حال کے لیے مسجد میں بھیجا جس وقت خادم آپ کی خدمت میں پہنچا اس وقت حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ وضو کر رہے تھے۔ ریش مبارک سے جو پانی کا قطرہ ٹپکتا تھا اس کو فرشتے نور کے طبق میں رکھ کر آسمان پر لے جا رہے تھے۔ وہ خادم بھی اہلِ نظر اور صاحبِ باطن تھا۔

"خادم یہ حال دیکھ کر اپنا مشاہدہ حضرت شیخ کے گوش گزار کیا' حضرت شیخ پالکی ہمراہ لے کر اس مسجد میں تشریف لائے۔ جہاں حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ اقامت گزیں تھے۔ حضرت قطب صاحب کو پالکی میں سوار کرا کر اپنی خانقاہ میں بصد عزو احترام لے آئے اور خوب خاطر مدارت کی"۔

حضرت شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ سے دوستانہ تعلقات

مالک السالکین میں ہے کہ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ سے خرقہ خلافت حاصل کرنے کے بعد حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مشائخ عصر سے بھی استفاد کیا۔ قیام بغداد کے زمانہ میں حضرت شیخ جلال الدین تبریزی سے آپ کے دوستانہ تعلقات ہو گئے اور اس درجہ باہمی محبت اور اخلاص بڑھا کہ جب حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان روانہ ہوئے تو حضرت شیخ صاحب بھی حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہندوستان روانہ ہو گئے۔ چنانچہ یہ دونوں بزرگ ملتان پہنچے اور حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں فردکش رہے۔

حضرت شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالات

حضرت شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ ولی کامل اور اونچے درجہ کے مشائخ میں تھے مشائخ چشت کے تذکروں میں آپ کے مناقب مذکور ہیں فوائد الفواد میں سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ حضرت

شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ ابوسعید تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ پیر و مرشد کے اِنتقال کے بعد حضرت شیخ موصوف حضرت شیخ شہاب الدین سہروری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت میں آ گئے آپ نے اپنے شیخ کی اس قدر خدمت کی کہ کوئی مرید یا غلام اپنے پیر آقا کی خدمت نہیں کر سکتا حضرت شیخ شہاب الدین سہروری رحمۃ اللہ علیہ ہر سال سفرِ حج بیت اللہ کیا کرتے تھے۔ کبرسنی کا عالم تھا قویٰ میں ضعف و اضمحلال رونما ہو چکا تھا۔ اس لیے کھانے پینے میں حضرت شیخ سہروری رحمۃ اللہ علیہ کو تکلیف کا سامنا ہوتا تھا۔ حضرت شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ طریقہ اختیار کر رکھا کہ سفر میں دیگچی اور چولہے میں آگ سر پر رکھ کر چلتے تھے۔ جس جگہ میں حضرت شیخ سہروری رحمۃ اللہ علیہ کو اشتہا معلوم ہوتی فوراً تازہ کھانا پکا کر پیشِ خدمت کر دیتے تھے۔

حضرت شیخ جلال الدین تبریزی کو شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی اور قطب الاقطاب سے بے حد محبت تھی حضرت شیخ تبریزی رحمۃ اللہ علیہ نے زمانہ قیام قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ دِہلی میں قیام فرمایا:

اِس زمانہ میں شیخ نجم الدین رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ الاسلام تھے۔ شیخ الاسلام سے بھی آپ کی ملاقات ہوئی مگر شیخ الاسلام نے کسی امر شنیع میں آپ کو مہتم کر کے بنگال بھیج دیا۔ ایک روز کا واقعہ ہے حضرت شیخ تبریزی دریا کے کنارے تشریف فرما تھے۔ معتقدین کا ہجوم تھا۔ اُٹھے اور وضو کر کے حاضرین کی طرف متوجہ فرمایا آؤ دہلی کے شیخ الاسلام کے جنازہ کی نماز پڑھ لو فرمایا: دہلی کے شیخ الاسلام نے تو ہمیں شہر بدر کیا ہی تھا۔ ہمارے شیخ نے اسے دُنیا سے رُخصت کر دیا۔

سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ نے فوائد الفواد میں تحریر فرمایا ہے کہ دہلی میں کچھ روز قیام کے بعد جب حضرت شیخ تبریزی رحمۃ اللہ علیہ روانہ ہوئے تو آپ کی زبان مبارک پر یہ کلمات تھے کہ میں جب دہلی آیا تھا زر خالص تھا اب چاند بن گیا ہوں آگے خدا جانے کیا بن جاؤں گا۔

حضرت شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ نے قصبہ بدایوں میں بھی قیام فرمایا تھا۔

فوائد الفواد میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ حضرت شیخ تبریزی رحمۃ اللہ علیہ ایک روز اپنے مکان کی دہلیز پر بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کے سامنے ایک مرد دہی فروش سر پر دہی کا مٹکا رکھے گزرا یہ دہی فروش ڈاکوؤں کے گروہ کا ایک فرد تھا دہی فروش کی نظر جونہی حضرت شیخ کے جمال انور پر پڑی بے تاب و بیقرار ہوگیا۔ حضرت شیخ نے بھی اپنی ایک تیز نظر سے اس کے دِل کی دُنیا زیروز بر کر دی۔ وہ دہی فروش دِینِ محمدی کی صداقت کا اِعتراف کر کے مسلمان ہوگیا۔ حضرت شیخ نے اس کا اسلامی نام علی رکھا۔ پھر اپنے گھر واپس جا کر جو کچھ زر نقد تھا حضرت شیخ کے سامنے لا کر رکھ دیا۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ یہ تمہاری نذر میں قبول کر لی مگر اسے تم اپنے پاس ہی رکھو جس وقت اور جس طرح خرچ کرنے کا حکم دوں اس کی تعمیل کرنا۔ حضرت شیخ کے ہاں حاجتمندوں کا مجمع لگا رہتا تھا۔ حضرت شیخ کے حکم کے مطابق علی حاجتمندوں کو روپیہ دیتے رہتے تھے۔

فوائد الفواد میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروری رحمۃ اللہ علیہ سفر حج سے واپس تشریف لائے۔ اہالیان بغداد آپ کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے۔ ہر شخص نے ہدیہ نقد یا جنس کی صورت میں پیش کیا۔ ایک غریب بڑھیا بھی حاضر ہوئی اور اپنی پھٹی پرانی چادر کی گرہ کھول کر ایک درہم حضرت شیخ کی خدمت میں نذر کیا حضرت شیخ نے اس درہم کو سب سے نیچے رکھ کر اس کے اوپر تمام تحائف رکھ دیئے اور حاضرین کو ارشاد فرمایا: جس شخص کو جو چیز پسند ہو اٹھالو۔ حاضرین نے حسبِ حاجت وحسبِ پسند چیزیں اُٹھالیں۔ حضرت شیخ سہروری رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کو مخاطب کر کے فرمایا: تم بھی تو کوئی چیز لو۔ شیخ جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ نے بڑھیا کا پیش کیا ہوا درہم اُٹھالیا حضرت شیخ سہروری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا واہ بھائی تم نے بھی کچھ اُٹھالیا۔ حضرت شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ نے بنگال میں وصال فرمایا تھا وہیں آپ کا مزار مبارک ہے۔

مختصر حالات شیخ الاسلام حضرت خواجہ بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ الاسلام ۵۷۵ء میں قلعہ کوٹ کرور (ملتان میں پیدا ہوئے تھے۔ ۱۲ سال کی عمر میں قرآن شریف قرأت سبعہ کے ساتھ حفظ کر لیا تھا۔ خراسان اور بخارا میں اکابر علماء سے تکمیل علوم دِین فرمائی اور بہت سے مشائخ اور اولیائے کرام سے اکتساب فیض کیا اس کے بعد

حرمین شریفین کی زیارت سے شرف اندوز ہوئے۔

۵ سال حرم نبوی میں حاضر رہے اور مولانا کمال الدین محمد یمنی محدث سے علم حدیث پڑھ کر سند فضیلت حاصل کی اس کے بعد بیت المقدس میں حاضر ہو کر انبیاء علیہم السلام پر نور مزارات کی زیارت سے شرفیاب ہو کر بغداد شریف تشریف لائے۔ بغداد شریف میں شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین سہروری رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت و بیعت سے مستفید ہوئے ۱۸ روز قیام کیا۔ ایک شب شیخ الشیوخ کی خانقاہ میں عالم رویا میں حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک وسیع ایوان میں تخت پر جلوہ افروز نظر آئے۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دائیں جانب حضرت شیخ الشیوخ ایستادہ تھے۔ اسی مکان میں ایک کھونٹی پر چند نفیس خرقے آویزاں دیکھے۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: شہاب الدین بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کو بلاؤ شیخ نے خواجہ کا ہاتھ پکڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قدم بوسی کے لیے پیش کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ ان خرقوں میں سے ایک خرقہ بہاؤ الدین کو پہناؤ شیخ نے اپنے دستِ مبارک سے حضرت خواجہ کو خرقہ پہنایا۔

خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ صبح کو حسبِ معمول بیدار ہوئے تو دیکھا تو وہی مکان جو خواب میں دیکھا تھا اسی کھونٹی پر چند خرقے آویزاں نظر آئے حضرت شیخ نے وہی خرقہ جو خواب میں دیکھا تھا اپنے دست مبارک سے خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو پہنایا اور فرمایا بہاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ یہ خرقے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امانت ہیں جس کو حکم دیتے ہیں پہنا دیتا ہوں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منشاء کے بغیر میری کہاں مجال ہے کہ کسی کو خرقہ دے سکوں۔

حضرت شیخ کی خانقاہ میں بکثرت اولیاء اللہ عبادت و ریاضت میں مشغول تھے سب کو شک ہوا کہ ہم ایک مدت سے خانقاہ میں حاضر ہیں حضرت شیخ نے ہم پر نظر کرم نہیں فرمائی۔ یہ ہندوستانی بزرگ بہت ہی خوش نصیب ہے کہ دو ہفتے بعد اسے خرقہ خلافت مل گیا۔ حضرت شیخ نے ان حضرات کو دلاسا اور تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ تم لوگوں کی مثال گیلی لکڑی کی ہے۔ بہاؤ

الدین رحمۃ اللہ علیہ خشک لکڑی کی مانند ہے۔ عشقِ الٰہی کی آگ دِکھلائی تو بھڑک اُٹھی۔ تم لوگوں میں ابھی آتشِ محبت سے بھڑک اُٹھنے کی صلاحیت پیدا نہیں ہوئی۔

حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بغداد شریف سے ملتان کی قطبیت پر فائز ہو کر تشریف لائے۔ مخلوق خدا ہدایت حاصل کرنے چاروں طرف سے جمع ہوگئی اور ملتان میں روحانی فیوض و برکات کا سمندر موج مارنے لگا جس وقت حضرت خواجہ بہاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ ملتان تشریف لائے وہاں کے اکابر کو حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی تشریف آوری گراں گزری زبان سے تو کچھ نہ کہہ سکے۔ ایک پیالہ دودھ سے بھرا ہوا آپ کی خدمت میں بھیجا جس کا مطلب یہ تھا کہ شہر ملتان پہلے ہی سے خاصان خدا کا مسکن ہے اب یہاں کسی نو وارد کی گنجائش نہیں۔ دودھ کے پیالہ کی طرف یہ شہر بزرگانِ دِین سے بھرا ہوا ہے۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو نور باطن سے مشائخ ملتان کے مفہوم کا اِنکشاف ہوگیا تو آپ نے اس دودھ کے پیالے پر ایک گلاب کا پھول رکھ کر واپس کر دیا جس کا مطلب یہ ہے کہ میرا وجود ملتان میں گلاب کے پھول کی مثال ہے میں کسی پر بار نہیں ہوں۔

حضرت خواجہ بہاؤالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ گرامی سے بے شمار کرامات ظہور میں آئیں۔ ایک روز حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ میں مشغول عبادت ریاضت تھے۔ گرمی کا سخت موسم تھا آپ کو اپنے وطن بخارا کی سردی اور برف یاد آئی۔ بے ساختہ منہ سے نکلا۔

ملتان میں بخارا کی وہ خنکی اور ژالہ باری کہاں؟ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر مخدوم صاحب کے اضطرار قلب کا حال منکشف ہوا۔ حجرہ سے باہر تشریف لائے اور خادمان درگاہ کو حکم دیا کہ خانقاہ کے صحن سے چٹائیاں اٹھالو جھاڑ و دے کر صاف کر دو خدام نے تعمیل حکم کی فوراً ہی آسمان پر بادل چھا گئے ژالہ باری شروع ہوگئی۔ حضرت سیّد جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اولیائے کرم نے خوب لطف کے ساتھ سرد پانی پیا لہ ژالہ باری صرف حدود خانقاہ تک محدود تھی شہر میں بارش کی ایک بوند یا اولہ کا ایک دانہ بھی نہیں گرا۔

شاہان دہلی کی طرف سے آپ کو شیخ الاسلام کا خطاب ملا تھا۔ حضرت بابا فرید الدین

مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ گہرا رشتہ مودت و تعلق تھا۔ حضرت بابا صاحب اجودھن میں ذکر و مراقبہ میں مشغول تھے یکا یک آپ بیہوش ہو گئے جب بہت دیر ہو گئی تو خلفاء کو پریشانی لاحق ہوئی۔ حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ کا خرقہ مبارک آپ پر ڈالا گیا۔ بابا صاحب کو ہوش آیا تو فرمایا کہ میرے بھائی خواجہ بہاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا۔ حضرت خواجہ صاحب کی تاریخ وصال ۱۷ صفر ۶۶۶ ہجری ہے مزار شریف ملتان میں زیارت گاہ عالم ہے۔

حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ملتان کو مغلوں کی دستبرد سے بچالیا

ایک روز حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ شیخ بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ یہ تینوں حضرات خانقاہ میں تشریف فرما تھے کہ سلطان ناصر الدین رحمۃ اللہ علیہ قباچہ والی ملتان دوڑا ہوا حاضر ہوا کر امداد کا خواستگار ہوا۔ مغلوں نے قلعہ ملتان کا محاصرہ کر لیا تھا۔

حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک تیر پر کچھ پڑھ کر دم کر کے دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ تیر شام کے وقت دُشمن کے لشکر کی طرف پھینک دینا۔ سلطان ناصر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے حسب ہدایت تعمیل حکم کی۔ صبح ہوئی تو میدان صاف تھا۔ یا تو مغل محاصرہ کیے پڑے تھے یا قلعہ کے آس پاس کسی مغل کا نام و نشان بھی موجود نہ تھا۔ سلطان ناصر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے خدا کا شکر ادا کیا خانقاہ ہو کر حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے قدم بوس ہوئے۔

حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملتان میں قیام کی درخواست

سلطان ناصر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے والہانہ و عقید تمندانہ انداز میں عرض کیا کہ اگر حضور ملتان میں قیام فرمائیں تو ہمارے لیے خوش نصیبی کا باعث ہوگا۔ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ میں بلا اجازت پیر و مرشد کے کسی جگہ قیام نہیں کر سکتا۔ یہاں میرے بھائی بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ شاہ ولایت ہیں۔ حق تعالیٰ نے ان کے لیے یہی جگہ مقرر فرمائی ہے میں یہاں کسی حال میں قیام

نہیں کر سکتا۔

شمع قطبیت پر پروانوں کا ہجوم

ملتان میں حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر لوگ پروانوں کی طرح نثار ہونے لگے۔نور ہدایت حاصل کرنے لگے۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے بیعت کی درخواست کی لیکن آپ نے کسی کو بیعت نہیں فرمایا کہ یہ علاقہ میرے بھائی مخدوم بہاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ کا ہے مجھے آپ کے علاقہ میں کسی شخص کو بیعت کرنا زیبا نہیں۔

الغرض حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ ملتان سے روانہ ہو گئے۔آپ کے ہمراہ ایک جماعت ملتان کے لوگوں کی تھی۔ ہانسی پہنچ کر ان کو مرید کیا اور ہانسی سے چل کر رونق افروز دہلی ہوئے۔

حضرت خواجہ قطب صاحب کا عریضہ سرکار غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ میں

ہانسی پہنچ کر حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عریضہ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ارسال کیا اور دہلی روانہ ہو گئے۔حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا:

> ''میرا دِل زیارت حضور والا کے لیے بیتاب ہے اگر ارشاد ہو تو حاضر خدمت ہو کر شرف قدم بوسی حاصل کروں''۔

حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے اس عریضہ کے جواب میں تحریر فرمایا تم دہلی میں قیام کرو حق تعالیٰ نے تمہیں دہلی کی ولایت عطا فرمائی ہے۔روحانی ملاقات تو ہر وقت ہے ہی انشاءاللہ میں چند روز بعد تمہارے پاس آؤں گا۔ملاقات ظاہری بھی ہو جائے گی۔

اس حکم نامہ کے موصول ہوتے ہی حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ مستقل طور پر دہلی میں اقامت گزیں ہو گئے۔

حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا دِہلی میں شاہانہ اِستقبال

مسالک السالکین میں بحوالہ سیر العارفین مذکور ہے کہ جب آپ دہلی رونق افروز ہوئے

اس وقت سلطان شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ (مرید خلیفہ حضرت خواجہ غریب نواز اورنگ شاہی پر فائز تھے۔ سلطان شمس الدین التمش رحمۃ اللہ علیہ ایک فوجی دستہ کے ساتھ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے استقبال کے لیے شہر سے باہر آئے اور شکر خداوندی بجالا کر التماس کیا کہ آپ شہر میں قیام فرمائیں لیکن آپ نے منظور نہ کیا بلکہ اپنی رہائش کے لیے موضع کیلوکھڑی جو جمنا کے کنارے واقع تھا پسند فرمایا: اس زمانہ میں موضع کیلوکھڑے اس مقام پر آباد تھا۔ جہاں ہمایوں بادشاہ کا مقبرہ واقع ہے۔ اس وقت دہلی کے شیخ الاسلام حضرت شیخ جمال الدین محمد بسطامی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ وہ آپ کے بڑے معتقد ہو گئے۔

سیر الاقطاب میں ہے۔ رفتہ رفتہ تمام شہر آپ کا معتقد ہو گیا۔ شہر کے خواص کے علاوہ عوام کا ایک مجمع ہر وقت لگا رہتا تھا۔ حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس بھیڑ بھاڑ سے بہت گھبرائے جی چاہتا تھا کہ کسی دوسری جگہ جا کر گوشہ نشینی اختیار کر لیں۔ مگر بدون اجازت پیرو مرشد ایسا نہ کر سکتے تھے۔

لوگوں کی عقیدت یہاں تک بڑھی کہ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ہر وقت لوگوں کا میلہ رہنے لگا۔ خود بادشاہ سلامت ہفتہ میں دو بار زیارت کے لیے حاضر ہوتے تھے۔

حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کاشانہ ولایت

سلطان شمس الدین التمش رحمۃ اللہ علیہ (بادشاہ دِلی کا محل جو دِلی میں تھا۔ اس زمانہ میں دِلی اسی مقام پر آباد تھی جہاں مہرولی واقع ہے مہرولی سے کیلوکھڑی کا فاصلہ ۵ کوس تھا۔ لوگوں کو خود بادشاہ کو اتنی دور آنے جانے میں تکلیف ہوتی تھی۔ بادشاہ سلامت نے نہایت عجز وانکساری سے عرض کیا کہ شہر سے اتنی دور آنے جانے میں خادم کو پریشانی ہوتی ہے امور سلطنت میں ہرج واقع ہوتا ہے عام لوگوں کو بھی آنے جانے میں تکلیف ہوتی ہے اس لیے ازراہِ کرم شہر میں تشریف لے چلیں حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ازراہ عنایت سلطان موصوف کی درخواست قبول فرمائی اور شہر میں تشریف لے جا کر مسجد اعزازلدین کے وقیب بودو باش اِختیار فرمائی۔ لاڈو سرائے کے جنگل میں شاہی عمارات کے قریب قطب

صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی حویلی مسکونہ کے نشانات موجود تھے جہاں لوگ زیارت کے لیے جایا کرتے تھے۔ اب معلوم نہیں وہ نشانات موجود ہیں یا نہیں۔

انہیں دونوں حضرت مولانا بدر الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ حاضر خدمتِ اقدس ہو کر شرف بیعت وخرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آخر عمر تک حاضرِ خدمت رہے۔

حضرت قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ دہلی میں تشریف فرما تھے۔ قاضی صاحب سے حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دیرینہ ملاقات تھی۔ دہلی کے رونق افروزی کے بعد حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عقیدت اور محبت میں اور بھی اضافہ ہو گیا۔

حضرت قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تعظیم واجلال کا حکم

○ سیر الاقطاب میں ہے کہ دہلی میں حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ کی تشریف آوری سے قبل حضرت قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ نے عالم معاملہ میں دیکھا کہ دہلی میں آفتاب عالم تاب طلوع ہوا ہے جس سے تمام مملکت منور اور تاباں ہے اور وہ حضرت قاضی صاحب کے مکان میں اُتر آیا ہے اور وہ آفتاب قاضی صاحب سے کہہ رہا ہے کہ اب میں تمہارے مکان میں ہی رہوں گا حضرت قاضی صاحب یہ خواب دیکھ کر حیران تھے۔ دیکھو اس خواب کا کیا نتیجہ ظہور میں آتا ہے۔ لیکن یہ بات ان کے دِل میں ضرور تھی کہ دہلی میں عنقریب کوئی ولی کامل آنے والا ہے اور میرے مکان میں قیام پذیر ہوں گے۔ اس خواب کو دیکھتے ہوئے دو روز نہ گزرے تھے کہ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ دہلی تشریف لے آئے اور بھٹیارے کے مکان میں حضرت کا معتقد تھا قیام پذیر ہوئے اسی روز قاضی صاحب کو خواب میں حکم ہوا کہ ہمارا دوست قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ اس شہر میں آیا ہوا ہے فلاں بھٹیارے کے مکان میں ٹھہرا ہوا ہے جلد جاؤ انہیں اپنے گھر لے آؤ وہ تمہارے یہاں قیام کریں گے۔ قاضی حمید الدین فوراً ننگے پاؤں بھٹیارے کے مکان میں پہنچے اور حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو نہایت ادب واحترام کے ساتھ اپنے مکان پر لے آئے۔

○ سیر الاقطاب میں ہے کہ اس وقت حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عمر ۱۷ سال تھی

لکین اس کمسنی کے باوجود بے حد وغایت کے حامل تھے۔

حضرت قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اُستاد تھے لیکن قاضی صاحب نے حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وہ خدمت اور ادب و احترام کیا کہ لوگ حیران ہو کر کہا کرتے تھے کہ خواجہ قطب الدین تو تمام مشائخ کے قطب ہیں اور قاضی حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ سے ہزار درجہ بہتر و برتر ہیں اور قاضی صاحب حضرت قطب صاحب کی بال برابری بھی نہیں کر سکتے۔ اس خدمت کے صلہ میں باوجودیکہ قاضی صاحب اپنے پیر و مرشد سے فیض و نعمت حاصل کر چکے تھے۔ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان کو نعمت روحانی اور خلافت عطا فرمائی۔

منصب شیخ الاسلام کی پیشکش خواجہ قطب صاحبؒ کا قبول کرنے سے اِنکار

کچھ عرصہ بعد شمس الدین التمش رحمۃ اللہ علیہ نور اللہ مرقدہ نے آپ کو شیخ الاسلام کا منصب پیش کیا مگر آپ نے قبول کرنے سے اِنکار فرما دیا۔ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے انکار کے بعد شیخ نجم الدین صغریٰ رحمۃ اللہ علیہ نے دہلی کے شیخ الاسلام بنے۔

شیخ نجم الدین صغریٰ رحمۃ اللہ علیہ کا شیخ الاسلامی کا گھمنڈ

سیر العارفین میں ہے کہ شیخ نجم الدین صغریٰ رحمۃ اللہ علیہ بڑی اچھی عادت اور اِخلاق کے آدمی تھے مگر شیخ الاسلام کا عہدہ ملتے ہی ان کی حالت بدل گئی دُنیاوی جاہ و جلال پر فریفتہ ہو گے۔ اور خوبیاں ان میں شیخ الاسلام بننے سے پہلے تھیں شیخ الاسلام بنتے ہی رفو چکر ہو گئیں۔

حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف دہلی میں تشریف آوری کے بعد رجوعات خلق تھا۔ عوام و خاص حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر شیفتہ و فریفتہ تھے شیخ نجم الدین صغریٰ ع نے بھی یہی خیال کیا تھا کہ شیخ الاسلام بننے کے بعد میں بھی مرجع خلائق بن جاؤں گا مگر شیخ الاسلامی کے بعد کسی نے بھی ان کو منہ نہ لگایا وہ رسمی طور پر شیخ الاسلام ضرور تھے مگر کوئی ان کو پوچھتا تک نہ تھا اس کے برعکس حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ حالت تھی کہ لوگ اپنا گھر بار چھوڑ کر آپ کی غلامی باعث صد اِفتخار سعادت دارین تصور کرتے تھے۔

حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ دہلی میں

شیخ نجم الدین صغریٰ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حال دیکھ کر رشک وحسد سے اندر ہی اندر سلگنے لگے اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ جب حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ دہلی تشریف لائے اور حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں قیام فرمایا تو حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بادشاہ سلامت کو آپ کی تشریف آوری کی اطلاع دینی چاہی مگر حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے منع فرمایا لیکن اس کے باوجود بادشاہ اور عوام کو آپ کی تشریف آوری کی اطلاع ہوگئی لوگ جوق در جوق زیارت حضور والا کے لیے آنے لگے باوجودیکہ شیخ نجم الدین صغریٰ رحمۃ اللہ علیہ سے حضور خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی خراسان سے ملاقات تھی۔ مگر حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر رشک وحسد کی وجہ سے خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ ملنے نہ آئے۔

حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ خود شیخ الاسلام سے ملنے تشریف لے گئے اس وقت شیخ الاسلام اپنے مکان کا چبوترہ تعمیر کرا رہے تھے۔ شیخ الاسلام نے نہ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کا استقبال کیا نہ خوش آمدید کہا: نہ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اچھی طرح ملتفت ہوئے۔

حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھ سے ملنے دہلی کے مشائخ علماء اور خواص وعوام آئے مگر تم نہ آئے تم نے شیخ الاسلامی کے گھمنڈ میں پرانے دوستوں کو بھی بھلا دیا۔ شیخ الاسلام نجم الدین صغریٰ رحمۃ اللہ علیہ یہ بات سن کر بہت شرمندہ ہوئے اور حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں سر رکھ کر معذرت کرنے لگے اور کہنے لگے کہ میں جیسا آپ کا مخلص تھا ویسا ہی اب ہوں مگر قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے میری قدر ومنزلت برباد کر دی۔ جب سے قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ دہلی تشریف لائے ہیں' خلقت انہیں کی طرف رجوع ہے میں تو برائے نام شیخ الاسلام ہوں مجھے تو کوئی پوچھتا تک نہیں۔

بابا قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ تم میرے ساتھ چلو۔ یہاں کے بعض آدمی تمہارے دہلی قیام سے ناراض ہیں۔ یہ فرما کر خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ شیخ نجم الدین صغریٰ رحمۃ اللہ علیہ کے مکان سے واپس آ گئے۔ شیخ الاسلام نے منت سماجت کی کھانا تیار ہو رہا ہے' کھانا کھا کر جانا

مگر خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی کوئی بات نہ سنی۔

حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اجمیر کو روانگی اور مخلوقِ خداوندی کا واویلا

حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ اہالیان دہلی کو بے حد عقیدت اور محبت تھی یہ خبر سن کر بیتاب ہو گئے جس وقت حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ہمراہ لے کر بقصد اجمیر روانہ ہوئے تو تمام شہر میں یکبارگی شور ماتم اور واویلا برپا ہو گیا۔ لوگ دیوانہ وار آپ کے پیچھے روانہ ہو گئے حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عوام و خواص کی عقیدت و محبت کا یہ عالم تھا کہ لوگ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں کے نیچے کی خاک تبرک اٹھا کر آنکھوں پر مل رہے تھے اور حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے پیچھے روتے چلے جا رہے تھے۔

سلطان شمس الدین التمش رحمۃ اللہ علیہ کی بیتابی اور خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ سے اِلتجا

سلطان شمس الدین التمش رحمۃ اللہ علیہ کو خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی اور حضرت قطب صاحب کی روانگی کی اطلاع ہوئی تو آپ دوڑے ہوئے خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر قدم بوس ہوئے اور بہ کمال منت و زاری عرض کیا: حضور قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اجمیر نہ لے جائیں برائے خدا یہیں رہنے دیں۔

حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ اہالیان دہلی کی عقیدت اور شیفتگی مشاہدہ فرما چکے تھے۔ سلطان کی درخواست کو منظور کرتے ہوئے فرمایا:

بابا قطب الدین تم دہلی ہی میں رہو تمہارے چلے جانے سے سارے شہر والے پریشان ہو جائیں گے۔ یہ شہر تمہارے سپرد ہے۔

حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان سے حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ واپس تشریف لے آئے۔

سالک السالکین میں ہے کہ سلطان شمس الدین التمش حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے تعلیم و تربیت حضور خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی تھی لیکن اس کے باوجود سلطان موصوف کو حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بے حد عقیدت اور محبت

تھی عجب نہیں کہ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بھی شرف ارادت حاصل ہو۔ چونکہ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سلطان موصوف کا نام بھی شامل ہے اس لیے خیال یہ ہے کہ سلطان موصوف آخر وقت میں حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہو گئے ہوں گے۔

حوض شمسی کی تعمیر

سلطان شمس الدین التمش رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مدت سے آرزو تھی کہ شہر کے قریب پانی کا ایک حوض تیار کرایا جائے۔ اس زمانہ میں شہر میں پانی کی قلت تھی۔ ایک روز سلطان شمس الدین التمش رحمۃ اللہ علیہ نے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ ایک مقام پر گھوڑے پر سوار ہیں۔ فرما رہے ہیں اے شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ! اس مقام پر حوض تعمیر کر۔

سلطان موصوف نے خواب سے بیدار ہو کر فوراً ایک خادم حضرت صاحب کے پاس بھیجا کہ میں نے آج رات ایک خواب دیکھا ہے اگر ارشاد ہو تو حاضر عرض کروں حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بادشاہ سے کہہ دینا کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس جگہ حوض تعمیر کرنے کا حکم دیا ہے میں اس جگہ جا رہا ہوں تم آ جاؤ سلطان شمس الدین گھوڑے پر سوار ہو کر روانہ ہو گیا۔ پتہ چلا کہ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ فلاں جگہ رونق افروز ہیں اور تمہاری آمد کے منتظر ہیں۔ سلطان گھوڑا دوڑاتا ہوا حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچ گیا۔ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نماز میں مشغول تھے۔ نماز سے فراغت کے بعد سلطان موصوف نے حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دست بوسی کی۔

سلطان موصوف نے جس جگہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تشریف فرما کر خواب میں دیکھا تھا وہاں گھوڑے کے سم کے نشان موجود تھے۔ پانی جاری تھا۔ سلطان شمس الدین نے اسی جگہ حوض تعمیر کروا دیا جو آج تک موجود ہے اور عین اسی مقام پر جہاں گھوڑے کے سم دیکھے تھے۔ ایک برج تعمیر کروایا اہلِ وطن آج بھی اس مقام مقدس کی زیارت کر کے فیوض برکات جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مستفید ہوتے ہیں۔

سلطان الشعرا حضرت امیر خسرو علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب قران سعدین میں اس حوض کی

بہت کچھ تعریف فرمائی ہے اس حوض کے کنارے اکثر اولیاء اللہ مدفون ہیں خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ اکثر اس حوض کے کنارے عبادت میں مشغول رہا کرتے تھے۔ اسی حوض کے کنارے حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا دربار قطبیت آراستہ ہوتا تھا۔ درباریوں میں حضرت قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ خواجہ محمود موئینہ دوز شیخ بدر الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ شیخ تاج الدین منور رحمۃ اللہ علیہ خصوصیت سے قابلِ ذکر ہیں۔

اسی حوض کے کنارے حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کیلئے رجال الغیب آیا کرتے تھے۔

مسالک السالکین میں ہے کہ ایک روز ایک شتر سوار نیلے رنگ کا لباس زیب تن کیے ہوئے اس حوض پر آیا۔ غسل کر کے دوگانہ ادا کیا۔ اس وقت اس مسجد میں جو سلطان شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ کے لنگر خانہ کے قریب لب حوض واقع تھی بزرگانِ موصوف الصدر موجود تھے نماز کے بعد اس بزرگ نے بہ آواز بلند دریافت کیا کہ اس مسجد میں کون کون صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، شیخ تاج الدین منور رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا چند فقراء یادِ الٰہی میں بیٹھے ہیں۔

اس سوار نے کہا کہ میرا اسلام خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ محمد عطاء قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچا دو اور ان سے کہہ دو کہ خادم خاص ابو سعید دمشقی نے سلام عرض کیا ہے۔ جس وقت حضرت خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ابو سعید دمشقی کا نام سنا درویشوں کے ہمراہ ملاقات کے لیے دوڑے اس جگہ پہنچے مگر وہاں کوئی موجود نہ تھا۔ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اے ابو سعید! دمشقی رجال الغیب میں سے ہیں۔

حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حوض شمسی کا کنارہ اور عید گاہ کہنہ کی پشت یہ دونوں مقامات اجابت دُعا کے ہیں یہاں جو دُعا کی جاتی ہے فضل خداوندی سے قبول ہوتی ہے بشرطیکہ رات شب بیداری اور عبادتِ خداوندی میں بسر ہو جائے۔

محفلِ سماع پر علمائے ظاہر چراغ پا

سیر الاقطاب میں ہے کہ سلطان التارکین حضرت قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ کو تعلیم دے کر دہلی تشریف لے آئے تھے۔ راستہ میں

قفس پرندہ کا گانہ سنا۔ اس پرندہ کی چونچ میں ۱۲۰۰ سو سوراخ ہوتے ہیں جس وقت اس پرندہ پر مستی کا عالم طاری ہوتا ہے اس پرندہ کی چونچ کے سوراخوں سے قسم قسم کی آوازیں نکلتی ہیں۔

حضرت قاضی صاحب اس پرندہ کا گانا سن کر مست و بیخود ہو گئے وجد طاری ہو گیا بہت دیر تک ذوق کی حالت طاری رہی افاقہ کے بعد حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے انہوں نے فرمایا: حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ یہ سماع جو تم نے آج سنا بڑے بڑے اولیائے اور مشائخ نے سنا ہے قاضی صاحب نے کہا کہ میں تو سماع کا عاشق ہوں اگر قوال میسر آ جائیں تو سماع سنو۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا جب سے حضرت خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے سماع ترک کیا ہے اس وقت سے یہ حالت ہے کہ اگر کوئی شخص سمع سنتا ہے اس کو دار پر چڑھا دیا جاتا ہے خلیفہ وقت نے قوالوں کا بیت المال سے وظیفہ مقرر کر دیا ہے۔ اب قوال کسی محفلِ سماع میں نہیں جاتے لیکن ان کے بعد حضرت خواجہ ناصر الدین رحمۃ اللہ علیہ ابو یوسف حضرت شیخ حاجی شریف مدنی خوب سماع سنا کرتے تھے۔ کسی شخص کی مجال نہ تھی کہ ان حضرات کو منع کر سکے۔ اس زمانہ میں حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ بھی سماع سنا کرتے تھے۔ خلیفہ وقت نے بھی آپ کو منع کیا۔ علماء نے بھی بحث مباحثہ کیے۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ غالب رہے۔ آج کل سوائے حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے کس کی طاقت ہے کہ سماع سن سکے۔

قاضی صاحب حضرت خواجہ خضر علیہ السلام کی زبان سے بات سن کر خاموش ہو گئے بازار جا کر غلام خرید لائے اور ہر ایک کو نعت خوانی سکھائی چند روز میں یہ لوگ بہترین قوال بن گئے۔ حضرت قاضی صاحب روزانہ سماع سننے لگے یہ خبر شہر میں پھیل گئی۔ قاضی سعد الدین قاضی منہاج سراج، قاضی عماد ہند مبارک غزنوی مولانا مجد الدین رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے طعن بازی شروع کر دی اور یہ کہنا شروع کیا۔ لو قاضی حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیروں کے طریقہ کے خلاف سماع سننا شروع کیا۔ حضرت قاضی صاحب کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو فرمایا: میں چشتی ہوں میرے پیر چشتی ہیں۔ مجھے جو کچھ ملا ہے چشتیوں سے ملا ہے۔ میرے لیے حضرت خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی توبہ حجت نہیں۔

اس واقعہ کے کچھ روز بعد حضرت قاضی صاحب بغداد شریف لے گئے اور اپنے

ایک مرید (کامل) کے ہاں قیام کیا۔ وہ مرید مالدار آدمی تھا۔ اس کے پاس چالیس حجرے تھے۔ مرید نے سب حجروں کے دروازے کھول دیئے صرف ایک حجرہ مقفل رکھا۔ قاضی صاحب نے پوچھا: یہ حجرہ تم نے کیوں نہیں کھولا۔ مرید نے عرض کیا حضرت اس حجرہ میں ایک نے نواز خلیفہ کے خوف سے چھپا رکھا ہے۔ خلیفہ سماع کا مخالف ہے۔

قاضی صاحب نے فرمایا میں تو سماع کا دلدادہ ہوں۔ تم کسی بات کا خوف نہ کرو۔ اس آدمی کو میرے پاس لے آئے۔ وہ آدمی حاضر ہو گیا۔ حضرت قاضی صاحب کے حکم سے نے نوازی شروع محفل سماع گرم ہو گئی۔ قوالی کی آواز سن کر لوگوں نے قاضی اور مفتی شہر کو اطلاع کر دی۔ قاضی صاحب کے نام حکمنامہ آیا کہ عدالت میں حاضر ہو کر محفل سماع کے جواز پر بحث کرو۔ اگر ثبوت بہم نہ پہنچا تو دار پر کھنچوا دیئے جاؤ گے۔ قاضی صاحب پر کیفیت طاری تھی قاصد کھڑا رہا۔ جب صحیح حالت پر آئے تو حکم عدالت سنایا گیا قاضی صاحب نے فرمایا کہ سماع تمام آدمیوں کے واسطے حرام نہیں ہے۔ عام لوگوں کے لیے حرام ہے۔ خواص کے لیے حلال ہے۔ قاصد روانہ ہو گیا ابھی چند قدم ہی گیا تھا کہ قاضی صاحب نے اس کو واپس بلا کر فرمایا کہ قاضی اور مفتی صاحبان سے کہہ دینا کہ کل تمام علماء حاضر ہوں یہ فقیر بھی حاضر ہو گا۔ اگر یہ فقیر سماع سننے کا اہل ہو گا تو سماع ضرور سنے گا ورنہ جہاں اور لوگوں کو پھانسی دی گئی حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ کو بھی سہی۔ الغرض عدالت کا ہرکارہ حکمنامہ کا جواب سن کر رخصت ہو گیا اور قاضی و مفتی صاحبان کو قاضی صاحب کے جواب سے مطلع کیا۔ قاضی اور مفتی صاحبان اس بات پر رضامند ہو گئے۔

حضرت قاضی صاحب نے اپنے مرید سے فرمایا: اب تم یہ کام کرو کہ کل کو مفتی اور قاضی کو اپنے ہاں ضیافت پر مدعو کرو۔ یہاں شہر میں قوال تو ہیں نہیں جس قدر جمع کر سکو مزامیر جمع کر لو اور صحن میں رکھ دو۔ رات بھر ۱۷ مزامیر جمع ہوئے۔ یہ تمام مزامیر وسط صحن میں کپڑا ڈال کر رکھ دیئے گئے۔ مرید نے مفتی اور قاضی کو دعوت نامہ بھیج دیا۔ اگلے دن قاضی اور مفتی صاحب تشریف لے آئے۔ پوچھنے لگے حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ کہاں ہیں؟ حضرت قاضی نے فرمایا: میں ہوں میرا نام حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ سماع سنتا ہوں سماع میں مباح تصور کرتا ہوں۔ بات یہ ہے کہ میں دِل کا مریض ہوں ورنہ دِل کا علاج سماع ہی ہے۔ حضرت امام

ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اگر کسی پیاسے کو شدت تشنگی کے وقت پانی میسر نہ ہو اور جان جانے کا خطرہ ہو تو اس کو ایسی حالت میں شراب پینا مباح ہے تا کہ مسلمان کی جان ضائع ہو جانے سے محفوظ رہے۔ حضرت امام شافعی کا قول ہے کہ حزن و ملال رفع کرنے کے واسطے سماع سننا مباح ہے۔

حضرت قاضی صاحب فاضل یگانہ اور عالم بے بدل تھے قاضی اور مفتی صاحب کے سامنے سماع سے متعلق ایسے ایسے واضح دلائل پیش کیے کہ قاضی صاحب اور مفتی صاحب ان کی تردید نہ کر سکے ان کو ماننا پڑا حتیٰ کہ کہ قاضی صاحب بولے ہاں ہاں ائمہ کی کتب میں اسی طرح لکھا ہے۔ آپ صاحب ولایت ہیں آپ ہمیں کوئی ایسی دلیل و برہان دکھلائیے جس سے ہم سماع کے معتقد ہو کر اہلِ سماع بن جائیں۔ حضرت قاضی صاحب نے اسی وقت مزامیر کو اشارہ کیا۔ تمام مزامیر خود بخود بجنے لگے۔ مجلس پر کیف طاری ہو گیا۔ قاضی صاحب اور مفتی صاحب پر وجد طاری ہو گیا۔ قاضی صاحب بھی وجد میں آ گئے۔ حضرت قاضی صاحب نے قاضی و مفتی صاحب پر تیز نظر ڈالتے ہوئے فرمایا: اے محفل سماع میں یہ فرماتے ہی قاضی صاحب دیوانہ وار رقص کرنے لگے۔ بڑی دیر تک یہ حالت رہی۔ جب حالت درست ہوئی تو قاضی شہر نے حضرت قاضی صاحب کے قدموں میں سر رکھ کر معافی مانگی۔ حضرت قاضی صاحب نے فرمایا: اب تو چشتیوں کی دلیل دیکھ لی اب بھی سماع کو مباح نہ کہو گے۔ قاضی۔ مفتی اور دیگر علماء حاضرین مجلس نے اِقرار کیا کہ بلاشبہ سماع اہلِ سماع کے لیے مباح ہے۔ اس کے بعد قاضی حمید الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ بغداد سے رُخصت ہو کر دہلی روانہ ہو گئے۔

حضرت قاضی حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مکان میں محفلِ سماع

۵ سیر الاقطاب میں ہے کہ جب حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ کے مکان میں تشریف لائے تو قاضی صاحب نے قوالوں کو بلا کر محفل سماع ترتیب دی۔ حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت قاضی صاحب دونوں بزرگ سماع سنتے رہے۔ ہزار آدمی سماع سننے جمع ہو گئے جس وقت محفل سماع ختم ہوئی لوگوں نے قاضی صاحب سے عرض کیا کہ اس محفل میں بڑے چھوٹے ہر قسم کے لوگ بڑی تعداد میں حاضر

ہیں۔محفلِ سماع کے بعد کھانا کھلایا جاتا ہے کھانے کا اِنتظام فرمایا جائے۔حضرت قاضی صاحب نے فرمایا: سب حاضرین سے کہ دوصف بستہ بیٹھ جائیں۔سب لوگ بیٹھ گئے حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی دونوں آستینیں جھاڑنی شروع کردیں ہر شخص کے آگے دو دو گرم گرم کاک اور حلوہ حاضر ہو گیا۔تمام حاضرین نے سیر ہو کر کھایا اس کے بعد مولانا مجد الدین رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی صاحب سے عرض کیا کہ کھانے کے بعد شربت بھی ہونا چاہیے۔

حضرت قاضی کی خدمت میں کسی شخص نے اڑھائی سیر شکر نذر کی تھی آپ نے ایک بڑے لوٹے میں ڈالے کر اوپر سے سات پیالے پانی کے ڈال کر فرمایا: لوسب لوگ شربت پیو سب حاضرین نے خوب سیر ہو کر شربت پیا اور لوٹے میں شربت اِتنا رہا اس میں کوئی کمی نہ آئی۔کھاپی کر سب لوگ رُخصت ہو گئے۔

سلطان شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خفگی

الغرض حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ سماع سنتے رہے سلطان شہاب الدین غوری رحمۃ اللہ علیہ کو خبر ملی تو اس نے خفگی کے لہجے میں کہا: یہ کون لوگ ہوتے ہیں سماع سننے والے؟ یہ بات حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کانوں تک پہنچ گئی۔حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک آدمی کو بھیج کر بادشاہ سے کہلا کر بھیجا۔اوسنگ دِل سیاہ باطن تو سماع کی قدر کیا جانے۔سماع ہمارے لیے مباح ہے تیرے لیے حرام ہے یہ خدا تعالیٰ کا ایک خاص تحفہ ہے جو ہر کسی کو نہیں ملا کرتا۔سماع کی قدر قدر دان ہی جانتے ہیں۔

سلطان شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات سن کر غصہ کی حالت میں قسم کھا کر کہا کہ اگر آئندہ مجھے سماع کے متعلق کوئی اطلاع ملی تو دار پر کھوادوں گا۔بادشاہ کا یہ جواب حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہوا تو فرمایا: ہم بھی دیکھیں گے تو یہاں رہے گا یا ہم چنانچہ دس بیس روز کے بعد ہی سلطان شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ خراسان چلا گیا۔

سلطان شمس الدین التمش رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں علمائے ظاہر کا واویلا

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ سلطان شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ کے

پیر تھے قطب الدین ایبک کے اِنتقال کے بعد جب سلطان موصوف تختِ دِہلی پر متمکن ہوا۔ تو حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پابوسی کیلئے حاضر ہوا۔ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان موصوف کو نصیحت فرمائی کہ فقراء اور مساکین کا خیال رکھنا۔ حق تعالیٰ تیرے درجات میں ترقی عطا فرمائے گا۔

اولیاء اللہ سے علماء کی مخالفت کوئی نئی بات نہیں قاضی صادق اور قاضی عماد حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مخالفت پر کمربستہ ہوئے۔ بادشاہ سے شکایت کی کہ خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ اور قاضی حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ شب و روز سماع سنتے رہتے ہیں۔ شریعت کا حکم ہے کہ سماع سننا حرام ہے۔ خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ کے تو ابھی داڑھی بھی نہیں نکلی ایسی حالت میں ہم سماع سننے کی اِجازت کس طرح دیں؟

چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہی ریش مبارک برآمد

بادشاہ نے کہا: میں تو منع کر سکتا تمہیں اختیار ہے قاضی صادق اور قاضی عماد دونوں خانقاہ پہنچے اس وقت اتفاقاً محفلِ سماع تھی۔ قاضی حمید الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر کیفیت طاری تھی۔ حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ دست بستہ کھڑے تھے قاضی عماد نے حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اِشارہ کرتے ہوئے کہا کہ آپ کا محفلِ سماع میں حاضر ہونا مناسب نہیں (یہ بات اس لیے کہی تھی کہ حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا روئے مبارک بے ریش تھا) حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ دونوں دستِ مبارک چہرے پر پھیرے تمام چہرے مبارک پر داڑھی نکل آئی فرمایا ہاں بے ریش نوجوان کو محفل سماع میں نہ آنا چاہیے۔

تمام حاضرین محفل حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اس حیرت انگیز کرامت کو دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئے۔ قاضی عماد اور قاضی صادق ڈر کے مارے قریب نہ آئے دور ہی سے واپس چلے گئے اور آپس میں مشورہ کرنے لگے کہ سماع کا فتنہ روز بروز ترقی پر ہے۔ اگر اس وقت اس کا سدِ باب نہ کیا گیا تو قیامت تک نہ رک سکے گا اس کے بعد یہ دونوں مولوی صاحبان بادشاہ کے پاس گئے حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی حیرت انگیز کرامت کا ذکر کیا بادشاہ

نے کہا: یہ دونوں بزرگ اہلِ سماع اور صاحب حال ہیں خبردار ان سے کسی قسم کی کاوش نہ رکھنا ورنہ اس کا نتیجہ اچھا نہ ہوگا۔

یہ دونوں مولوی صاحبانِ علم کے نشہ میں سرشار کہنے لگے ہم حامل شریعت ہیں۔ شریعت کی رو سے سماع سننا حرام ہے اس لیے ہم جب تک سماع بند نہ کرادیں گے چین سے نہ بیٹھیں گے بادشاہ نے کہا: تم میری بات تو مانتے نہیں اگر تم کچھ طاقت رکھتے ہو سماع بند کرلو۔

اس پر دونوں مولوی صاحبان نے کہا کہ اگر ہم نے محفل سماع میں جاکر کہا کہ سماع بند کرو اوران لوگوں نے کہا: تم منع کرنے والے کون ہوتے ہو۔ ہماری کیا عزت رہ جائے گی اگر ہم نے کہا کہ ہم شہر کے قاضی اور مفتی ہیں تو بات بھی ہے۔ بادشاہ نے کہا: ان باتوں سے تمہارا کیا مقصد ہے کیا چاہتے ہو ان لوگوں نے کہا: آپ ہمیں مفتی اور قاضی شہر بنادیں بادشاہ نے ان دونوں مولوی صاحبان کی خواہش کے مطابق مفتی اور قاضی شہر کے عہدہ ان دونوں کو عطا کردیا۔

مفتی اور قاضی صاحب کی شامت

صدارت اور قضا کا عہدہ ملتے ہی مولوی صاحبان آپے سے باہر ہوگئے فوراً ایک ہرکارہ حضرت خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجا کہ ہماری عدالت میں حاضر ہوکر وجہ جواز سماع پیش کرو ورنہ سماع سننے سے تائب ہوجاؤ جس وقت مفتی صاحب کے ہرکارہ نے حضرت خواجہ صاحبان کو حکم حاضری سنایا۔

......حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ کیا زیریں زمین جانے کا اِرادہ ہے؟ حضرت قاضی حمید الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اب کچھ نہیں ہوتا۔ تیر کمان سے نکل چکا۔

حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی اور مفتی صاحب کو کہلا کر بھیجا کہ کل ہمارے پیر کا عرس ہے کل ہم سماع سن لیں پرسوں حاضر عدالت ہوں گے قاضی اور مفتی صاحب نے ہر دو ہر دو حضرات کو اس شرط پر سماع کی اجازت دی کہ محفل میں سوائے آپ دو حضرات کے تیسرا شخص شامل نہ ہو۔

حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور قاضی ناگوری کی خانقاہ اندرون قلعہ تھی اس زمانہ میں قلعہ کے صرف ۲ دروازے تھے۔ شرقی اور غربی قاضی صادق اور قاضی عماد نے قلعہ کے دونوں دروازوں پر آدمی بٹھادیئے کسی آدمی کو اندر آنے نہ دیں۔

حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خادم نے عرض کیا کہ قاضی شہر نے دروازوں پر پہرہ بٹھادیئے ہیں کوئی آدمی خانقاہ میں نہ آسکے کھانا پکاؤں یا نہیں؟ قاضی حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: آج کھانا زیادہ پکانا کسی کی کیا مجال جو آنے والوں کو روک سکے حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قاضی صادق اور عماد تو اپنی جان سے عاجز آچکے ہیں اب وہ بہت جلد اس دُنیا سے کوچ کرنے والے ہیں۔ خادم حسب الحکم کھانا پکانے میں مشغول ہوگیا۔ قاضی حمید الدین نے دوگانہ پڑھا۔ میرے بھائی شیخ بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ ملتان سے تشریف لارہے ہیں۔ تھوڑی دیر میں حضرت شیخ موصوف ملتان سے تشریف لے آئے پہرہ داروں کی آنکھوں پر پردہ پڑ گیا وہ دیکھ نہ سکے۔ اس کے بعد فرمایا: میرے بھائی جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ بھی آرہے ہیں۔ وہ بھی آگئے پہرہ داروں کو پتہ نہ چل سکا۔

محفلِ سماع کا آغاز اور مولوی صاحبان کی حیرت ناک ناکامی

مفتی اور قاضی صاحب نے انتظام کیا تھا کہ کوئی شخص خانقاہ میں نہ آسکے مگر ہوا بالکل اس کے برعکس جس وقت محفل سماع گرم ہوئی اور ہاؤ ہا کے نعرے بلند ہوئے اس قدر غلغلہ پڑا کہ کان پڑی آواز سنائی دیتی تھی۔ قاضی صادق اور قاضی عماد کے کانوں میں آواز پہنچی تو ایک آدمی کو دریافت حال کے لیے بھیجا کچھ دیر بعد اس خادم نے آکر بیان کیا کہ آج تو خانقاہ میں اس قدر مجمع ہے کہ تل دھرنے کو جگہ نہیں۔ قاضی صادق وعماد کہنے لگے کہ اب موقع اچھا ہے اس موقعہ سے فائدہ اُٹھانا چاہیے۔ قاضی ومفتی صاحبِ پولیس کا ایک دستہ ہمراہ لے کر خانقاہ پہنچ گئے۔ محفل سماع ہو رہی تھی۔ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ سماع سن رہے تھے۔ قاضی حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ دست بستہ کھڑے تھے۔ جس وقت قاضی صاحبان سامنے آکر کھڑے ہوئے حضرت قاضی صاحب نے فرمایا: تم جہاں کھڑے ہو وہیں کے وہیں کھڑے رہو۔

زمین نے مفتی اور قاضی صاحب کے پاؤں پکڑ لیے

مفتی اور قاضی صاحب وہیں کے وہیں کھڑے رہ گئے ہر چند ہلنے سرکنے کی کوشش کی مگر بے سود زمین نے پاؤں پکڑ لیے یہاں تک محفلِ سماع برخاست ہوئی حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہر دو اسیران بلا ر نظر ڈالتے ہوئے فرمایا: آؤ ہم سے آری بار مل لو آج تو تمہیں معلوم ہو گیا ہو گا کہ سماع کیا چیز ہے؟ یہ بات سن کر دونوں مولوی صاحبان رونے لگے اور حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں سر رکھ کر معافی مانگنے لگے۔ ہمیں معلوم نہ تھا کہ سماع اللہ تعالیٰ کی خالص نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔ حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اب اِقرار کرنے سے کیا فائدہ۔ اس وقت توبہ کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا جو ہونا تھا وہ ہو چکا۔

کچھ دیر بعد قاضی و مفتی خانقاہ سے روانہ ہو کر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حال عرض کیا۔ بادشاہ نے ان دونوں قاضی و مفتی کو خوب برا بھلا کہا: فرمایا میرے آگے سے دور ہو جاؤ مجھے اپنی صورت نہ دکھاؤ۔

قاضی اور مفتی موت کی آغوش میں

قاضی و مفتی صاحب بعد ہزار مایوسی و ناکامی اپنے اپنے گھر بحالت ندامت واپس آئے اور اسی روز دُنیا سے کوچ کر گئے۔ بادشاہ کو معلوم ہوا تو فرمایا اچھا ہوا یہ نااہل اپنی زندگی سے عاجز آ گئے تھے۔ انہوں نے بڑی اُگلتی چاٹ رکھی تھی۔

رجوعات خلق نذر نذرانہ قبول کرنے سے اِنکار کاکی کہلائے جانے کی وجہ

سیر الاقطاب میں ہے کہ حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تشریف آوری سے دہلی آپ کے نور ولایت سے منور ہوگئی رجوعات خلق کا یہ عالم تھا کہ آپ کی خانقاہ میں ہر وقت لوگوں کا میلہ لگا رہتا تھا۔ لوگ روزانہ نذرانہ کے طور پر نقد و جنس لے کر حاضر ہوتے تھے مگر حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ قبول نہ فرماتے تھے۔

حضرت خواجہ قطب صاحب کی حویلی کے قریب ایک بقال کا مکان تھا۔ حضرت خواجہ

قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ وقت ضرورت قرض لے کر گزر بسر فرمایا کرتے تھے۔ اس بقال کی بیوی کی حضرت قطب صاحب کے زنانخانہ میں آمدورفت تھی۔ ایک روز بقال کی بیوی نے حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ سے کہا: اگر ہمارا گھر یہاں نہ ہوتا تو تم لوگ فاقے کرتے کرتے مر جاتے۔ یہ بات حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ کو ناگوار گزری۔ اس واقعہ کو حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر کیا۔ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اب اس بقال کے یہاں سے قرض لینا چھوڑ دو۔ فتوحات قبول کرنے بھی ترک کر دیا۔

اس روز سے حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مصلیٰ کے نیچے سے گرم کاک نکل آتے تھے۔ اِنہیں سے اہل خانہ شکم پری کر لیتے تھے بقال سے جب حضرت قطب صاحب کے گھر والوں نے قرض لینا چھوڑ دیا تو اسے خیال آیا شاید حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ مجھ سے ناراض ہو گئے ہیں۔ اسی ناراضی کے باعث قرض لینا ترک کر دیا۔ بقال نے اپنی بیوی کو بھیج کر صورت معلوم کرنی چاہی۔ اظہارِ معذرت بھی مقصود تھا۔ بقال کی بیوی سے بعض اہلِ خانہ نے کہا کہ ہمیں تو غیب سے پکی پکائی گرم روٹی مل جاتی ہیں۔ اب ہمیں تجھ سے قرض لینے کی حاجت نہیں۔

اقتباس الانوار میں ہے کہ حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اہلِ خانہ سے حجرہ مبارکہ کے ایک طاق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا تھا۔ جس چیز کی حاجت ہو بِسْمِ اللہ پڑھ کر اس طاق میں ہاتھ ڈالو مل جائے گی۔

وقت ضرورت اس طاق میں ہاتھ ڈالنے سے گرم گرم کاک نکل آتے ہیں۔ بعض روایت میں یہ ہے کہ اِتنا بڑا کاک (یعنی کلچہ) برآمد ہوتا تھا جو تمام اہلِ خانہ کے لیے کافی ہوتا ہے۔

حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ کا دوستانہ

قاضی حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اوّلین استاد ہونے کے باوجود حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس درجہ معتقد اور مخلص تھے اور ان کا اکثر وقت حضور قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گزرتا تھا۔

حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ایک روز میں اور قاضی حمید الدین

رحمۃ اللہ علیہ دونوں ہمسفر تھے۔ ایک دریا کے کنارے پر پہنچے۔ بھوک کا غلبہ ہوا۔ کھانے کے لیے کوئی چیز پاس نہ تھی اچانک عالم غیب سے ایک بکری نمودار ہوئی۔ وہ اپنے منہ میں دو روٹی جو کی لیے ہوئے تھی۔ وہ بکری دونوں روٹی ہمارے سامنے رکھ کر چلی گئی ہم نے خدا کا شکر ادا کر کے روٹی کھائی۔

ابھی ہم روٹی کھا ہی رہے تھے ایک بڑا بچھو دریا کی طرف جاتا دکھائی دیا وہ بچھو ایک دم دریا میں کود کر تیرنے لگا۔ ہمیں حیرت ہوئی یہ بچھو کہاں سے آیا ہے کہاں جارہا ہے ہم بھی اس کے پیچھے پیچھے ہولیے دریا کے کنارے پہنچے تو خدا تعالیٰ نے دریا میں راستہ پیدا کر دیا ہم دریا پار ہو گئے۔ دیکھا ایک درخت کے نیچے ایک آدمی سویا ہوا ہے اور ایک زہریلا سانپ اس کے قریب بیٹھا ہوا ہے وہ سانپ اس سوتے ہوئے آدمی کو ڈسنا ہی چاہتا تھا کہ اس بچھو نے جلدی سے اس سانپ کو ڈنگ مار کر ہلاک کر دیا اور خود ہماری نظروں سے غائب ہو گیا ابھی ہم اس آدمی کے قریب نہ پہنچے تھے ہمیں خیال پیدا ہوا کہ شاید یہ کوئی بزرگ آدمی سویا ہوا ہے جس کی جان کی حفاظت کا حق تعالیٰ نے یہ اِنتظام فرمایا ہے لیکن ہمیں یہ دیکھ کر حیرت کی اِنتہا نہ رہی کہ وہ آدمی شرابی نشہ میں مدہوش ہے۔ اس کے منہ کے آگے قے پڑی ہوئی تھی۔ یہ نظارہ دیکھ کر ہمیں شرمندگی ہوئی۔ دل ہی دِل میں کہنے لگے ایسے بدکار اور فاسق آدمی کی حفاظت کا اِتنا اہتمام اتنے میں غیب سے آواز آئی۔ اے عزیز! اگر ہم نیک آدمیوں ہی کی حفاظت کریں تو بدکار آدمیوں کی حفاظت کون کرے گا اسی دوران میں وہ آدمی ہوش میں آ گیا۔ آنکھیں کھول دیں ہم نے اس آدمی سے سب حال ذکر کیا۔ وہ آدمی ہماری بات سن کر سخت شرمندہ ہوا۔ خدا تعالیٰ سے توبہ کی اور خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نظر کرم سے وہ شرابی عارف کامل بن گیا۔

حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ سماع کے دلدادہ کیوں تھے؟

اقتباس العارفین میں بحوالہ بحر المعانی مذکور ہے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روحانیت نے عالم معاملہ میں قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو سماع کا حکم فرمایا تھا۔ یہی سبب تھا کہ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ سماع کے دلدادہ تھے۔

آگے لکھا ہے کہ جب حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ غریب نواز

رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے دہلی میں مستقبل اقامت اختیار فرمائی۔ اس وقت سیّد مبارک غزنوی مقتدائے شہر تھے جمعہ کے دِن جامعہ مسجد میں دونوں بزرگوں کی باہمی ملاقات ہوئی حضرت قطب صاحب نے فرمایا کہ میرا ارادہ محفل سماع منعقد کرنے کا ہے تم بھی شرکت فرمانا سیّد صاحب نے جواب دیا مجھے جب تک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے اِجازت نہ ملے گی۔ محفلِ سماع میں شریک نہ ہوں گا۔ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا! آج رات تمہیں اجازت مل جائے گی۔

راس کو سید صاحب کو حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیٹے قطب الدین بختیار رحمۃ اللہ علیہ سماع سنے گا۔ تمہیں بھی ان کے ساتھ سماع میں شریک ہونا چاہیے۔ اجازت ملنے کے بعد سیّد صاحب نے سماع سنا۔

حضرت سیّد اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوبات میں تحریر فرمایا ہے کہ جس وقت حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان تشریف لائے اور ملتان میں حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا کے مہمان ہوئے تو حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کھانا کھانے کے بعد مسکراتے ہوئے فرمایا: بھائی بہاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ دعوت تو خوب کی مگر خشک حضرت مخدوم بہاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ سمجھ گئے کہ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اِشارہ سماع کی طرف ہے۔ چنانچہ فوراً ہی قوالوں کا طلب فرمایا: اور خود خانقاہ کے دروازہ پر لاٹھی لے کر کھڑے ہو گئے جس وقت قوالوں نے گانا شروع کیا تو حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب پر حال طاری ہو گیا ہائے ہو سے آسمان گونجنے لگا۔

فرقہ شہابیہ اور سلسلہ سہروردیہ کے درویشوں کو جب معلوم ہوا کہ حضرت بہاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں قوالی میں ہو رہی ہے تو وہ سب جمع ہو کر خانقاہ میں آئے کہنے لگے ملتان کی خانقاہ میں ۵۰۰ برس بعد یہ کیا خلاف شروع کام ہو رہا ہے حضرت مخدوم صاحب نے فرمایا تم عجیب آدمی ہو جن لوگوں کی دربانی بہاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ کر رہا ہو ان کی نسبت خلاف شرع کام کا خیال ہرگز زیبا نہیں۔

یہ فقراء حضرت مخدوم صاحب سے بحث مباحثہ کرنے لگے۔ آخر مجبور ہو کر مخدوم صاحب

نے فرمایا: اگر تمہارے اندر کچھ طاقت ہو تو ان لوگوں کو سماع سے روک دو۔ ان لوگوں کے دماغ میں ایک قسم کی رعونت بھری ہوئی تھی۔ سیدھے خانقاہ میں داخل ہو کر محفل سماع میں پہنچے۔ محفل سماع میں داخل ہوتے ہی ان پر ذوق شوق اس قدر طاری ہوا کہ سماع سنتے ہی مدہوش ہو گئے تن بدن کی ہوش نہ رہی یا تو یہ حالت تھی کہ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور شرکائے محفل کو سماع سے باز رکھنے آئے تھے۔ یا خود ہی سماع سنتے ہی سماع پر دِل وجان سے فریفتہ ہو گئے اور اِجتناب وغیرہ سب بھول گئے۔

محفل سماع کے خاتمہ پر ان سب لوگوں نے حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اِظہارِ عقیدت کیا۔ ارادت خلافت کی درخواست کی۔ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جو لوگ مجھ سے اِستفادہ کے آرزومند ہیں میرے ساتھ چلیں۔ چنانچہ یہ جماعت حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہانسی تک آئی۔ ہانسی پہنچ کر حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان لوگوں کو داخل سلسلہ فرمایا۔

حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نذر اور نذرانہ قبول نہیں فرماتے تھے؟

سیر الاقطاب میں ہے کہ ایک روز اختیار الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کچھ زرنقد بطور نذر نیاز حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا۔ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے قبول کرنے سے اِنکار فرمایا: اِختیار الدین رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بے حد منت سماجت کی کسی طرح قبول فرمالیں۔ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے مصلے کا کونہ اُٹھا کر فرمایا۔ دیکھ کیا نظر آرہا ہے۔ اختیار الدین رحمۃ اللہ علیہ یہ دیکھ کر محو حیرت رہ گیا کہ بوریئے کے نیچے سونے کی ندی جا جاری ہے۔ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس شخص کو اس قدر تصرف حاصل ہو وہ تمہارا محتاج نہیں۔

حضرت خضر خواجہ قطب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے لیے آیا کرتے تھے

اسی کتاب میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ حضرت خواجہ غریب نواز سے بیعت ہونے سے پہلے حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کے لیے ایک عمل پڑھا تھا اور مسجد سے باہر خضر علیہ السلام سے ملاقات بھی ہوئی تھی۔ یہ واقعہ حضرت قطب صاحب

رحمۃ اللہ علیہ کے ابتدائے زمانہ کا تھا آخر میں تو یہ حالت ہوگئی تھی کہ حضرت خضر علیہ السلام بار بار حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے لیے تشریف لاتے رہے۔

حضرت سیّد سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ کا روحانیت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے استفادہ

اقتباس الانوار میں بحوالہ مراۃ الاسرار مذکور ہے کہ حضرت سیّد سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ کی روحانیت نے حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی روحانیت سے بھی اکتساب فیض کیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ سالار مسعود غازی کی روحانیت فیض پہنچاتی ہے۔ مصیبت زدوں کو امداد پہنچاتی ہے۔

میر سلطان رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں مذکور ہے کہ میر صاحب مذکور طویل سیر و سیاحت کے بعد حضرت علاؤ الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت سے تقریباً ۱۲ سال دہلی میں حوض شمسی کے کنارے ریاضات ومجاہدات میں مشغول رہے۔ ایک روز کا واقعہ ہے۔ میر صاحب ایک قبر کے سرہانے مشغولی میں بیٹھے ہوتے تھے کہ ایک آدمی برص میں مبتلا سامنے سے گزرتا ہوا نظر آیا فوراً ہی ایک نوجوان صاحب جمال نے اس بیمار آدمی کے کئی کوڑے رسید کیے جس وہ زمین پر گر پڑے نگاہ نوجوان تازیانے مارتا رہا یہاں تک اسکے جسم سے برض زدہ کھال اتر کر زمین پر گرگئی اور وہ بالکل تندرست ہوگیا گویا اسے کوئی تکلیف تھی ہی نہیں۔

میر صاحب اس خرق عادت کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ اس بیمار آدمی کے پاس جا کر حال دریافت کیا۔ اس نوجوان صاحب جمال نے کہا کہ اس مریض نے حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے صحت یابی کی اِلتجا کی تھی۔ حضرت قطب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے اس خدمت پر معمور فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے شفا عطاء فرمائی۔

اس کے بعد میر صاحب نے اس نوجوان سے عرض کیا کہ آپ کس سلسلہ اور کس ولایت کے [illegible]۔ انہوں نے فرمایا میرا نام سالار مسعود ہے میرا مقام بہرائچ سے ہے۔ یہ فرما کر غائب ہوگئے۔

شیخ [illegible] سعد الدین رحمۃ اللہ علیہ [illegible] لی کامل بن گیا

[illegible] سیر الاقطاب میں ہے کہ ایک مرتبہ بہ زمانہ حیات حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ

دہلی میں اس قدر قحط پڑا کہ ایک سموسہ اس زمانے میں ۴۰ پیسے میں بھی نہیں ملتا تھا۔ شہزادۂ سعد الدین رحمۃ اللہ علیہ نے بحکم بادشاہ سلامت کئی من گیہوں کا آٹا روٹیاں پکانے کے واسطے ایک نانبائی کے ہاں بھیجا۔ نانبائی روٹیاں تنور میں لگا کر سو گیا جس کی وجہ سے روٹیاں جل گئی۔

شہزادۂ کے آدمی روٹیاں لینے آئے تو جلی ہوئی روٹیاں دیکھ کر آگ بگولا ہو گئے نانبائی کے گلے میں دستار کا پیچ ڈال کر کشاں کشاں لے جانے لگے۔ راستہ میں حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ مل گئے دریافت کیا' کیا معاملہ ہے۔ اس غریب کو کہاں لے جا رہے ہو' شہزادۂ کے ملازموں نے سارا ماجرا عرض کیا۔ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر تمہاری روٹیاں درست ہو جائیں تب تو چھوڑ دو گے؟ عجیب دیوانہ سے پالا پڑا ہے۔ ایک پاگل سے چھٹکارا نہیں کہ دوسرا دیوانہ پلے پڑ گیا۔ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بے وقوفو! اللہ تعالیٰ مردے کو زندہ کر دیتا ہے' تمہاری جلی ہوئی روٹیاں بھی ٹھیک کر دے گا۔ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا روئے انور دیکھ کر اور باتیں سن کر ان پر ہیبت طاری ہو گئی ان لوگوں نے کہا: اے شیخ! ہم آپ کے کہنے سے اس نانبائی کو چھوڑ دیتے ہیں اب آپ ہمارا کام کر دیجئے۔

حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تنور پر پہنچ کر سب روٹیاں اٹھا کر تنور میں ڈال دیں تھوڑی دیر بعد جب روٹیاں نکالیں تو سب روٹیاں ایک سی تھیں اور بہت اچھی پکی اور سکی ہوئی تھیں۔

یہ کرامت دیکھ کر وہ لوگ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں گر گئے اور نہایت عاجزی سے معافی مانگنے لگے۔ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو معافی عطا فرما کر رخصت کر دیا۔

شہزادہ کے پاس جا کر ان لوگوں نے سارا ماجرا بیان کیا۔ شہزادہ نے جونہی واقعہ سنا ننگے پیر دوڑا ہوا حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پابوسی کی حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: شہزادۂ فقیر کے پاس کس غرض سے آیا ہے۔ شہزادہ نے عرض کیا عقیدت۔ صدق اور اخلاص کے ساتھ حاضر ہوا ہوں حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اگر تیرا اعتقاد فقیر کے ساتھ سچا ہے تو خدا تیرے دل پر دنیا کی محبت سرد کر دے اور تو دنیا کو ترک کر کے فقر و فاقہ اختیار کر لے۔ کچھ دیر بعد شہزادہ اجازت لے کر اپنے محل میں

واپس آیا اور اپنے تمام مملوکات فقرا میں تقسیم کر کے حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اسی وقت اسے فقیری کی تعلیم دی۔ حجاب اُٹھ گئے۔ عرش سے تحت الثریٰ تک اس پر منکشف ہو گیا اور تھوڑی ہی مدت یں شیخ اور ولی کامل ہو گیا۔

حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی متاہلانہ زِندگی پہلی بیوی کو ۳ روز بعد طلاق

٥ سیر اولیاء میں ہے کہ حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ رات کو سوتے وقت ۳ ہزار مرتبہ درود شریف پڑھا کرتے وہ درود شریف یہ تھی' اللّٰھم صلِ علیٰ محمدٍ عبدك ونبیك وحبیك ورسولك النبیِ الامی وآلہ وسلم اس زمانہ میں حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ اوش میں تشریف فرما تھے سفر کا اِرادہ تھا۔ آپ کی والدہ محترمہ نے ایک حسین وجمیل خاتون کے ساتھ آپ کا عقد کر دیا۔ نکاح ہو جانے کے بعد آپ بمقتضائے بشریت نئی دُلہن کی صحبت و رفاقت میں مشغول رہے تین شب درود شریف پڑھنا قضا ہو گیا۔

تیسرے دِن آپ کو ایک مرید بزرگ رئیس احمد نے خواب میں دیکھا کہ ایک نہایت عالی شان محل ہے اس کے اردگرد بے شمار مخلوق جمع ہے ایک بزرگ نورانی صورت اس محل میں آ جا رہے ہیں وہ لوگ کا پیغام محل میں پہنچاتے ہیں اور وہاں سے جو کچھ جواب ملتا ہے اس کو واپس آ کر سناتے ہیں۔

رئیس احمد نے ایک شخص سے دریافت کیا۔ یہ کون بزرگ ہیں اور یہ عالی شان محل کس کا ہے؟ اس آدمی نے جواب دیا کہ اس محل میں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رونق افروز ہیں اور یہ بزرگ حضرت عبد اللہ بن مسعود سے عرض کیا کہ میرا پیغام بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچا دیجئے۔ فلاں شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دِیدار پر انوار کا متمنی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود محل میں تشریف لے گئے۔ اور جواب لائے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ابھی اس شخص میں میرے دِیدار کی استعداد پیدا نہیں ہوئی۔ اور تو میرا سلام قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ اوشی کو پہنچا کر میری طرف سے کہنا کہ تو ہر روز رات کو تحفہ میرے

پاس بھیجا کرتا تھا۔ کیا بات ہے کہ تین روز سے نہیں آیا۔

خواب سے بیدار ہو کر رئیس احمد نے حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر خواب بیان کیا۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام سنتے ہی آپ کھڑے ہو گئے۔ فرمایا: ہاں کیا فرمایا! رئیس احمد نے عرض کیا۔ فرمایا ہے جو تحفہ تم رات کو بھیجا کرتے تھے۔ وہ تین شب سے کیوں نہیں بھیجا؟ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بیشک میں تین رات سے اپنی نئی بیوی کے چوچلے میں لگا ہوا تھا اسی وجہ سے تین روز سے درود شریف کا تحفہ ناغہ ہو گیا۔ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اسی وقت بیوی کو بلا کر مہر ادا کر کے طلاق دے دی اور بدستور اوراد و وظائف میں مشغول ہو گئے۔ اس کے بعد حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دہلی تشریف آوری تک کوئی نکاح نہ کیا۔

اولاد امجاد

○ دہلی میں مستقل قیام کے بعد حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نکاح کیا۔ مولانا محمد اکرم اقتباس الانوار میں لکھتے ہیں۔

حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آخری عمر میں دہلی میں شادی کی تھی جس سے ۲ صاحبزادے پیدا ہوئے تھے ایک صاحبزادے کا نام خواجہ احمد تھا جن کا مزار حضرت قطب صاحب کے پہلو میں ہے۔ یہ صاحبزادے بڑے درجہ کے بزرگ تھے جو خواجہ احمد تماچی کے نام سے مشہور تھے۔ یہ صاحبزادے حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ محبوب الٰہی کے زمانہ تک حیات رہے۔ دوسرے صاحبزادہ کا نام شیخ محمد تھا جو ایامِ صغر سنی میں اِنتقال کر گئے تھے۔ یہ دونوں صاحبزادے جوڑواں پیدا ہوئے تھے۔

سیر الاقطاب میں ہے کہ جب حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے کا اِنتقال ہوا لڑکے کی والدہ جزع فزع کرنے لگیں۔ گریہ و بکا کی آواز سن کر حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ بدر الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا۔ یہ رونے کی آواز کیسی آ رہی ہے۔ مولانا نے عرض کیا! حضور کے صاحبزادے کا اِنتقال ہو گیا ہے۔ ان کی والدہ

اپنے بیٹے کے غم میں رو رہی ہیں۔ حضرت قطب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: افسوس مجھے لڑکے کی بیماری تک کی خبر نہ ہوئی اگر خبر ہوتی تو ربّ العزت سے اس کی زندگی اور مانگ لیتا مجھے امید ہے کہ میری اِلتجا قبول ہوتی مگر چونکہ اسے مرنا تھا۔ مجھے اس کا حال معلوم نہ ہو سکا۔ اس کے بعد حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ اہلیہ محترمہ کو صبر دلاسا دے کر مراقبہ میں مشغول ہو گئے۔

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ ارادت میں

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر حضرت قطب رحمۃ اللہ علیہ بابا کے مرید اور خلیفۂ اعظم تھے جس زمانہ میں حضرت بابا صاحب ملتان میں تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ ملتان تشریف لے گئے مسجد مولانا منہاج الدین رحمۃ اللہ علیہ میں قیام فرمایا۔ حضرت قطب رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی مسجد میں مطالعہ میں مشغول تھے۔ کتاب نافع آپ کے ہاتھ میں تھی۔ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نظر کیمیا اثر ان پر پڑی۔ فرمایا: بیٹے کیا پڑھ رہے ہو؟ بابا صاحب نے عرض کیا! کتاب نافع یہ سن کر حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: انشاء اللہ تم کو نافع سے نفع ہوگا۔ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اِرشاد سنتے ہی حضرت بابا صاحب کا دِل ہاتھوں سے نکل گیا' عرض کیا خادم کو حضور کی خدمت اور نظر سعادت سے فائدہ ہوگا اور مضطر بانہ جوش کے ساتھ کھڑے ہو کر حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں سر رکھ دیا۔

ملتان میں چند روز قیام کے بعد جب حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ دہلی روانہ ہونے لگے تو بابا صاحب نے آپ کے سات دہلی جانا چاہا۔ حضرت قطب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابھی تم علم حاصل کرو۔ تکمیل تعلیم کے بعد میرے پاس دہلی آ جانا' حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ روانہ ہو گئے' حضرت بابا صاحب آپ کو کئی منزل تک رُخصت کرنے ساتھ ساتھ آئے۔

حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی واپسی کے بعد حضرت بابا صاحب قندھار چلے گئے اور وہاں کچھ عرصہ تعلیم حاصل کرنے کے بعد بغداد تشریف لے گئے وہیں دستار فضیلت حاصل کی اس کے بعد ملتان واپس آ گئے دورانِ تعلیم میں آپ حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ' حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ' حضرت شیخ بہاؤ الدین حموی رحمۃ اللہ

علیہ، حضرت شیخ اوحد الدین کرمانی اور حضرت شیخ شہاب الدین حضری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر مشائخ کرام سے ملاقات اور استفادہ کیا۔

ملتان واپس آ کر ولولہ خدا طلبی میں دہلی تشریف لائے اور ■ رمضان ۵۸۴ ہجری کو حضرت خواجہ قطب صاحب کے ہاتھ بیعت ہوئے۔

حضرت بابا صاحب نے پیر و مرشد کے حکم سے ریاضات و مجاہدات شروع کیے اور غزنی دروازے کے قریب ایک حجرے میں ریاضت شروع کر دی۔ ہفتہ میں دو بار پیر و مرشد کے حضور میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ اس دوران میں آپ نے چلہ معکوس اور سخت ریاضتیں کیں۔

حضرت بابا صاحب اپنے حجرہ میں چلہ کر رہے تھے کہ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ دہلی میں حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تشریف لائے حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مریدوں کو پیر و مرشد کے حضور پیش کیا۔ ہر مرید نے اپنی حسبِ لیاقت سے حضرت خواجہ غریب نواز سے روحانی نعمت حاصل کی۔

سرکار غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اور کوئی مرید نہیں رہا؟ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہاں ایک فقیر چلہ میں بیٹھا ہوا۔ سرکار غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا آؤ چلو اسے دیکھ کر آئیں۔ چنانچہ یہ دونوں بزرگ حضرت بابا صاحب کے قیام گاہ پر تشریف لے گئے۔ کثرت ریاضات و مجاہدات سے حضرت بابا صاحب میں کھڑے ہونے کی طاقت نہ رہی تھی۔ اس درجہ ضعیف اور کمزور ہو گئے تھے کہ استقبال اور تعظیم کے لیے کھڑے نہ ہو سکے۔ آنکھوں میں آنسو بھر کر قدموں پر سر رکھ دیا۔

یہ حالت دیکھ کر سرکار غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

بختیار اس نوجوان کو کب تک مجاہدوں کی آگ میں جلائے گا۔ آؤ ہم تم دونوں مل کر اس کو کچھ عطا کریں۔

اس کے بعد بابا صاحب کا ایک بازو سرکار غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے تھاما۔ دوسرا بازو حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پکڑ کر کھڑا کیا۔ سرکار غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے آسمان کی طرف روئے انور اٹھا کر فرمایا:

یا جل جلالہ فرید کو قبول فرما-درویش کامل کا مرتبہ عطا فرما۔

ندا آئی۔

ہم نے قبول کیا۔

یہ غیبی آواز سن کر حضرت بابا صاحب پر کیفیت طاری ہوگئی۔ حضرت قطب صاحب نے بابا صاحب کو اسمِ اعظم تعلیم فرمایا۔ تمام علوم لدنی منکشف ہوگئے اس کے بعد سرکار غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے بابا صاحب کو خرقہ خاص عطا فرمایا۔ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دستار اور دیگر لوازمات خلافت دے کر خلافت عطا فرمائی۔

حضرت بابا صاحب کو چشت کے دو بادشاہوں کی طرف سے روحانی سلطنت ملی کسی شاعر نے اس سے متاثر ہو کر کہا ہے:

بخشش کو نیب از شیخین بگرفتہ مرید

بادشاہی یافتہ از باد شاہان جہاں

عالم کن گشت اقطاع تو اے شاہجہاں

اس کے بعد سرکار غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو خطاب فرمایا:

بختیار تم نے ایسے شہباز کو دام میں لیا ہے جو سدرۃ المنتہیٰ پر اپنا آشیانہ بنائے گا۔ یہ فرید شمع ہے جس کی روشنی سے درویشوں کا خانوادہ منور ہو جائے گا۔

حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ اجمیر میں عطائے خرقہ وسجادگی

حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ دہلی میں قیام پذیر ہونے کے بعد وقتاً فوقتاً پیر دستگیر حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے ہیں۔ سب سے آخری مرتبہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اجمیر شریف جانے کا قصد کیا تو ایک عریضہ خواجہ غریب نواز کی خدمت میں ارسال کیا۔ اشتیاق پابوسی ظاہر کیا۔

حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے جواب تحریر فرمایا: ضرور آؤ مجھے بھی تم سے ملنے کا اشتیاق ہے میں سوچ ہی رہا تھا کہ تمہیں بلانے کے لیے خط لکھوں اب تم مجھ سے ملنے کے

لیے جلد آؤ یہ ہماری آخری ملاقات ہوگی۔

حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ جواب ملتے ہی فوراً روانہ ہوگئے اور بعجلت تمام اجمیر پہنچ کر سعادت پابوسی حاصل کی اور کچھ دنوں پیر و مرشد کے حضور میں سعادت حضور حاصل فرمائی ایک روز حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ کے دوستوں میں ان تین صفات کی موجودگی ضروری ہے۔

(اوّل) خوف۔(کوئی گناہ سرزد نہ ہوتا کہ عذاب دوزخ سے نجات ملے)

(دوم) رضا۔محبت کی ساتھ ساتھ رضا کی موجودگی بھی ضروری ہے۔دل میں

(سوم) محبت۔سوائے حق سبحانہ کے اور کوئی دوسرا خیال نہ ہو۔

اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کے صفحۂ ہستی پر بقائے جاوید تحریر نہیں فرمایا: نقاش صورت ازل نے تمام ممکنات کے صفحۂ ہستی پر کل شئ ھالک الا وجہہ تحریر فرمایا ہے: اس لیے دُنیا میں ہر شخص کو سفر آخرت درپیش ہے۔ایک روز اس دُنیا کو چھوڑ کر دوسری دُنیا میں جانا ہے۔اب میرے سفر آخرت کا وقت بھی آ گیا ہے۔احباب مجھ سے جدا ہو جائیں گے۔میرا مدفن اجمیر ہوگا۔

اس کے بعد حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے وثیقہ خلافت وسجادگی لکھ کر عطا فرمایا۔کلاہ چارتر کی سر پر رکھ کر دستار خلافت باندھی اور حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کا عصا قرآن شریف مصلیٰ۔خرقہ عطا کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ امانت حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہمارے خواجگان کو ملی تھی۔میں نے اس امانت کا حق ادا کیا۔اب تمہارا کام ہے اس کا حق ادا کرو۔اس کے بعد کچھ عارفانہ کلمات ارشاد فرمائے اور میرے سر پر اپنا دستِ مبارک رکھ کر فرمایا: میں نے تمہیں خدا کے سپرد کیا۔منزل گاہ قرب تک پہنچایا۔جہاں رہو خیر خوبی سے رہو۔جہاں رہو مرد اور خدا شناس بن کر رہو۔اس کے بعد خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے سر مبارک اٹھا کر دُعا فرمائی۔آنکھوں میں آنسو آ گئے۔فرمایا جاؤ اب دہلی چلے جاؤ۔

حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کا وصال

حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ اجمیر سے دہلی واپس آ گئے۔چند روز بعد ایک شخص نے اجمیر سے آ کر عرض کیا کہ اجمیر سے واپسی کے بیس روز بعد دستگیر حضرت خواجہ معین الدین چشتی

رحمۃ اللہ علیہ وصال فرما گئے۔ یہ خبر وحشت اثر سن کر حضرت قطب صاحب زار زار رونے لگے۔ اس قدر صدمہ ہوا کہ بیان سے باہر ہے حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے دوستوں کو موت نہیں آتی۔ مرانہیں کرتے ظاہر بینوں کی نگاہ سے غائب ہو جاتے ہیں۔ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ زندہ ہیں تا قیامت ان کی تصرفات باقی رہیں گے۔

سفر آخرت کی تیاری

سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء "محبوب الٰہی" نے فوائد الفواد میں تحریر فرمایا ہے کہ جمعہ کا دِن تھا حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ عید کی نماز پڑھ کر اس مقام پر تشریف لائے جہاں آپ کا مزار مبارک ہے اور کچھ دیر قیام فرمایا: کھڑے ہو کر سوچتے رہے۔ اس زمانہ میں وہ زمین افتادہ اور غیر آباد تھی۔ حضرت کے دوستوں نے جو ساتھ تھے۔ عرض کیا! آج عید کا دن ہے زائرین دولت سرا پر تشریف آوری کے منتظر ہوں گے یہاں ٹھہرنے اور دیر فرمانے کا کیا سبب ہے حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جاؤ اس قطعہ زمین کے مالک کو بلا لاؤ۔ خدام بلا لائے۔ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے وہ زمین صرف خاص سے خرید کر فرمایا کہ یہ جگہ میری مدفن ہوگی۔

حضرت بابا فرید کی ہانسی کو روانگی عطائے خلافت وسجادگی

شیخ الاسلام حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ میں پیر و مرشد حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بابرکت میں حاضر تھا ایک روز ہانسی جانے کی قصد سے اُٹھا حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے میری طرف دیکھتے ہوئے آبدیدہ ہو کر فرمایا۔
مولانا فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ میں جانتا ہوں تم ہانسی جاؤ گے میں نے عرض کیا میں تابع اور فرمان ہوں فرمایا جاؤ قلم قدرت یوں ہی چل چکی ہے۔ تم میرے سفر آخرت کے وقت میرے پاس موجود نہ ہو گے۔ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حاضرین کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: آؤ ہم سب مل کر اس فقیر کی نعمتِ دِین دُنیا میں اضافہ کے لیے دُعا کریں۔ اس کے بعد مصلیٰ اور عصا عنایت کرتے ہوئے فرمایا: تمہاری امانت سجادہ۔ خرقہ۔ دستار اور نعلین قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ کو دے جاؤں گا۔ تم میری وفات کے پانچویں روز یہاں آؤ

گے۔تمہاری امانت تمہیں مل جائے گی۔ میں نے تمہیں اپنا سجادہ نشین اور قائم مقام مقرر کیا ہے۔تم ان تبرکات کونہایت ادب کے ساتھ رکھنا اور جس کوان کا اہل سمجھو دے دینا۔

حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ وصیت سن کر حاضرین مجلس زار زار رونے لگے شور ماتم برپا ہو گیا۔حاضرین مجلس نے دُعا کی اس کے بعد حضرت قطب رحمۃ اللہ علیہ نے صاحب نے مجھے اپنی آغوش میں لے کر فرمایا۔ھذا فرق بینی و بینک۔یہ ہماری آخری ملاقات ہے اس کے بعد ملاقات ظاہری نصیب نہ ہوگی۔جاؤ میں نے تمہیں خدا کے سپرد کیا میں نے زمین خدمت پر سر رکھ دیا اور ہانسی روانہ ہو گیا۔

حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وصال

حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ وصال میں اختلاف ہے۔ایک روایت ہے کہ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخِ وصال ۴ ربیع الاول ۶۳۴ ہجری ہے دوسری روایت ہے کہ مطابق ۶۴۵ ہجری کو سلطان شمس الدین التمش رحمۃ اللہ علیہ کے عہد میں وصال فرمایا:

وصال کے وقت حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کیا عمر تھی کسی نے پچاس برس کسی نے باون نے کسی نے ۱۷ اور کسی نے یہ لکھا ہے کہ آپ کی عمر ۳۰ برس بھی نہ ہوئی تھی۔

حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوتے ہی کہرام مچ گیا۔صفِ ماتم بچھ گئی۔ جنازہ تیار کیا گیا۔سلطان شمس الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ مرید خاص وخلیفہ آنحضرت اور دیگر خلفاء فقرا اور مشائخ اور دہلی کے عوام وخواص جمع ہو گئے نماز جنازہ کی تیاری ہوئی حضرت مولانا ابوسعید نے اعلان کیا کہ ہمارے خواجہ کی وصیت ہے کہ میرے جنازہ کی نماز وہ آدمی پڑھائے۔جو کسی فعل حرام کا مرتکب نہ ہوا ہو اور جس کی عصر کی سنت اور تکبیر اوّل فوت نہ ہوئی ہو۔

باوجودیکہ اس مجمع میں سینکڑوں اولیاء علماء فضلا اور عباد وزہاد موجود تھے لیکن سب حیران تھے کہ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جنازہ کی نماز کون پڑھائے سلطان شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ چپ وراست نظر ڈال رہے تھے کون خدا کا بندہ نماز پڑھانے کے لیے آگے بڑھے۔مگر صدائے برنخاست آخر جنازہ رکھے رکھے جب دیر ہوگئی تو سلطان شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ یہ فرماتے ہوئے آگے بڑھے:

میں نہیں چاہتا کہ کسی شخص کو میرے حال کی اطلاع ہو لیکن چونکہ میرے خواجہ کا حکم کے سوا چارہ نہیں۔ نمازِ جنازہ کے بعد ایک طرف سے جنازہ کو کندھا حضرت سلطان شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ نے دیا اور تین طرف سے اور مشائخ نے دیا اور جائے مزار مبارک پر لے جا کر آپ کو سپرد آغوش خاک کر دیا۔ جس روز حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ دو وصال ہوا اسی رات کو حضرت شیخ بدر الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت قطب رحمۃ اللہ علیہ جانب پرواز کر رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ اے بدر الدین رحمۃ اللہ علیہ! خدا کے دوست مرا نہیں کرتے۔ خواب سے بیدار ہو کر مجھے معلوم ہوا کہ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ وصال فرما گئے۔

سبع سنابل میں حضرت حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تدفین کے بعد میں مزار مبارک پر حاضر تھا۔ منکر نکیر حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے اور مؤدب ہو کر بیٹھ گئے اس درمیان میں دو فرشتے آسمان سے اتر کر آئے اُنہوں نے حق سبحانہ وتعالیٰ کا سلام حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیا اور ایک کاغذ غیر سے لکھا ہوا پیش کیا جس میں تحریر تھا۔

اے قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ! میں تم سے خوش ہوں۔ آج تمہاری برکت سے اُمتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام گنہگاروں کی قبروں سے عذاب اُٹھا دیا گیا زندہ آدمیوں نے تو تم سے فائدہ حاصل کیا تھا۔ مردے تمہارے فیض سے کیوں محروم رہیں۔

اسکے بعد یہ دونوں فرشتے واپس ہو گئے۔ دو فرشتے آئے اور انہوں نے منکر نکیر سے کہا:

خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ قطب رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی سوال نہ کرنا۔ میں خود ان سے سوال کر چکا ہوں۔ انہوں نے سوال کا صحیح صحیح جواب دیا۔

حضرت بابا صاحب کے پیر و مرشد کے وصال کی اِطلاع اور دِہلی میں آمد

سلطان المشائخ حضرت خواجہ قطب نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ محبوبِ الٰہی نے فرمایا ہے کہ جس رات حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے وصال فرمایا اسی شب حضرت بابا صاحب نے خواب میں دیکھا کہ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے حضور میں طلب فرما

رہے ہیں۔ خواب میں دیکھتے ہی بابا صاحب سمجھ گئے کہ حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ وصال فرما گئے۔ زار زار روتے ہوئے ہوئے جانب دہلی روانہ ہو گئے۔

حضرت قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد ایک آدمی حضرت بابا صاحب کو اطلاع کے لیے بھیجا۔ حضرت بابا صاحب ہانسی تشریف لا رہے تھے۔ ادھر سے وہ آدمی ہانسی جا رہا تھا۔ قبضہ مہم میں حضرت قاضی صاحب کے آدمی سے حضرت بابا صاحب کی ملاقات ہوئی۔ حضرت قاضی صاحب کا خط پیش کیا۔ خط پڑھتے ہی بابا صاحب روتے روتے حال سے بے حال ہو گئے۔ افتاں وخیزاں بادلبریاں وچشم گریاں دہلی پہنچے۔ مزار اقدس پر حاضر ہو کر ٹوٹے ہوئے دل اور آنسوؤں کا نذرانہ پیش کیا۔

حضرت قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ نے تبرکات سپرد کیے۔ حضرت بابا صاحب نے دوگانہ ادا کر کے خرقہ مبارک زیب تن فرمایا۔ پیر دستگیر کے سجادہ پر رونق افروز ہوئے۔

معاشرت اخلاق صفات عالیہ عبادت

مرآۃ الاسرار میں ہے کہ حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ علاوہ فرائض پنجگانہ کے دن رات میں تقریباً ۳ سو رکعت نفل پڑھا کرتے تھے۔

۵ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ حافظِ قرآن تھے۔ قرآن ختم کرنا آپ کا روزمرہ کا معمول تھا۔ رات کو سوتے وقت ۳ ہزار مرتبہ درود شریف پڑھا کرتے تھے۔

اللّٰھم صلِ علیٰ محمد عبدك ونبيك وحبيبك ورسولك النبی الامی وآلہ وسلم۔

رات دن تلاوت قرآن میں مشغول رہتے تھے۔ آیت یاس دہرا میں پڑھ کر آپ کی یہ حالت ہوتی تھی کہ روتے روتے برا حال ہو جاتا تھا۔ سینہ کو ناخنوں سے چھیل ڈالتے کپڑے پھاڑ ڈالتے اور بے ہوش ہو جاتے تھے جب ہوش آتا پھر تلاوت کرنے لگتے اور مناسب حال اشعار پڑھنے لگتے:

مسالک السالکین میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ قاضی حمید الدین ناگوری اور مولانا بدرالدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ یہ تینوں بزرگ جامع مسجد

میں معتکف تھے۔ یہ تینوں بزرگ دِن بھر میں ایک ایک دو دو قرآن ختم کرلیا کرتے تھے۔ ایک روز تینوں حضرات کی رائے ہوئے کہ آج رات کو دو رکعت نماز ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر طلوع صبح صادق تک ادا کریں۔ چنانچہ یہ تینوں بزرگ وضو کر کے ایک ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر نماز میں مشغول ہو گئے۔ قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ نے امامت فرمائی۔ قاضی صاحب نے پہلی رکعت میں ایک قرآن ختم کر کے چار پارے زیادہ پڑھے اور دوسری رکعت میں ۲۶ پارے پڑھ کر ایک قرآنِ ختم کیا۔ سلام پھیرنے کے بعد ان تینوں بزرگوں نے ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر نہایت عجز وانکساری سے حق تعالیٰ سے دُعا کی۔

یا اللہ جو عبادت تیری شایان شان ہے وہ ہم سے کب ادا ہو سکتی ہے تو اپنے فضل وکرم سے ہمیں بخش دے۔

ندا آئی۔

اے دوستو! تم نے میری عبادت خوب کی میں نے تمہیں بخش دیا اور اپنے عشاق میں قبول کرلیا۔ تم اپنی مرادوں کو پہنچے۔

عزلت اور گوشہ نشینی

جوامع الکلم میں حضرت سیّد محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہر وقت خاموش۔ غمگین اور اداس رہتے تھے۔ کسی دم آپ کو رونے سے فرصت نہ تھی دروازہ بند کیے بیٹھے رہتے تھے۔ جب زیارت کرنے والوں کا ہجوم ہوتا اور اشتیاق دِیدار بہت پایا جاتا تو خادم آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتا کہ خلقت حضور کے اِشتیاق دِیدار کی منتظر ہے اس وقت آپ سرد آہ بھر کر اِجازت دیتے۔ جب زائرین سامنے آئے آپ ان پر نظر شفقت فرماتے اور خادم کو اشارہ فرماتے کہ پانی کے پیالے سے سب کی تواضع کرو۔ جب تک پانی تقسیم ہوتا آپ کھڑے رہتے۔ لوگوں کو پند و نصیحت کرتے۔ جب پانی تقسیم ہو لیتا تو رُخصت فرما دیتے۔

مراقبہ اور استغراق

اسرار العارفین میں ہے کہ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ شب و روز مراقبہ میں رہتے

تھے۔نماز کے وقت آنکھیں کھول کر غسل اور تازہ وضو کر کے نماز ادا فرماتے تھے۔آپ کو حق تعالیٰ کے ساتھ مشغولیت کی یہاں تک نوبت پہنچ گئی تھی کہ جب کوئی شخص آپ کی زیارت کے واسطے آتا تو اُسے کچھ دیر اِنتظار کرنا پڑتا تھا۔آپ کو اِطلاع کی جاتی تھی۔تب آپ ہوشیار ہو کر بات کرتے تھے۔پھر فرماتے تھے مجھے معذور رکھو اس کے بعد مراقبہ میں مصروف ہو جاتے تھے۔

جس وقت آپ کے صاحبزادے کا اِنتقال ہوا اور اہلیہ محترمہ لڑکے کی موت پر جزع فزع کرنے لگیں۔تو آپ نے مولانا بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت فرمایا کہ آج گھر سے رونے کی آواز کیوں آرہی ہے۔مولانا نے جواب دیا! آپ کے صاحبزادہ کا اِنتقال ہو گیا ہے۔حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اگر مجھے لڑکے کی بیماری کی خبر ہوتی تو میں ربّ العزت سے اس کے لیے کچھ عمر مانگ لیتا۔مجھے اُمید ہے کہ میری درخواست قبول ہوتی مگر اسے تو مرنا ہی تھا۔اسی لیے مجھے اس کی بیماری کی خبر تک نہ ہوئی۔اس کے بعد حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اہلیہ محترمہ کو دلاسا و تسلی دے کر جزع فزع سے منع کیا اور مراقبہ میں مشغول ہو گئے۔

ذوق سماع

حضرت خواجہ قطب سماع کے بہت ہی دلدادہ تھے۔سماع کے متعلق کئی واقعات ناظرین کرام صفحات گزشتہ میں مطالعہ فرما چکے ہیں۔حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اس قدر ذوق و شوق حاصل تھا جہاں محبوب کا ذکر سنتے بیتاب و بیقرار ہو جاتے کئی کئی روز تک عالم بیخودی و بیہوشی میں رہتے تھے۔نماز کے وقت ہوش میں آ کر نماز ادا کرتے تھے۔نماز سے فراغت کے بعد پھر وہی بیخودی کا عالم طاری ہو جاتا تھا۔

ایک روز حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حضور میں قوالوں نے یہ شعر گایا:

سرود چیست کہ چندیں فسون عشق در دست　　سرود محرم عشق است و عشق محرام دست

یہ شعر سن کر آپ پر حالت طاری ہوئی ۷ دِن ۷ رات مسلسل بے ہوش رہے ایک دانہ یا پانی کا قطرہ تک پیٹ میں نہ گیا۔مگر نماز وقت پر ادا فرمائی۔

فوائد السالکین میں واقعہ مذکور ہے کہ ایک روز آپ کی مجلس میں سیرت کا ذکر ہو رہا تھا۔آپ

نے فرمایا کہ ایک روز حضرت امام الحرمین رحمۃ اللہ علیہ اپنے اعراب کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوتے تھے یکا یک ان پر کیفیت پیدا ہوئی اُنہوں نے ذکر شروع کر دیا اُن کی موافقت میں حاضرین نے بھی ذکر کرنا شروع کر دیا۔ اسی حالت میں ایک دِن اور ایک رات گزر گئی۔ کس کو اپنے تن بدن کی ہوش نہ رہی۔ اس کے بعد ان کی ہر بن مو سے خون جاری ہو گی۔ خون کا جو قطرہ زمین پر گرتا تھا۔ اس سے نقش اللہ پیدا ہوتا تھا اور اس نقش میں سے بھی اللہ اللہ کے ذکر کی آواز آئی لگتی تھی۔

حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر یہ واقعہ ذکر فرماتے ہوئے حالت و کیفیت طاری ہوگئی۔ اللہ اللہ کا ذکر کرنے لگے۔ اس قدر ذکر کیا کہ بیہوش ہو گئے۔ بڑی دیر بعد جب ہوش آئی تو حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ رُباعی پڑھی:

ذکر خوش تو زہر دہن می شنوم　　　گرچہ زبا شد کہ یکے بہ نشانم
شرع غم از خویشتن می شنوم　　　تانام تو می گوید دمن مے شنوم

اس کے بعد حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس قدر ذکر کیا کہ ہر بن مو سے خون جاری ہو گی۔ جو قطرہ خون کا زمین پر گرتا تھا اس سے نقش سبحان اللہ پیدا ہو جاتا تھا اور سبحان اللہ کے ذکر کی آواز آتی تھی۔

حق سبحانہ تعالیٰ سے عشق

مسالک السالکین میں ہے کہ جس محفلِ سماع میں پر وہ حالت طاری ہوئی تھی جس میں حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوئی۔ اسی کیفیت کے چوتھے روز حکیم شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ طیب حاذق بھی حاضر مجلس تھے۔

اس کیفیت وحالت کو دیکھ کر اُنہوں نے نبض دیکھ کر کہا کہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مرض عشق میں مبتلا ہیں۔ عشق کی آگ سے حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا دِل وجگر سوختہ ہو چکا ہے۔ اب خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بچنا مشکل ہے اور ان کی حالت لاعلاج ہے۔

توکل حقیقی

شیخ الاسلام حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ ۲۰ برس تک عالم توکل میں رہے خلعت سے عزلت اختیار کیے رہے نذر

نذرانہ قبول نہ فرماتے تھے۔ باورچی خانہ کے لیے خرچ کی ضرورت ہوتی خادم زمین بوس ہو کر عرض کرتا آپ مصلیٰ کا کونہ اُٹھا کر فرماتے جس قدر خرچ کی ضرورت ہو لے لو مہمانوں کے لیے خرچ کی ضرورت ہوتی تو آپ مصلیٰ کے نیچے سے ایک مٹھی دِینار اُٹھا کر دے دیتے تھے۔ جس سے صبح سے شام تک کا خرچ پورا ہو جاتا تھا۔ کوئی مسافر اور ضرورت مند اور آپ ہاں سے خالی نہ جاتا تھا۔

شہرت اور ناموری سے تنفر

حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ شہرت اور ناموری سے سخت متنفر تھے اس لیے آپ اپنا حال چھپانے کی بے حد کوشش کرتے تھے۔ مریدوں کو بھی یہی ہدایت تھی کہ شہرت اور ناموری فقیروں کے لیے سامان آفت ہے۔

دِہلی پہنچ کر جب حضرت بابا فرید نے حضرب قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے چلہ کشی کی اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا: چلہ کشی کی ضرورت نہیں۔ ان باتوں سے شہرت ہوتی ہے۔ ہمارے پیروں نے کبھی ایسا کام نہیں کیا جس سے اُن کو شہرت اور ناموری حاصل ہو۔

امراء اور سلاطین کا نذرانہ قبول کرنے سے اِنکار

مسالک السالکین میں ہے کہ ایک مرتبہ سلطان شمس الدین التمش رحمۃ اللہ علیہ کا وزیر چھ گاؤں کا فرمان اور ایک کشتی اشرفیوں کی لے کر حاضر خدمت ہوا کہ حضرت سلطان نے خدام آستانہ کے لیے یہ نذرانہ بھیجا ہے اور عاجزی کے ساتھ عرض کیا کہ حضور اس حقیر نذرزانہ کو قبول فرما کر عزت افزائی فرمائیں۔

حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا۔ یہ کام تو میرے پیروں نے کبھی نہیں کیا۔ جاؤ اسے واپس لے جاؤ۔ اگر میں نذر قبول کر لی تو قیامت کے دِن ان کو کیا منہ دکھاؤں گا۔

وزیر نے ہر چند منت سماجت کی مگر حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بات نہ سنی۔

عسرت اور فقر فاقہ کی زِندگی

سیر الاقطاب اور مسالک السالکین میں ہے کہ حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ و

زُہدو قناعت میں درجہ کمال رکھتے تھے۔ فقر و فاقہ میں یگانہ وقت تھے۔ آپ کے گھر میں اکثر فاقہ رہتا تھا۔ لیکن کس مرید یا کسی شخص پر ظاہر نہ ہوتا تھا۔ کہ آپ کے گھر میں کھانا نہیں پکا اور اگر کبھی اِتفاقی طور پر کسی پر ظاہر ہو جاتا کہ آپ کے گھر میں فاقہ ہے تو اس بات سے آپ کو سخت ملال ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ ایک ایسا اتفاق ہوا کہ آپ کے گھر میں تین روز سے فاقہ تھا۔ آپ کے صاحبزادہ نے یہ بات بوجہ کمسنی کے کسی دوست سے کہہ دی۔ اس نے اپنے باپ سے جان کر بیان کیا۔ چنانچہ فوراً کھانا پکوایا گیا۔ اور کھانے کا خوان حضور میں لا کر معذرت کرنے لگا۔ مجھے معلوم نہ تھا آپ کے گھر میں فاقہ تھا۔ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تم سے کس گردن ٹوٹے نے میرے فقر و فاقہ ظاہر کیا ہے۔ آپ کی زُبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے ہی تھے کہ آپ کے صاحبزادہ جو کھیل رہا تھا کھیلتا کھیلتا گر پڑا اور اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی اور وہیں مر گیا۔

حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ لوگوں سے چھپ کر ذکرِ الٰہی کیا کرتے تھے

سلسلۃ الذہب میں شیخ نور بخش نے لکھا ہے کہ خلوت اور گوشہ نشینی آپ کی عادت تھی۔ آپ کم کھاتے تھے۔ کم سوتے تھے اور حتیٰ الامکان اپنا حال چھپانے کی کوشش کیا کرتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ:

مرد کا کمال چار چیزوں میں ہے۔ کم کھانے میں کم بولنے۔ کم سونے میں۔ لوگوں سے بہت کم ملنے میں۔

حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کرتے تھے کہ غزنی میں ایک درویش تھا اس کی تجرید کی یہ حالت تھی کہ اگر اس کو کوئی چیز از قسم فتوح میسر ہوتی تھی وہ شام ہونے تک اس کے پاس نہ رہتی تھی فوراً فقیروں کو تقسیم کر دیتا تھا۔ اس کے پاس امیر و غریب و فقیر کوئی شخص کیوں نہ ہو کبھی خالی ہاتھ واپس نہ آتا تھا۔ حتیٰ کہ اگر کوئی برہنہ شخص ان کے پاس آتا تو وہ اپنے کپڑے اُتار کر اس کو پہنا دیتے تھے غرض یہ ہے کہ وہ درویش بڑا صاحبِ نعمت تھا۔ مجھے اس درویش کی صحبت نصیب ہوئی۔ اس درویش نے مجھ سے فرمایا کہ میں ۴۰ برس تک عبادات و ریاضات میں مشغول رہا مگر اس قدر عبادت کرنے کے بعد مجھے میں روشنی پیدا نہ ہوئی۔ کہ عرش سے تحت الثریٰ تک کوئی چیز مجھ سے پوشیدہ نہ رہی۔ آج سے اس بات کو ۳۰ برس گزر گئے ہیں۔

یہ فرما کر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

''اے درویش جب تک تو کم کھانا۔ کم بولنا۔ کم سونا اور لوگوں سے اختلاط ترک نہ کرے گا اس وقت تک درویش کا جوہر نمایاں نہ ہوگا''

حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مکان میں دسترخوان رکابی پیالہ تک موجود نہ تھا

شیخ الاسلام حضرت بابا فرید فرمایا کرتے تھے کہ ابتدائے احوال میں قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ کے مکان میں دسترخوان۔ رکابی اور پیالہ تک موجود نہ تھا۔ آپ کی زندگی میں نہایت عسرت اور تلخی سے گزرتی تھی۔

حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ رات کو کمر بستر سے نہ لگایا کرتے تھے

سیر الاقطاب میں ہے کہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خدا تعالیٰ کے ساتھ مشغولی کی وجہ سے سونا بالکل ترک کر دیا ہے۔ شروع شروع میں نیند کے عسبہ کے وقت گھنٹہ آدھ گھنٹہ سو بھی جاتے تھے۔ آخر میں تو یہ حالت ہوگئی تھی کہ آپ ۲۴ گھنٹہ مراقبہ فرماتے رہتے تھے بستر کو کمر لگانا نصیب نہ ہوتا تھا۔

ملفوظات حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ

(مرتبہ شیخ الاسلام حضرت باب فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ) حضرت بابا فرید الدین گنج شکر نے فرمایا ہے کہ ماہ رمضان ۵۸۴ ہجری کو اس دُعا گو نے دولت پابوسی حاصل کی۔ اسی وقت کلاہ چارتر کی میرے سر پر رکھی اور بہت شفقت فرمائی۔ اِس دِن میں اور قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ مولانا علاؤ الدین کرمانی رحمۃ اللہ علیہ سیّد نور الدین غزنوی شیخ نظام الدین ابو المہد رحمۃ اللہ علیہ مولانا شمس الدین ترک رحمۃ اللہ علیہ خواجہ محمود موئنہ رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اصحاب حاضر خدمت تھے۔ اولیاء اللہ کی کشف و کرامت کا ذکر چھیڑ گیا۔

شیخ کامل کی تعریف

حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شیخ میں اِتنی قوت قلبی ہونی چاہیے کہ جب کوئی شخص بیعت کو آئے تو شیخ پہلے ہی نظر باطن سے اس کے سینہ کو جو دُنیا کی آلودگی سے سیاہ

ہو رہا ہے صاف کر دے تاکہ آلائش دُنیا کی کوئی چیز اس کے دل کے کسی کونے میں باقی نہ رہے۔ پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر خدا تک پہنچا دے۔ اگر پیر میں اتنی قوت ہو تو جانو کہ پیر اور مرید دونوں گمراہی کے جنگل میں ٹامک ٹوئیاں مار رہے ہیں۔

بدخشاں کے ایک بزرگ

اسی موقع پر حضرت موقع پر قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اسرار العارفین میں حضرت خواجہ ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ میں ایک مرتبہ بدخشاں کا سفر کر رہا تھا۔ دورانِ سفر میں ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی۔ ان کی بزرگی کی تعریف و توصیف تقریر و تحریر سے خارج ہے۔ میں نے اس بزرگ کو سلام کیا۔ سلام کا جواب دے کر اُنہوں نے مجھے اپنی پاس بٹھا لیا۔ میں کئی روز تک اُن کی خدمت میں حاضر رہا وہ بزرگ صوم دوام رکھتے تھے۔ شام کو اِفطار کے وقت دو روٹیاں عالمِ غیب سے آتی تھیں۔ ایک روٹی مجھے عطا فرما دیتے ایک روٹی تناول فرما لیتے تھے۔ ایک روز ان بزرگوار نے حاکم شہر کو بلا کر فرمایا کہ ہمارے لیے ۱۰۰ خانقاہیں ہیں تعمیر کرا دیں۔ تعمیر مکمل ہو جانے کے بعد ان بزرگوار نے فرمایا اچھا اب روزانہ ایک غلام خرید کر لایا کرو۔ چنانچہ روزانہ ایک غلام ان کے پاس آتا رہا۔ وہ بزرگ اس غلام کا ہاتھ پکڑ کر خانقاہ میں لے جاتے اور سجادہ پر بٹھا کر فرماتے کہ میں نے تجھے خدا کے سپرد کیا۔ اس طرح تمام خانقاہیں آباد ہو گئیں۔ وہ غلام ان بزرگ کی توجہ اور عنایت سے خدا رسیدہ بن گئے پانی پر تکلف چلتے تھے۔ جو بات زبان سے کہہ دیتے اسی طرح وقوع میں آتا مجھے ان کے حالات سے بڑی حیرت ہوئی اور تعجب ہوا تو ان بزرگوار نے مجھ سے فرمایا: اے شبلی! تعجب کی بات کیا ہے صاحب سجادہ وہ ہے کہ جس کا ہاتھ پکڑے اسے بھی صاحب سجادہ بنا دے جس میں یہ قوت نہیں وہ شیخ ہی کہلانے کا مستحق نہیں بلکہ اہلِ سلوک کے نزدیک مدعی اور کاذب ہے۔

اس کے بعد حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مرد میں کمال چار چیزوں سے پیدا ہوتا ہے۔

(۱) کم کھانے سے

(۲) کم سونے سے

(۳) کم بولنے سے

(۴) لوگوں سے کم ملنے جلنے سے

غزنی کے ایک درویش کا قصہ

پھر فرمایا: غزنی میں ایک درویش صاحب تجرید تھے دِن میں جو کچھ فتوح آتی تھی شام تک خرچ کر ڈالتے تھے اور جو شخص ان کے پاس آتا خواہ امیر ہو یا غریب ان کے پاس خالی ہاتھ واپس نہ آتا تھا۔ اگر کوئی برہنہ آجاتا تو وہ اپنے کپڑے اُتار کر اسے پہنا دیتے تھے۔ غرض یہ ہے کہ وہ دریش بڑے صاحبِ دل تھے۔ مجھے اِن کی صحبت میں رہنے کا اِتفاق ہوا۔ ایک روز انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ میں نے ۴۰ سال مجاہدہ کیا۔ دِن رات عبادت میں مبتلا رہا مگر مجھے کوئی روشنی اور نور اپنے اندر نظر نہ آیا لیکن جب میں نے ان چار چیزوں کو اِختیار کیا جن کا ذکر اوپر آچکا ہے تو مجھے اس قدر روشنی حاصل ہوئی کہ اگر آسمان کی طرف نظر کرتا ہوں تو عرش تک صاف دکھائی دیتا ہے اور کوئی حجاب حائل نہیں ہوتا اور اگر زمین پر نظر ڈالتا ہوں تو تحت الثریٰ تک بلا حجاب ہر چیز نظر آتی ہے۔ آج تیس برس ہونے کو آئے ہونٹ بند کیے بیٹھے ہیں۔

اصول درویشی

حضرت بابا فرید فرماتے ہیں کہ یہ حکایت بیان فرما کر حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اے درویش! جب [illegible] نہ کھائے گا کم بات چیت نہ کرے گا۔ کم نہ سوئے گا اور مخلوق سے ملنا جلنا کم نہ کرے گا۔ ہرگز ہرگز تجھے درویشی حاصل نہیں ہو سکتی درویشوں کا تو وہ گروہ ہے جس نے اپنے اوپر نیند حرام کر رکھی ہے۔ بول چال سے زُبان گونگی بنالی ہے۔ کھانے کے لیے گھاس پات مقرر کر رکھی ہے۔ مخلوق سے ملنے کو زہر قاتل تصور کرتے ہیں ان باتوں کو اِختیار کرنے کے بعد ہی اِنہیں مقام قرب نصیب ہوتا ہے۔

پھر فرمایا کہ اگر کوئی درویش اچھا کپڑا اس غرض سے پہنے کہ لوگوں کی نظر اس پر پڑے اور اس کو شہرت و ناموری حاصل ہو تو سمجھ لو اور یقین جانو کہ وہ درویش نہیں وہ بھی درویش نہیں ہے بلکہ راہِ سلوک سے خارج ہے۔ جو درویش بہت سوتا ہے وہ راہِ سلوک سے کا مدعی جھوٹا اور خود پرست ہے اور جو شخص مخلوق کے اِختلاط سے نہیں بچتا وہ بھی ایسا ہی ہے۔ حضرت قطب

الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اے درویش! ان نعمتوں کے برابر کوئی نعمت نہیں۔

پھر فرمایا میں ایک مرتبہ سفر میں تھا۔ ایک درویش سے ملاقات ہوئی وہ درویش بہت ہی بزرگ اور صاحب نعمت تھا۔ عبادت و ریاضت کرتے کرتے اس کے جسم پر سوائے ہڈی اور کھال کے گوشت کا نام باقی نہ رہا تھا۔ چاشت کی نماز کے بعد ان کے آگے دستر خوان بچھا کر ہزار من کے قریب کھانا چن دیا جاتا تھا۔ چاشت سے ظہر تک وہ کھانا آنے جانے والے کھایا کرتے تھے۔ لیکن وہ خود روزہ سے رہتے تھے۔ اگر کوئی ننگا آتا تھا۔ اُسے کپڑا پہنا دیتے تھے۔ غرض یہ کہ صبح سے شام تک دریائے سخاوت موجیں مارتا رہتا تھا۔ وہ فرمایا کرتے تھے۔ اگر کسی کی کوئی حاجت ہو تو میری پاس آئے۔ چنانچہ جب کوئی حاجتمند آتا مصلیٰ کے نیچے سے مٹھی بھر کر روپے دیتے تھے۔ میں کئی روز تک ان کی خدمت میں رہا۔ شام کو اِفطار کے وقت غیب سے چار خرمے آتے تھے۔ دو خود کھا لیتے تھے۔ دو مجھے عطا فرما دیتے تھے وہ بزرگ مجھ سے فرمایا کرتے تھے کہ جب تک درویش کم نہ کھائے' کم نہ سوئے اور لوگوں سے میل جول کم نہ کرے وہ ہرگز مراد پر نہیں پہنچ سکتا۔

یہ حکایت بیان کرنے کے بعد حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور حکایت بیان فرمائی کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام چوتھے آسمان پر پہنچے تو حکم ہوا کہ ان کو یہیں رہنے دو ان کے پاس ابھی آلائش دُنیا باقی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام متعجب ہوئے پھر دیکھا تو ایک سوئی اور پیالہ لکڑی کا موجود تھا۔ عرض کیا: الٰہی اس کا کیا کروں؟ حکم ہوا تو نے اپنے پاؤں پر کلہاڑی خود ماری تجھ سے یہ نہ ہو سکا کہ اسے وہاں پھینک کر آتا بس اب یہیں رہو۔

حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اے درویش! غور کرنے کا مقام ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک بے حقیقت متاع کی وجہ سے چوتھے آسمان پر روک دیئے گئے اور ان کے آگے کی ترقی رک گئی تو جو لوگ دُنیا کی آلائش میں آلودہ ہیں وہ حاشا و کلا کبھی دوست کی بارگاہ تک نہیں پہنچ سکتے۔

درویش کو تجرید اِختیار کرنی چاہیے

اس کے بعد فرمایا کہ درویش کو چاہیے کہ تجرید اِختیار کرے کیونکہ وہ ہر روز ایک مقام سے

دوسرے مقام اور ایک ملک سے دوسرے ملک میں جاتا ہے۔ ترقی کے مدارج طے کرتا ہے ایک درویش کا ذکر ہے کہ وہ ہر وقت تحیر اور بحرِ تفکر میں غوطہ زن رہتا ہے۔ کس شخص نے اس سے پوچھا کہ تمہارے اس تفکر اور تحیر سے کیا فائدہ؟ درویش نے جواب دیا: جوں جوں میری نظر بڑھتی ہے میں دیکھتا ہوں کہ اگر میں ایک ملک کو چھوڑتا ہوں تو اس سے سو حصے زیادہ اور ملک نظر آتے ہیں اور ہر ملک دوسرے ملک سے نرالا پاتا ہوں اور جب اس سے گزرتا ہوں تو ایک عالم نظر آتا وہاں جا پہنچتا ہوں۔

یہ حکایت بیان فرما کر حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور ذکر فرمانے لگے کہ ایک درویش سے اشعار سنے تھے۔

ہر آں ملکے کہ دایں می گذارم　　مقام سلطنت درویش دارد

دو صد ملکے دگر در پیش دارم　　نہ صد سلطان فراغت پیش دارم

پھر فرمانے لگے کہ اہلِ سلوک اور طائفہ متحیراں فرماتے ہیں کہ درویشی اور راہ روی وہ ہے کہ ہر روز سو ہزار ملک سے گزر کر قدم آگے بڑھائے اور اسی میں سرگرم رہے۔ اس لیے جس درویش کو عالم غیب کی خبر نہیں وہ درویش نہیں۔

اِسرار خداوندی کا اخفا

اس کے بعد فرمایا کہ بعض اولیاء اللہ ایسے ہیں جو حالت شوق وسکر میں کچھ اِسرار ظاہر کر دیتے ہیں اور بعض اہل کامل ہیں جو ذرہ برابر ظاہر نہیں ہونے دیتے۔ پس اس راہ سلوک میں اہل سلوک کا حوصلہ وسیع ہونا چاہیے تا کہ اسرار اِن میں متمکن ہوں کیونکہ اخفاء اسرار محبوب میں جو کامل ہے وہ کبھی اِسرار کو ظاہر نہ کرے گا۔

منصور حلاج کا ذکر

پھر میری طرف روئے مبارک اٹھا کر فرمایا: اے مرید! کامل حال ایسے ہونے میں جو کبھی دوست کے اِسرار کو ظاہر نہیں کرتے تا کہ ان کو مرید اِسرار پر آگاہی حاصل ہو پھر فرمایا:

اے مرید! تو نے دیکھا اگر منصور کامل حال ہوتا تو اِسرار دوست کا ظاہر نہ کرتا منصور نے اسرار دوست میں سے ایک ذرہ برابر ہی ظاہر کیا تھا کہ سر دے بیٹھا اور دُنیا سے سفر کر گیا۔

پھر فرمایا خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ جب عالم سکر میں ہوتے سوائے اس بات کے ان کی زبان سے اور کوئی بات نہیں نکلتی تھی کہ:

اس عاشق پر ہزار افسوس جو دوستی کا دم بھرے اور جو خیر و اسرار عالم غیب سے اس پر نازل ہوں اور وہ دوسرے لوگوں کے سامنے کہتا پھرے۔

پھر فرمایا کہ میں نے حضرت خواجہ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ ایک بزرگ تھے انہوں نے کئی سو برس خدا کی عبادت اور مجاہدہ کا حق ادا کیا تھا۔ ایک دِن ان پر اسرارِ محبت میں سے ایک سر تجلی ریز ہوا۔ وہ بزرگ چونکہ تنگ حوصلہ تھے اس کی برداشت نہ کر سکے۔ فوراً ظاہر کر دیا دوسرے روز ہ نعمت ان سے چھین لی گئی۔ وہ درویش اسی غم میں دیوانہ اور عقل سے خارج ہو گئے اسی وقت ہاتف نے آواز دی۔

اے خواجہ! اگر تم اس بھید کو ظاہر نہ کرتے تو اسرار کے عطا کیے جانے کے لائق ہوتا جب ہم نے دیکھا کہا بھی بمقدار حجاب میں ہے وہ نعمت ہم نے تجھ سے لے کر اور کو دے دی۔ اس کے بعد فرمایا کہ ایک بزرگ نے دوسرے بزرگ کو خط لکھا۔ اس شخص کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے جو محبت کی شراب کا ایک پیالہ پی کر از کار رفتہ ہو گیا ہو؟ انہوں نے جواب میں تحریر کیا۔ وہ شخص بہت ہی کم ہمت اور کم حوصلہ ہے۔ مردہ لوگ ہیں جو دریائے ازل و ابد نوش کرنے کے بعد بھی **ھل من مزید** کی فرمائش کرتے ہیں۔

میں تم کو منع کرتا ہوں۔ تم ہرگز ایسا نہ کرنا کیونکہ جس شخص نے پیرو مرشد کا راز فاش کیا۔ اس نے کچھ نہیں پایا۔ کبھی ایسا نہ کرنا ورنہ ہمیں شرمندگی ہوگی۔

پھر فرمایا کہ جب تک درویش سب سے بیگانہ اور عالم تجرید میں نہ ہو اور دُنیا کی آلائشوں کی ترک نہ کرے کبھی مقام قرب پر نہ پہنچے گا۔

اس کے بعد فرمایا کہ جب حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو ستر برس کے بعد مقام قریب میں باریابی ہوئی حکم ہوا واپس لے جاؤ ابھی اس میں دُنیا کی آلائش باقی ہے۔ خواجہ صاحب نے کہا: میرے پاس دُنیا کی کیا چیز ہے؟ خیال کیا تو معلوم ہوا کہ ان کے پاس ایک پھٹا ہوا پوستین اور ایک ٹوٹا ہوا پیالہ ہے۔ اس کے سوا اور کوئی چیز نہیں آپ نے ان دونوں

چیزوں کو جدا کر دیا۔ تو مقام قرب میں جگہ عطا ہوئی۔

حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اے بھائی! نہایت غور کا مقام ہے کہ جب ایسے شخص ایک بے حقیقت چیز کے سبب باریاب نہ ہو سکے تیرا تو کہاں ٹھکانہ ہے تو تو دُنیاوی آلائشوں میں گرفتار ہے۔ اے درویش! درویشی اور چیز ہے اور مال و دولت کو جمع کرنا اور چیز یا تو درویشی ہی ہے یا مال و دولت کا ذخیرہ کرنا۔

درویش کامل وہی وہ جو کہے وہی ہو جائے

اس کے بعد حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ درویش کامل وہی ہے جو کہے وہ ہو جائے ذرّہ بھر تفاوت نہ ہو۔ اس کے بعد فرمایا کہ ایک دفعہ میں اور قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ سفر کو چلے ہم نے عجائبات قدرت کا مشاہدہ کیا جس کا بیان نہیں ہو سکتا۔ دریا کے پاس ایک مقام تھا میں اور قاضی دونوں وہاں بیٹھے ہوئے تھے بھوک کے مارے بری حالت ہو رہی تھی۔ اِدھر جنگل بیابان اِدھر دریا کا کنارہ۔ یہاں بیٹھے ہوئے ہمیں تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ ایک بکری دو روٹی جو کہ منہ میں لیے ہوئے سامنے آئی اور ہماری آگے رکھ کر چلی گئی۔ ہم دونوں روٹی کھاتے جاتے اور کہتے جاتے تھے کہ یہ بکری نہ تھی مردانِ غیب میں سے تھا۔ یہ روٹیاں عالم غیب سے آئی ہیں۔

ہم ابھی یہی ذکر کر رہے تھے کہ ایک بچھو اونٹ کی برابر نمودار ہوا اور لپک کر دریا میں تیرنے لگا۔ اس بچھو کو دیکھ کر میں قاضی کو دیکھنے لگا اور قاضی میرے منہ کی طرف دیکھنے لگے۔ ہم دونوں کہنے لگے کہ اس میں ضرور کوئی بھید ہے جو یہ اس قدر تیز دوڑا چلا جا رہا ہے۔ یہ خیال کر کے ہم نے ارادہ کیا کہ دریا پار ہو کر دیکھیں کیا معاملہ ہے اور دیکھیں بچھو کہاں جا رہا ہے دریا کنارے نہ کوئی کشتی تھی نہ جہاز ہم نے دونوں ہاتھ دُعا کے لیے اُٹھائے اور کہا: خداوندا اگر تو نے ہم کو درویشی میں کوئی کمال عطا فرمایا ہے تو ہمارے لیے دریا میں راستہ پیدا کر دے تا کہ ہم اس بچھو کو جا کر دیکھیں یہ لپکا ہوا کہاں جا رہا ہے۔

خدا تعالیٰ کے حکم سے دریا شق ہو گیا اور بیچ میں زمین خشک نکل آئی ہم دونوں دریا پار کر گئے وہ بچھو آگے آگے تھا اور ہم اس کے پیچھے پیچھے چلتے چلتے وہ بچھو ایک درخت کے پاس پہنچا

ہم نے دیکھا کہ اس درخت کے نیچے ایک آدمی پڑا سو رہا ہے اور ایک بڑا زبردست سانپ درخت سے اتر کر ڈسنا ہی چاہتا ہے۔ اتنے میں ایک بچھو نے سانپ کو کاٹ کر ہلاک کر دیا اور فوراً ہی نظروں میں غائب ہو گیا۔ ہم اس مردہ سانپ کے پاس پہنچے تو غالباً ایک ہزار من سے کم نہ ہو گا۔ ہم نے خیال کیا کہ یہ آدمی ضرور کوئی بزرگ ہو گا جس کے لیے حق تعالیٰ نے اتنی حفاظت فرمائی ہے چلو اس بزرگ کو جا کر دیکھیں مگر اس آدمی کو دیکھ کر ہماری حیرت کی حد نہ رہی وہ کوئی شرابی تھا اس کے آگے قے پڑی ہوئی تھی۔ شراب کا تعفن پھوٹ رہا تھا منہ سے جھاگ نکل رہی تھی۔

مکھیاں بھنک رہی تھی۔ یہ دیکھ کر شرمندگی ہوئی اور افسوس کرنے لگے کہ ہم ناحق آئے یہ خطرہ ہمارے دل میں گزرا ہی تھا کہ عجیب معاملہ ہے کہ یہ شخص شراب خور اور نافرن اور اس قدر حفاظت خداوندی ہاتف نے آواز دی۔

اے میرے پیارو! اگر ہم نیک اور صالحین کی حفاظت کریں تو مفسدین اور گنہگاروں کی کون حفاظت کرے گا۔

ہم دونوں ابھی اسی بات میں تھے کہ وہ آدمی بھی جاگ اُٹھا۔ سانپ کو اپنے آگے مرا ہوا دیکھ کر متعجب ہوا۔ ہم نے ساری کیفیت بیان کر دی۔ وہ آدمی بہت شرمندہ ہوا۔ خدا تعالیٰ سے توبہ کی۔ پھر وہ شخص ولی کامل بن گیا۔ سترج یا پیادہ کیے۔ یہ قصہ بیان کر کے حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا دیکھو جب مہربانی کی ہوا چلتی ہے تو ہزاروں مست خرابلت کو صاحب سجادہ بنا دیتی ہے اور اگر خدانخواستہ قہر کی ہوا چلے تو ہزاروں صاحب سجادہ کو خرابات میں ڈال دے اے بھائی اس راہ میں بے غم ہونا چاہیے۔ اکثر کاملین اس راہِ سلوک میں برسوں رات دِن بیم وفراق سی متحیر اور غمگین رہتے ہیں۔ عاقبت کا حال معلوم نہیں کیونکہ انجام بخیر ہو گا۔

ابلیس کا گھمنڈ اور اس کا انجام

پھر فرمایا اگر ابلیس لعین اپنے انجام سے واقف ہوتا بے شبہ آدم کو سجدہ کر لیتا جب اس نے اپنی عاقبت کو نہ جانا اپنی اطاعت اور عبادت پر گھمنڈ کیا اور اس کے نفس میں غرور پیدا ہوا تو وہ فوراً کہہ اُٹھا کہ میں اِنسان خاکی کو سجدہ نہ کروں گا۔ آخر کار نافرمان ہوا۔ خدا کا حکم نہ مانا راندہ

درگاہ ہوگیا۔ ساری عمر کی طاعت اور عبادت اکارت ہوگئی۔ اور اس کے منہ پر ماردی گئی۔

عالم تحیر میں مبتلا بندگانِ خدا کا ذکر

اُس کے بعد حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ میں ایک شہر میں پہنچا صالحین کا ایک گروہ عالم تحیر میں کھڑا ہوا نظر آیا۔ ان لوگوں کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ دریائے حیرت میں غرق تھے۔ نماز کے وقت یہ لوگ ہوشیار ہوکر نماز پڑھ لیتے تھے۔ نماز کے بعد پھر ان پر عالم حیرت طاری ہوجاتا ہے۔

ایک روز ان لوگوں میں سے چند آدمی ہوشیار نظر آئے تو میں نے ان سے اس عالم کی کیفیت دریافت کی۔ وہ فرمانے لگے ۶۰-۷۰ برس کی بات ہے ہم نے ابلیس کے قصہ کو مطالعہ کیا تھا کہ اس نے چھ ہزار فرشتوں کے ساتھ خدا کی عبادت کی تھی۔ وہ اپنے انجام کی طرف سے غافل ہوگیا۔ اس کے دماغ میں غرور سما گیا۔ آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کیا۔ راندہ درگاہ ہوگیا اور اس کے تمام اِعمال خبط ہوگئے۔ اس واقع سے ہم پر ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ ہم عالم تحیر میں پھنس کر رہ گئے۔

یہ قصہ بیان کر فرما کر حضرب قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ بہت روئے فرمانے لگے۔ یہ حال تو کاملین کا ہے کہ وہ خود متحیر ہیں وہ نہیں جانتے کہ ہم کون سے گروہ میں سے ہیں۔ یہ فرما کر حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ عالم تحیر میں مشغول ہوگئے اور دعا گو رُخصت ہوکر اپنے مکان آیا اور مشغول ہوگیا۔

دوسری مجلس

عشق کی بارش

شیخ الاسلام حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سعادت پابوسی حاصل ہوئی۔ قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ' مولانا علاؤ الدین کرمانی رحمۃ اللہ علیہ' مولانا شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے صوفی بھی حاضر خدمت تھے۔ سلوک اور اہل سلوک کا ذکر نکلا۔ حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سالکانِ راہ سلوک وہ الگ ہیں جو سر سے پیر کے ناخن تک دریائے محبت غرق ہیں کوئی ساعت نہیں گزرتی کہ ان پر عالم محبت سے عشق کا مینہ نہیں برستا۔

عالم تحیر

پھر فرمایا عارف وہ ہے جس پر عالم اِسرار سے ہر لحظہ اور ہر لمحہ ہزاروں حالات پیدا ہوں اور وہ عالم سکر میں ایسا غرق ہو کہ اگر اس وقت ۱۸ ہزار عالم اس کے سینہ میں اتر آئیں تو اس کو خبر تک نہ ہو۔ اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک روز میں نے سمرقند میں ایک درویش کو عالم تحیر میں غرق دیکھا میں نے لوگوں سے دریافت کیا۔

یہ درویش کتنے عرصہ سے اس حال میں ہیں انہوں نے جواب دیا۔ ۲۰ برس سے ہم انہیں اسی طرح دیکھ رہے ہیں۔ خیر میں کچھ مدت تک ان کے پاس رہا۔ ایک وقت میں نے ان کو عالم ہوشیاری میں پایا ان سے ملاقات کی اور پوچھا آپ کتنے عرصہ سے اِس عالم میں ہیں۔ کسی کے آنے جانے کی آپ کو خبر ہوتی ہے یا نہیں؟ انہوں نے جواب دیا:

اے نادان! جس وقت وہ رواثر اور دریائے محبت میں غرقابی ہوتی ہے اس وقت اسرار تجلی ظاہر ہوتے ہیں اس وقت خبر نہیں رہتی۔ کیا ہوا کیا ہو رہا ہے کون آیا کون گیا۔ اگر اس حالت میں ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں تو مطلق خبر نہیں ہوتی۔

سلوک جانبازی کا نام ہے

اس کے بعد حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اے درویش! یہ (سلوک راہ جانبازی ہے جس نے اس راہ میں قدم رکھا وہ سلامت نہیں رہا۔ پھر فرمایا کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے گلے پر چھری چلنے لگی تو انہوں نے فریاد کرنی چاہی۔ حکم ہوا۔ اے یحییٰ! ذرّا بھی دم مارا تو اپنے دوستوں کی فہرست میں سے تیرا نام خارج کر دوں گا اور ایسے ہی حضرت زکریا علیہ السلام کے سر پر آرہ چلنے لگا تو آپ نے فریاد کرنی چاہی۔ اِتنے میں حضرت جبرائیل آئے: فرمانے لگے۔ خدا کا حکم ہے کہ اگر تو نے ذرّا بھی آہ کی تو پیغمبروں میں سے تیرا نام خارج کر دوں گا۔

محبِ صادق

یہ فرما کر حضرت قطب الاقطب رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور فرمانے لگے کہ جو کوئی محبت کا دعویٰ کرے اور مصیبت و بلا کے وقت فریاد و زاری کرے وہ آدمی فی الحقیقت محبِ صادق نہیں بلکہ وہ کذاب ہے اور دروغ گو ہے دوست وہی ہے کہ اس پر دوست کی طرف سے جو کچھ آئے اس پر راضی رہے اور صد ہزار بار شکر کرے اور کہے۔ خیر اس نے اس بہانے مجھے یاد تو کیا۔

پھر فرمانے لگے کہ حضرت رابعہ بصری کو جس دِن رنج غم یا تکلیف پہنچتی تھی اس روز بے پایاں مسرت کا اِظہار کرتی تھیں۔ فرمایا کرتی تھیں۔ آج میرے محبوب نے اس ضعیفہ کو یاد کیا ہے اور جس دِن کوئی رنج وغم کا سامنا نہ ہوتا اس روز رو رو کر کہا کرتیں کہ آج مجھ سے کیا خطا سرزد ہو گئی۔ کہ میرے دوست نے مجھ یاد نہیں کیا۔

پھر فرمایا کہ میں نے پیر دستگیر حضرت معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی زُبان مبارک سے سنا ہے وہ فرمایا کرتے تھے۔ اے عزیز! طریقِ سلوک یہ ہے کہ جو کوئی محبّ ہو اور محبت کا دعویٰ کرتا ہو اور دوست کی طرف سے بلا کا آرزو کے ساتھ خواہشمند نہ ہو۔ اہل معرفت کے نزدیک بلائے دوست رضائے دوست ہے۔ پھر فرمانے لگے کہ جس روز مجھ پر نازل نہیں ہوتی میں سمجھ جاتا ہوں کہ مجھ سے نعمت چھین لی گئی کیونکہ راہِ سلوک میں بلائے دوست ہی نعمت ہے۔

مردانِ غیب

اس کے بعد غیب کا ذکر ہونے لگا۔ حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مرد غیب اس شخص کو کہتے ہیں جو درجہ کمال کو پہنچ کر اس میں راسخ ہو گیا ہو اور اس آواز غیب پر مکاشفہ نہ کرتا ہو۔ پھر اس کو بلا کر اپنے مجمع میں بٹھا لیتے ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا: شیخ عثمان سنجری میرے دوست اور پیر بھائی تھے۔ جب اِن کی مشغولیت حد کو پہنچی۔ مردانِ غیب نے ان سے ملاقات شروع کی۔ ایک روز کا قصہ ہے کہ وہ اپنے دوستوں کے مجمع میں بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ فقیر بھی ان کے برابر بیٹھا ہوا تھا۔ یکا یک مردانِ غیب کی آواز آئی۔

شیخ عثمان آؤ۔ ہم جا رہے ہیں۔

یہ آواز سنتے ہی وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور فوراً آواز کی سمت میں چل دیئے اور ہماری نظروں کے سامنے سے ہی غائب ہو گئے ہمیں کچھ پتہ نہ چل سکا کدھر گئے۔

اس کے بعد حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ کے راستہ کا چلنے والا ترقی پر ہے تو وہ یقیناً راہِ سلوک کا سالک ہے۔ اگر کمال رکھتا ہے تو اُمید ہے اسے درجہ کمال نصیب ہوگا۔

روزانہ ایک ہزار قرآن ختم

فرمایا ایک دفعہ میں اور قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ دونوں خانہ کعبہ کے طواف کر رہے تھے ہمیں ایک بزرگ نظر آئے ان کا نام بھی عثمان تھا۔ وہ حضرت خواجہ ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں میں سے تھے ہم ان کے پیچھے پیچھے ہو لیے جس جگہ اور جس طرف وہ بزرگ جاتے تھے ہم اور قاضی حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ ان کے نقش قدم پر چلتے تھے بزرگ چونکہ روشن ضمیر تھے۔ فوراً اس بات پر مطلع ہو گئے اور پلٹ کر ہم سے کہا کہ ظاہری طور پر نقش قدم پر چلنے سے کیا حاصل میں جو کچھ کرتا ہوں تم بھی وہی کرو ہم دونوں نے دریافت کیا آپ کیا کرتے ہیں انہوں نے جواب دیا: میں روزانہ ہزار قرآن شریف ختم کرتا ہوں۔ ہم یہ بات سن کر حیران رہ گئے اور اپنے دِل میں سوچنے لگے یہ بزرگ عالم خیال میں ہزار قرآن شریف پڑھ لیتے ہوں گے۔ یہ خطرہ ہمارے دِل میں گزر رہی تھا۔ انہوں نے سر اُونچا کر کے فرمایا: حرفاً

بعد حرفا می خوانم یعنی ایک حرف کر کے پڑھتا ہوں' کوئی حرف نہیں چھوڑتا مولانا علاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ بولے حضرت جو بات سمجھ سے باہر ہو وہی کرامت خاص ہے۔ اس وقت حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ فرمایا: جس شخص کو جو کچھ ملا عمل سے ملا۔ اگرچہ فیض خداوندی عام ہے لیکن جدوجہد شرط ہے۔

آداب مجلس پیر و مرشد

پھر مجلس اور پیر کی خدمت میں آنے اور با ادب بیٹھنے کا ذکر آ گیا۔ حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آدمی جب مجلس میں آئے جہاں جگہ پائے بیٹھ جائے۔ آنے والے کی جگہ وہی ہے پھر اسی موقع پر آپ نے فرمایا کہ ایک دفعہ یہ دُعا گو اور حضرت شیخ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ مولانا ناصر الدین رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ مولانا صلاح الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مقام پر بیٹھے ہوئے تھے اصحاب آپ کے گرداگرد بیٹھے تھے۔ اتنے میں تین آدمی آئے ایک آدمی دائرہ میں دیکھ کر بیٹھ گیا دوسرے کو اس دائرہ میں جگہ نہ ملی۔ وہ پیچھے بیٹھ گیا۔ تیسرا منہ پھیر کر چل دیا۔ اس واقعہ کو کچھ دیر نہ گزری تھی کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا: یا رسول اللہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو شخص آ کر دائرہ میں بیٹھ گیا اس سے ہمیں بھی شرم آئی قیامت کے دِن ان کو رُسوائی نہ ہو گی۔ اور جو منہ پھیر کر چل دیا۔ ہم نے اس کے لیے اپنی رحمت سے منہ پھیر لیا۔

قاضی حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ آنے والے کی نسبت پوچھنے لگے کہ اسے کیا کرنا چاہیے۔ حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مطلب یہ ہے کہ آنے والے کو جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جانا چاہیے کیونکہ آنے والے کی وہی جگہ ہے۔ لیکن دائرہ کے اندر بیٹھنے کی کوشش نہ کرے کیونکہ امام ابواللیث سمرقندی نے لکھا ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص مجلس میں آ کر درمیان میں بیٹھے وہ ملعون ہے۔

سیف زبانی

پھر ذکر پیر کے نفس کی نسبت ہوا حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پیر

کے نفس دو قسم کا ہے ایک نفس نیک دوسرا نفس بدٗ خدا نہ کرے کہ وہ کسی پر نفس بد کرے۔ پھر فرمایا: ایک مرتبہ دُعا گو حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت میں حاضر تھا۔ آپ فرمانے لگے کہ میں ایک روز حضرت شیخ عثمان ہارونی کی خدمت میں کھڑا ہوا تھا کہ شیخ برہان الدین رحمۃ اللہ علیہ نامی درویش جو میرا ہم فرقہ تھا ہمسایہ سے شکایت مند ہو کہ حضرت شیخ عثمان ہارونی کی خدمت میں آیا۔ آپؒ نے فرمایا: کیا بات ہے پریشان خاطر معلوم ہوتے ہو۔ انہوں نے آداب بجالا کر عرض کیا کہ ہمسایہ سے سخت تکلیف میں ہوں اس نے اپنے مکان پر زینہ بنایا ہے۔ میرے گھر کی بے پردگی ہوتی ہے شیخ برہان الدین رحمۃ اللہ علیہ اتنا ہی عرض کرنے پائے کہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہ تمہارے متعلق اس بات کو جانتا ہے کہ تمہارا تعلق ہمارے ساتھ ہے اُنہوں نے عرض کیا ہاں یہ سن کر حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سانس بھر کر فرمایا کہ وہ کوٹھے کے اوپر سے گر کر نہیں مرا۔ اس کی گردن نہیں ٹوٹی۔ شیخ برہان الدین رحمۃ اللہ علیہ کچھ دیر بعد آداب بجالا کر واپس ہو گئے اپنے محلہ کے قریب پہنچ کر لوگوں کی زُبانی سنا کہ وہ ظالم ہمسایہ کوٹھے کے اوپر سے گر کر ہلاک ہو گیا۔

خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت

اس موقع پر یہ بھی فرمایا کہ ایک دفعہ میں اجمیر میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ راجہ پرتھوی راج اس فکر میں تھا اور اکثر کہا کرتا تھا کہ یہ درویش یہاں سے چلا جائے تو اچھا ہے۔ یہ خبر حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ بزرگ کے گوش مبارک تک پہنچی۔ اس وقت حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے درویش حالت سکر میں تھے حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ ہم نے رائے پتھورا کو زندہ مسلمانوں کے ہاتھ گرفتار کرا دیا۔ اس بات کو تھوڑے ہی دِن گزرے تھے کہ شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ نے راجہ پر حملہ کر کے زندہ گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد فرمایا یہ بات جاننے اور یاد رکھنے کی ہے کہ درویش کے ایک کلمہ میں آگ ہے دوسرے میں پانی۔

نذرانہ قبول کرنے سے نفرت

ابھی یہی ذکر ہو رہا تھا کہ ملک اِختیار الدین رحمۃ اللہ علیہ حاکم پرگنہ حاضر ہو کر آداب بجا

لایا اور کچھ نقد بطور نذر حضرت قطب الاقطب رحمۃ اللہ علیہ کے حضور میں پیش کیا۔ اس وقت حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ کے حضور میں اور لوگ بھی حاضر تھے۔ حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہمارے بزرگوں کی یہ رسم نہیں ہے کہ کسی سے کچھ لیں۔ چیز اسے دینی چاہیے جو اس کا مالک ہو۔ اس کے طالب بہت ہیں۔ اس وقت حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ بوریئے پر تشریف فرما تھے آپ نے بوریئے کا کونہ اُٹھا کر ملک اختیار الدین رحمۃ اللہ علیہ اور حاضرین سے فرمایا:

دیکھو بوریئے کے نیچے خزانے بہہ رہے تھے حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جس کے پاس خدا کے خزانے اس قدر ہوں وہ تمہارے مال کی طرف نظر اُٹھا کر کیوں دیکھے۔ جاؤ اسے واپس لے جاؤ اور شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ سے کہہ دو کہ آئندہ ایسی گستاخی نہ کرنا ورنہ نقصان اُٹھائے گا۔

بادشاہی پیشین گوئی

پھر حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ ایک دفعہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ شیخ اوحد کرمانی شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اور دُعا گو ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے۔ اولیائے متقدین کا ذکر تھا کہ اِتنے میں سلطان شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ نور اللہ مرقدہ اس طرف سے پیالہ ہاتھ میں لیے ہوئے گزرے اس وقت ان کی عمر ۱۲ سال ہو گی اس لڑکے پر سب بزرگوں کی نظر پڑی۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک لمبا سانس لے کر فرمایا کہ یہ لڑکا دہلی کا بادشاہ ہوگا اور بادشاہ ہونے سے پہلے نہ مرے گا۔ یہ کہہ کر حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ لوگوں کا سامنا کیا چیز ہے۔

اگر مرید سے لغزش ہو جائے

اس کے بعد بیعت کا ذکر ہونے لگا۔ حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص بیعت سے پھر جائے اس کی توہین یا کوئی لغزش ہو جائے تو اس کی بیعت کی تجدید کرنی چاہیے جب تک وہ دوبارہ پیر سے بیعت نہ کرے گا۔ بیعت درست نہ ہو گی۔ یہ فرما کر حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مناسب حال یہ حکایت بیان فرمائی کہ شیخ

الاسلام برہان الملۃ والدین نے روضہ میں بروایت حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے میں نے لکھا دیکھا ہے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ سے پہلے حضرت عثمان غنی رضی اللہ کو سفیر بنا کر اہلِ مکہ کے پاس بھیجا۔ دشمنوں نے یہ خبر اُڑا دی کہ عثمانِ غنی شہید کر دیئے۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ خبر سنی تو صحابہ کو طلب کر کے فرمایا: جاؤ جدید بیعت کرو تاکہ ہم سب مل کر مکہ والوں پر چڑھائی کریں اس وقت آپ ایک درخت کے مسند سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ آپ نے صحابہ کرام سے تازہ بیعت لی۔ اس بیعت کو بیعت رضوان کہتے ہیں۔ صحابہ کرام میں ایک صحابی کا نام ابن اکوع تھا حاضر خدمتِ اقدس ہو کر از سرِنو بیعت کی۔ آپ نے فرمایا: تو نے بیعت کی تھی عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ میں جا رہا ہوں اس لیے تجدید بیعت کے لیے حاضر ہوا ہوں حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس روایت میں تجدید بیعت کا ثبوت موجود ہے۔ اس عاجز نے عرض کیا کہ اگر اس وقت پیر موجود نہ ہو تو کیا کیا جائے؟ فرمایا کہ اس کا کپڑا ہی آگے رکھ لے اور بیت کر لے اور فرمایا عجب نہیں شیخ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی طرح بیعت کرتے ہوں۔ اسی سبب سے دُعاگو بھی اسی طرح بیعت کرتا ہے۔

مرید کا حسنِ اعتقاد

اس کے بعد مریدوں کے حسنِ اعتقاد کا بیان شروع ہو گیا حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک درویش کسی تہمت کی بنا پر بغداد میں گرفتار ہو گیا۔ قتل گاہ پر لایا گیا۔ خلیفہ کا حکم تھا کہ مجرم کو قبلہ رو کھڑا کر کے گردن ماری جائے۔ جس وقت جلاد نے تلوار اٹھائی فوراً اس کی نظر پیر کی قبر پر جا پڑی۔ اس درویش نے فی الفور قبلہ کی طرف پشت کر کے اپنے پیر کی قبر کی طرف منہ پھیر لیا۔ جلاد نے پوچھا کہ تو نے قبلہ کی طرف سے منہ کیوں پھیرا اس نے جواب دیا کہ میں نے اپنے قبلہ کی طرف سے منہ پھیر لیا ہے تو اپنا کام کر تجھے حجت کرنے سے کیا غرض ابھی یہ بات ہو رہی تھی کہ حاکم کا حکم آیا کہ اس ملزم کو فوراً رہا کر دو۔ یہ حکایت بیان فرما کر حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور فرمایا دیکھو سچا عقیدہ یہ چیز ہے کہ اس کی بدولت وہ درویش قتل ہونے سے بچ گئے۔

ادب پیرومرشد

پھر فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اپنے چاروں یاروں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ سلوک کی تعلیم دے رہے تھے جس وقت حضرت خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ داہنی طرف بیٹھے فوراً کھڑے ہوجاتے حاضرین متعجب تھے کسی کو دم مارنے کی مجال نہ تھی۔ آپ نے کئی بار ایسا ہی کیا۔ الغرض جب سب لوگ چلے گئے تو حضرت کے خادم خاص نے عرض کیا کہ آپ داہنی طرف دیکھ کر قیام کیوں فرماتے تھے؟ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس طرف میرے شیخ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر مبارک تھی جب میری نظر اس پر پڑتی تھی تو مجھ پر قیام کرنا فرض ہوجاتا تھا اس لیے میں اس طرف قیام کرتا تھا۔

حضرت قطب الاقطاب نے فرمایا کہ مرید کو چاہیے کہ اپنے پیر کو حاضر و غائب یکساں تصور کرتے جس طرح حالت حیات میں اپنے پیر کا ادب واحترام کرتا تھا ویسا ہی ادب واحترام وفات کے بعد بھی کرے۔ بلکہ اس سے زیادہ۔

اس کے بعد فرمایا ایک دفعہ میں اور قاضی حمید الدین ایک شہر میں پہنچے وہاں ہم نے بارہ آدمی دیکھے جو عالم تحیر میں آنکھیں کھولے کھڑے تھے مگر انہیں کسی بات کا ہوش نہ تھا۔ رات دن استغراقی حالت طاری رہتی تھی۔ نماز کے وقت انہیں ہوش آجاتا تھا نماز کے بعد پھر وہی کیفیت ہوجاتی تھی۔ حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بلاشبہ انبیاء کرام معصوم ہیں اور اولیاء اللہ محفوظ یہی سبب ہے کہ دن رات استغراق میں رہنے کے باوجود ان کی نماز قضا نہیں ہوتی۔

درویشوں کی خدمت

پھر فرمایا ایک دفعہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ سفر حج میں تھا حج بیت اللہ سے فارغ ہو کر ہم ایک شہر میں گئے وہاں ہم نے ایک بزرگ کو دیکھا جو غار میں کھڑا ہوا تھا دونوں آنکھیں آسمان کی طرف کھلی ہوئی ہیں وہ بزرگ سوکھ کر کانٹا ہوگئے تھا۔ ایسا معلوم ہوتا جیسے سوکھی لکڑی ہے۔ یہ حالت دیکھ کر شیخ نے میری طرف دیکھ کر فرمایا۔ اگر کہو تو

چند روز یہاں قیام کیا جائے۔ میں نے آداب بجالا کر عرض کیا۔ بہت خوب الغرض ہم دونوں ایک مہینہ تک اس بزرگ کی خدمت میں رہے اس عرصہ میں وہ بزرگ صرف ایک دِن ہوش میں آیا۔ ہم نے کھڑے ہو کر سلام کیا۔ سلام کا جواب دیتے ہوئے اس بزرگ نے کہا۔ دوستو تم نے بڑی تکلیف اٹھائی لیکن تمہاری اس تکلیف کی مکافات ضرور ہو گی کیونکہ جو درویشوں کی خدمت کرتا ہے اسے ضرور بلند مرتبہ ملتا ہے اس گفتگو کے بعد اس بزرگ نے ہم سے کہا: بیٹھ جاؤ ہم بیٹھ گئے اور انہوں نے باتیں کرنی شروع کیں کہنے لگے کہ میں شیخ محمد اسلم طوسی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزندوں میں سے ہوں۔ تیس برس سے عالم تحیر میں مستغرق ہوں۔ نہ دِن کو دِن جانتا ہوں نہ رات کو رات۔ آج خدا تعالیٰ نے تمہارے سبب سے مجھے ہوش عطا فرمایا۔ اے عزیزو! اب تم لوٹ جاؤ خدا تعالیٰ تمہاری اس تکلیف کا بہترین اجر عطا فرمائے گا لیکن ایک بات اس درویش کی یاد رکھنا چونکہ تم نے بساط طریقت پہ قدم رکھا ہے دُنیا او ہوائے نفسانی کی طرف کبھی خواہش نہ کرنا اور خلقت سے ہمیشہ عزلت (کنارہ کشی) اور جو چیز تمہارے پاس تحفہ آئے یا میسر ہو اسے ہوا سے اپنے پاس نہ رکھنا۔ راہ خدا میں دے دینا اور خدا کے سوا غیر سے مشغول نہ ہونا۔ یہ نصیحت فرما کر وہ بزرگ پھر عالم تحیر میں مستغرق ہو گئے۔ ہم وہاں سے چلے آئے یہ باتیں بیان فرمانے کے بعد حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ عالم سکر میں مشغول ہو گئے۔ یہ دُعا گو وہاں سے واپس آ کر اپنے مقام پر مشغول ہو گیا۔

تیسری مجلس

بروز شنبہ ماہِ شوال ۵۸۴ ہجری دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ اس وقت چند درویش حاضر محفلِ اقدس تھے سلوک کا ذکر ہو رہا تھا کہ اولیائے طریقت اور مشائخ کبار اور اس کے راہ چلنے والے ادائے درجات سلوک میں ایک طریق پر نہیں ہیں بلکہ مختلف طریقوں پر ہیں جہاں تک کہ سلوک کے ۱۵۵ مرتبے مقرر کیے گئے ہیں طبقہ جنیدیہ نے ۱۰۰ درجے طبقہ بصریہ نے اسی اور طائفہ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ طبقہ ابراہیم اور بشرانی نے پچپن اور طبقہ خواجہ بایزید اور عبداللہ بن مبارک اور سفیان ثوری نے پینتالیس اور خواجہ سمنون محبِ اللہ اور خواجہ مرعشی نے انتیس درجے مگر طبقہ خواجگان چشت نے ۱۵ مرتبے رکھے ہیں۔

درجات سلوک

اس کے بعد فرمایا کہ ہر ایک با اہلِ طبقہ نے مراتب سلوک مقرر کر کے ان کی مثالیں قائم ہیں چنانچہ اوّل طبقہ اہلِ سلوک نے ایک سو اسی مقرر کیے ہیں ان میں نمبر ۸۰ کا مرتبہ کشف کرامت کا ہے سالک کو چاہیے کہ جب اس مرتبہ کو پہنچے تو کشف و کرامات میں مبتلا نہ ہو بلکہ اپنے آپ کو کشف و کرامات سے بچائے رکھے ورنہ آگے ترقی نہ کر سکے گا۔ ہاں جب سو مرتبے اور طے ہو جائیں تو پھر کوئی مضائقہ نہیں لیکن مرد کامل وہی ہے جو آخری مرتبہ پر پہنچنے کے بعد بھی کشف کرامات کے درپے نہ ہو۔

طبقہ جنیدیہ نے جو سو مرتبے رکھے ہیں اس کے ہاں مرتبہ نمبر ۷۰ کشف و کرامت کا ہے اگر سالک اس میں مشغول ہو جائے گا تو سو کے مرتبہ تک نہ پہنچ سکے گا۔ طبقہ بصریہ میں اسی مرتبے ہیں اور بیسواں مرتبہ کشف و کرامات کا ہے اگر سالک اس میں مبتلا ہو گیا تو بقیہ مراتب

سے محروم رہ جائے گا۔ بعض مشائخ جنہوں نے اس مقام پر آ کر کشف وکرامت کو ظاہر کیا ہے وہ اسی مرتبہ پر رہ گئے آگئے رسائی نہ ہوسکی وہ اپنے آپ کو کامل نہ بنا سکے جو مشائخ کامل الحال ہیں وہ کشف وکرامات سے ایک بات بھی زبان سے نہیں نکالتے اگر ذرا سی بات بھی زبان سے نکالیں تو فوراً وہی ہو جائے لیکن چونکہ نفوس اولیاء میں تفاوت ہوتا ہے اسی سبب سے شروع ہی سے کشف وکرامات میں پڑ جاتے ہیں اور دیگر مراتب کو ہاتھ سے کھو بیٹھتے ہیں۔

طبقہ امامان شریعت میں تیس مرتبے ہیں بیسواں مرتبہ کشف وکرامات کا ہے جب تک پورے مرتبہ کو نہیں پہنچتے ظاہر نہیں کرتے اور طبقہ شاہ شجاع کرمانی رحمۃ اللہ علیہ اور سمنون محب اللہ اور خواجہ محمد مرتعشی رحمۃ اللہ علیہ میں بیس مرتبے ہیں اور دسواں مرتبہ کشف وکرامات کا ہے پس جو سالک اس مرتبہ میں کشف کرے گا وہ ہرگز دوسرے مرتبوں کو نہ پہنچ سکے گا۔ طبقہ خواجگان چشت میں ۱۵ مرتبے ہیں اور پانچواں مرتبہ کشف وکرامات کا ہے۔

اگر کوئی سالک اس مقام پر پہنچ کر اپنے کو ظاہر کرے گا باقی دس مرتبے اس سے رہ جائیں گے مرد کامل وہی ہے جو پندرہویں مقام پر پہنچنے کے بعد بھی اپنے آپ کو ظاہر نہ کرے حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھوں میں یہ فوائد بیان کر کے آنسو بھر آئے رونے لگے اور میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ دائرہ محمدیہ میں ایسے مرد ہیں جو مرتبہ سلوک سے گزر کر سو ۱۰۰ درجے ہزار آگے ہیں اور ایک ذرہ برابر بھی کشف اسرار نہیں کرتے۔ وہ نہیں جانتے ہم کون ہیں۔ کیا ہیں؟ اے فرید! جب آدمی دسویں مرتبہ سلوک سے گزر کر آگے قدم بڑھاتا ہے تو عالم تحیر میں آجاتا ہے اس عالم میں آنے کے بعد فراق وصل سے تبدیل ہو جاتا ہے۔ یہ فوائد بیان فرما کر حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ عالم تحیر میں مشغول ہو گئے اور یہ دُعا گو اپنی جگہ پر آ کر مشغول ہو گیا۔

چوتھی مجلس

بروز شنبہ ماہ ذیقعدہ ۵۸۴ سعادت پابوسی حاصل ہوئی مولانا علاؤالدین کرمانی رحمۃ اللہ علیہ شیخ محمود موئنہ دوز رحمۃ اللہ علیہ حاضر خدمت تھے۔ درویشوں کی تکبیر کہنے کا ذکر ہو رہا تھا کہ جس گلی اور کوچہ میں جاتے ہیں۔ تکبیر کہتے ہیں۔ درویش یہ تکبیر کیوں کہتے ہیں؟

درویشوں کی تکبیر

حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس طرح تکبیر کہتے پھرنا کہیں منقول نہیں کی ہر جگہ تکبیر کہتے پھریں تکبیر محل شکر ہے جب آدمی کو کوئی نعمت دین یا دُنیا کی ملے تو زیادتی نعمت کے لیے تکبیر کہنا روا ہے ہر جگہ تکبیر کہتے پھرنا روا نہیں۔ حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تکبیر بھی حمد کے معنوں میں ہے۔

اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ میں بغداد میں حضرت شیخ شہاب الدین سہروری رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضر تھا۔ کئی روز تک ان کے ساتھ افطار میں شامل رہا۔ میں نے ان کی مشغولیت عجیب دیکھی۔ میں نے اپنے عالم سیاحت میں حضرت شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ جیسا کوئی آدمی مشغول نہیں دیکھا۔ ایک روز کا ذکر ہے ایک فقیر خرقہ پوش ان کی خدمت میں آیا۔ سلام کیا اور اس نے ہاتھ پکڑ کر فی الفور تکبیر کہی حضرت شیخ صاحب کو درویش کا یہ طرز پسند نہ آیا اور انہوں نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک روز حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے اردگرد صحابہ کرام بیٹھے ہوئے تھے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی طرف منہ پھیر کر فرمایا۔ مجھے اُمید ہے کہ قیامت کے دِن تمہیں بہشت کی چوتھائی ملے گی اور تین حصے بقیہ دوسری اُمتوں کو یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق اور دیگر اصحاب نے ازیاد نعمت کے

لیے تکبیر کہی۔ دوسری مرتبہ فرمایا کہ ایک تہائی تمہیں ملے گی اور دو تہائی دوسری امتوں کو یہ سن کر حضرت عمر فاروق اور مولا علی اور دوسرے اصحاب کھڑے ہو کر تکبیر کہنے لگے۔ تیسری مرتبہ آپ نے فرمایا کہ آدھی جنت تمہیں ملے گی اور آدھی دوسری اُمتوں کو یہ سن کر حضرت عثمان غنی اور مولا علی اور دوسرے صحابہ نے اُٹھ کر نعرہ تکبیر بلند کیا۔ چوتھی مرتبہ حضور نے فرمایا کہ اوّل میری اُمت بہشت میں جائے گی۔ اس کے بعد اور اُمت کے لوگ جائیں گے۔ حضرت مولا علی اور سب اصحاب مل کر تکبیر کہنے لگے۔ حضرت شیخ شہاب الدین نے یہ حکایت بیان کر کے فرمایا کہ چار تکبیر جو درویش کہا کرتے ہیں اِن میں سے ایک اِنہی معنوں میں ہے لیکن ہر محل پر تکبیر کہنا درست نہیں۔

پیر کی اطاعت

پھر اس بات کا ذکر آیا کہ اگر مرید نفل نماز پڑھتا ہو اور پیر اس کو آواز دے تو اسے کیا کرنا چاہیے۔ نماز نفل توڑ کر جواب دے یا نہ دے؟ حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ نے زبان مبارک سے ارشاد فرمایا بہتر یہ ہے کہ نماز نفل ترک کر کے جواب دے اس میں ثواب زیادہ ہے حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ میں ایک مرتبہ نماز نفل میں مشغول تھا حضرت شیخ خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے پکارا میں نے فوراً نیت توڑ دی۔ حاضر خدمت ہوا۔ پوچھا تم کیا کر رہے تھے میں نے عرض کیا کہ نفل پڑھ رہا تھا۔ میں نے آپ کی آواز سن کر نیت توڑ دی حضرت پیر دستگیر نے فرمایا بہت اچھا کیا۔ یہ نماز نفل سے زیادہ افضل ہے کیونکہ پیر کے کام میں مستعد اور مشغول ہونا عین دین کے کاموں میں مشغولیت ہے۔

اِعتقاد کا اِمتحان

پھر فرمانے لگے کہ ایک روز میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا دوسرے درویش بھی حاضر خدمت تھے اولیاء اللہ کا ذکر ہو رہا تھا۔ اتنے میں ایک شخص نے حاضر خدمت ہو کر بیعت کے لیے پابوسی کی حضرت خواجہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو بٹھا لیا۔ اس آدمی نے عرض کیا: حضرت میں آپ سے مرید ہونے آیا ہوں آپ نے فرمایا ایک شرط ہے اگر بجا لاؤ تو مرید کر لوں گا جو کچھ میں کہوں وہ تمہیں کرنا ہو گا طلب صادق تھی۔

عرض کیا مجھے منظور ہے حضرت خواجہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بتا تو کلمہ کس طرح پڑھتا ہے اس نے کلمہ پڑھ کر سنایا لا الہ الا اللہ چشتی رسول اللہ وہ شخص راسخ العقیدہ تھا اس نے اسی طرح کلمہ پڑھ لیا حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بیعت کے لیے ہاتھ بڑھایا سعادت بیعت سے شرف اندوز ہو گیا۔ حضرت خواجہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو بہت کچھ نعمت عطا فرمائی فرمایا کہ میں نے تو فقط تیرا امتحان لیا تھا۔ تجھے مجھ سے کس قدر عقیدت ہے میرا یہ قصد نہ تھا کہ تو کلمہ اسی طرح پڑھا کرے میں کون اور کیا چیز ہوں میں حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں کا ادنیٰ ترین غلام ہوں اس بات سے معلوم ہو گیا کہ تیری عقیدت سچی ہے تو آج سے میرا مرید صادق ہے مرید کو ایسا ہی ہونا چاہیے اپنے پیر کی خدمت صادق اور راسخ ہو۔

توبہ کرنے کے بعد

اس کے بعد یہ ذکر ہونے لگا کہ جب آدمی توبہ کرلے تو پھر ان حریفوں میں جا کر نہ بیٹھے جن کی صحبت سے اس نے توبہ کی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ان لوگوں سے میل جول کی وجہ سے پھر کہیں گناہ میں مبتلا ہو جائے۔ آدمی کے لیے صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے افعال بد سے توبہ کرنے کے بعد اس قسم کے افعال میں مرتکب لوگوں سے بچے رہنا نہایت ضروری ہے۔ اسی موقع پر حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ جب خواجہ حمید الدین نائب ہوئے ان کے بارہ ہم نشین ان کے پاس آئے اور ان پر زور دیا آؤ پرانا شغل کریں خواجہ حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں دھتکارتے ہوئے فرمایا: جاؤ اپنا راستہ لو۔ مجھ سے بات نہ کرو میں سب بری باتوں سے توبہ کر چکا ہوں اور اپنے ازار بند کو ایسا کسا کہ وہ قیامت کے بعد حورانِ بہشت سے خلوت میں بھی نہ کھولیں گے۔

آداب مجلس طعام

یہ ذکر ہو ہی رہا تھا کہ کھانا آ گیا۔ حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے درویش کھانے میں مشغول ہو گئے اتنے میں حضرت شیخ نظام الدین ابوالموید رحمۃ اللہ علیہ نے حاضر ہو کر سلام کیا۔ حضرت قطب الاقطاب نے ان کے سلام کا جواب دیا نہ ان کی طرف التفات فرمایا کھانے سے فراغت کے بعد حضرت نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا

حضرت آپ کھانا کھا رہے تھے میں نے سلام کیا تھا مگر آپ نے جواب کیوں نہیں دیا۔ حضرت قطب الاقطاب نے جواب دیا کہ ہم اطاعت الٰہی میں تھے جواب کیسے دیتے۔ درویشوں کا کھانا محض قوت عبادت کے لیے ہوتا ہے اور یہی ان کی نیت ہوتی ہے۔ کھانا کھانا گویا ان کی عبادت ہے پس جب وہ اطاعت وعبادت میں مشغول ہیں تو ان کو اس حالت میں جواب دینا اور انہیں آنے والوں کو چاہیے کہ سلام کہہ کر بیٹھ جائے اور کھانے میں شریک ہو اور کھانے سے فارغ ہو کر دوبارہ سلام کہہ کر بیٹھ جائے اور کھانے میں شریک ہو اور کھانے سے فارغ ہو کر دوبارہ سلام کرے۔ اس کے بعد حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حکایت بیان فرمائی ہے کہ ایک دفعہ شیخ ابوالقاسم نصیر آبادی جو حضرت شیخ ابوسعیدہ قدس سرہ کے پیر ومرشد تھے۔ اپنے دوستوں کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے اتنے میں امام الحرمین (حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے استاد آئے سلام کیا مگر) کسی نے انکی طرف التفات نہ کیا۔ یہ بات نہیں ناگوار محسوس ہوئی کھانے سے فراغت کے بعد امام الحرمین نے کہا کہ میں نے آپ لوگوں کو سلام کیا مگر کسی نے جواب نہ دیا یہ کیا بات ہے۔ حضرت شیخ ابوالقاسم نے فرمایا کہ ادب یہی کہ جو شخص جماعت میں آئے اور وہ جماعت کھانے میں مشغول ہو تو وہ سلام کر کے بیٹھ جائے اور کھانے سے فراغت کے بعد دوبارہ سلام کرے۔ امام الحرمین بولے یہ بات تم نے کہاں سے اخذ کی عقل سے یا نقل سے حضرت شیخ نے جواب دیا: عقل سے کیوں کہ جب درویشوں کا کھانا محض قوت عبادت کے لیے ہوتا ہے اور یہی ان کی نیت ہوتی ہے تو وہ کھانا کھاتے ہوئے بھی عین طاعتِ الٰہی میں ہوتے ہیں پس ایسی حالت میں جب کہ وہ طاعت میں مشغول ہوں سلام کا جواب کیونکر دے سکتے ہیں۔

اس کے بعد حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ عالم سکر میں مشغول ہو گئے۔ دعا گو اپنے مقام پر واپس آ کر مشغول ہو گیا۔

پانچویں مجلس

حج

ذی الحجہ ۵۸۴ میں دولت وسعادت پابوسی نصیب ہوئی۔ حج کا ذکر چھڑ گیا قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ' مولانا علاؤ الدین کرمانی رحمۃ اللہ علیہ۔ سیّد نور الدین مبارک غزنوی رحمۃ اللہ علیہ سیّد شریف الدین محمود موئنہ دوز رحمۃ اللہ علیہ مولانا فقیہ خداداد رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات تشریف فرماتھے۔ یہ سب حضرات مصری کامل تھے عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک کوئی چیز ان کے درمیان حائل نہ تھی۔ بڑے بڑے صاحب کشف وکرامات تھے۔ خانہ کعبہ کے مسافروں کا ذکر ہونے لگا۔ حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو اللہ کے خاص بندے ہیں۔ جب وہ اپنے مقام پر ہوتے ہیں تو خانہ کعبہ کو حکم دیا جاتا ہے کہ ان کے گرد طواف کرے۔ یہ فرماتے آپ اور سب حاضرین کھڑے ہوگئے اور عالم تحیر میں ایسے مشغول ہو گئے کہ اپنے آپ کی خبر نہ رہی۔ یہ دُعا گو بھی عالم تحیر میں مشغول تھا۔ پھر سب لوگوں نے اس طرح تکبیریں کہنی شروع کر دیں جس طرح طواف کعبہ کے وقت کہا کرتے ہیں غرض یہ ہے کہ سب لوگ تکبیریں کہہ رہے تھے ہر ایک کے اعضائے جسم سے خون ٹپک رہا تھا۔ جو قطرہ زمین پر گرتا تھا اس سے تکبیر کا نقش بہتا چلا جاتا تھا۔ بڑی دیر کے بعد جب ہم ہوشیار ہوئے تو ہم نے کعبہ کو اپنے آگے دیکھا چنانچہ ہم نے اس کا وہی ادب وتعظیم کیا جو ہونا چاہیے۔ اس کے بعد ہم نے چار بار طواف کیا۔ غیب سے ندا آئی۔

اے دوستو! ہم نے تمہارا حج اور نماز قبول کی اور ان لوگوں کی بھی جو تمہاری پیروی کریں تمہارے قدم پر چلیں۔

گھر بیٹھے طواف کعبہ

پھر فرمانے لگے کہ شیخ الاسلام حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ ہر سال زیارت خانہ کعبہ کے لیے جایا کرتے تھے جب ان کو درجہ کمال حاصل ہو گیا تو حاجیوں کا بیان ہے کہ ہم نے خواجہ صاحب کو خانہ کعبہ کا طوف کرتے دیکھا حالانکہ حضرت خواجہ اجمیر شریف میں معتکف ہوتے تھے اس کے بعد یہ بات معلوم ہوئی کہ پیر دستگیر ہر شب خانہ کعبہ کے طواف کو جایا کرتے ہیں اور رات بھر وہیں رہتے ہیں اور صبح فجر سے پہلے واپس تشریف لا کر نماز با جماعت ادا فرماتے ہیں۔ حضرت قطب الاقطاب نے فرمایا کہ میں نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا اور انہوں نے حضرت خواجہ عثمان ہارونی سے وہ فرمایا کرتے تھے کہ جب حضرت خواجہ مودود چشتی کو خانہ کعبہ کی زیارت کا اشتیاق غالب ہوتا فرشتوں کو حکم ہوتا تھا کہ خانہ کعبہ کو چشت پہنچا دیں۔ فرشتے خانہ کعبہ کو حضرت خواجہ کے سامنے پہنچا دیتے حضرت خواجہ مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ خانہ کعبہ کو دیکھ کر طواف کرتے اور نماز پڑھتے طواف اور نماز کے بعد فرشتے خانہ کعبہ کو اس کی جگہ پہنچا دیتے تھے۔

پھر فرمایا کہ حضرت خواجہ حذیفہ مرعشی قدس سرہ نے ستر برس تک گھر سے باہر تک قدم نہیں نکالا لیکن حجاج اور مشائخ کا بیان ہے کہ ہم نے خواجہ صاحب کو خانہ کعبہ میں طواف کرتے دیکھا کوئی کہتا ہم نے خواجہ صاحب کو بیت المقدس میں دیکھا۔

قرآن یاد کرنے کا طریقہ

اس کے بعد قرآن مجید یاد کرنے کا ذکر ہونے لگا۔ حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے ابتداء میں قرآنِ مجید حفظ نہیں ہوتا جس کی وجہ سے متردد تھا۔ ایک روز میں نے جنابِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ میں نے اپنی آنکھیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پائے اقدس پر ملیں رونا شروع کیا۔ عرض کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں قرآن شریف حفظ کرنا چاہتا ہوں مگر حفظ نہیں ہوتا حضور مجھے حافظہ عطا ہوتا کہ قرآن شریف حفظ کر لوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری گریہ زری پر شفقت فرمائی فرمایا سر اُٹھا۔ پھر فرمایا: اچھا سورۂ یوسف یاد کر لے خدا چاہے تجھے قرآن یاد ہو جائے گا۔ خواب سے

بیدار ہو کر بموجب فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سورۂ یوسف یاد کرنی شروع کی۔ سورۂ یوسف یاد ہوتے ہی مجھے سارا قرآن شریف حفظ یاد ہو گیا۔

حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص قرآن شریف حفظ کرنا چاہے تو اسے چاہیے کہ پہلے سورۂ یوسف حفظ کرلے تو قرآنِ مجید حفظ ہو جائے گا۔ اس کے بعد فرمایا کہ میں نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے سنا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ ابو یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی قرآنِ مجید یاد نہ ہوتا تھا وہ بھی متردد تھے ایک رات انہوں نے اپنے پیر کو خواب میں دیکھا وہ فرمانے لگے کیا بات ہے کس بات کا تردد ہے عرض کیا قرآنِ مجید یاد نہیں ہوتا۔ انہوں نے فرمایا ۱۰۰ بار سورۂ اخلاص قرآنِ مجید حفظ ہو جانے کی نیت سے پڑھا کہ اللہ تعالیٰ قرآنِ مجید یاد کرا دے گا اور فرمایا جو شخص سو ۱۰۰ بار سورۂ اخلاص اسی نیت سے پڑھے گا اسے بھی قرآنِ مجید حفظ ہو جائے گا۔ خواب سے بیدار ہو کر میں حسب ارشاد پیر و مرشد سورۂ اخلاص پڑھنی شروع کی حق تعالیٰ کے فضل و کرم سے سارا قرآن شریف یاد ہو گیا۔ اور آخر عمر میں یہاں تک نوبت پہنچی کہ حضرت خواجہ ابو یوسف دِن رات میں پانچ قرآن شریف ختم کر لیا کرتے تھے۔

یہ فوائد ارشاد فرمانے کے بعد حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ عالم تحیر میں مشغول ہو گئے۔ دُعا گو اپنی جگہ واپس آ کر مشغول ہو گیا۔

چھٹی مجلس

حوض شمسی

بروز جمعہ دولت وسعادت قدم بوسی حاصل ہوئی۔ حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں درویش باصفا موجود تھے۔ حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شمس الدین التمش رحمۃ اللہ علیہ کو حوض بنانے کے ضرورت تھی وہ ارکان دولت کے ساتھ عمدہ جگہ کی تلاش میں تھا۔ تلاش کرتے کرتے اسے وہ جگہ پسند آئی جہاں حوض شمسی واقع ہے واپس آ گیا۔ سلطان شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ واصلان حق میں تھارات کو مصلی پر سویا ہوا تھا خواب میں دیکھا کہ حوض کے چبوترہ کے پاس جہاں اب چبوترہ موجود ہے ایک نہایت حسین وجمیل سروقد گھوڑے پر سوار ہے اور چند آدمی اس کے ساتھ ہیں۔ اس نوجوان سوار نے سلطان شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے روبرو بلا کر کہا۔ کہو کیا نیت ہے۔ سلطان نے عرض کیا کہ میں اِس جگہ حوض تعمیر کرنا چاہتا ہوں۔ یہ بات چیت ہو رہی تی کہ کسی شخص نے سلطان شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: اے شمس! یہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں ان سے اپنے مراد کی درخواست کرتا کہ بر آجائے اور تیرا مقصود جلد حاصل ہو۔ سلطان شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں سر رکھ کر مدعائے دلی ظاہر کیا۔ سلطان شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ نے سر اُٹھایا تو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھوڑے نے زمین پر لات ماری پانی جاری ہو گیا۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے شمس! اس جگہ حوض بنانا۔ یہاں سے اتنا شیریں پانی نکلے گزا کہ دوسری جگہ اتنا شیریں پانی دستیاب نہ ہوگا۔ خواب سے بیدار ہو کر گھوڑا دوڑاتا ہوا اس پر مقام پر پہنچا۔ واقعی اس جگہ سے جہاں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھوڑے نے لات ماری تھی اور جس کے سم کا نشان موجود تھا۔ پانی جاری تھا۔

سلطان شمس الدین نے وہ پانی پیا پانی پی کر کہنے لگا کہ اس سے زیادہ شیریں پانی آج تک میں نے نہیں پیا تھا۔ حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ شیرینی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک کی ہے۔ دوسرے وہاں بڑے اولیاء اللہ سوتے ہیں اور ابھی معلوم نہیں اور کون کون سوئے گا۔ فرما کر حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے فرمانے لگے مجھے اُمید ہے کہ میرا مسکن و مدفن بھی اسی حوض کے کنارے ہوگا۔

سلطان شمس الدین التمش رحمۃ اللہ علیہ کے حالات

اس کے بعد حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ سلطان شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ کے حالات بیان کرتے ہوئے فرمانے لگے کہ وہ بڑا ہی خوش اعتقاد تھا۔ رات بھر عبادت میں لگا رہتا تھا کسی شخص نے اسے رات کو سوتے نہیں دیکھا وہ رات بھر جاگتا رہتا تھا۔ عالم تحیر میں کھڑا رہتا تھا اگر کسی وقت ذرّا آنکھ لگ گئی تو فوراً بیدار ہو کر حضور کے مصلّی پر آجاتا نہ کسی خدمتگار کو جگاتا نہ کسی سے کام لیتا۔

سلطان موصوف رات کو گدڑی پہن کر شہر کا گشت لگایا کرتا تھا تاکہ کسی کو پتہ نہ چل سکے کون جا رہا ہے۔ سلطان کے ساتھ گشت شب میں ایک محرم راز ہمراہ ہوتا تھا۔ ایک تھیلی روپوں کی اس کے ساتھ میں ہوتی تھی۔ مسلمانوں کے گھروں میں جا کر ایک ایک کا حال پوچھنا اور ضرورت مندوں کی ضرورت پوری کرنا اس کا روزمرہ کا معمول تھا۔ شہر کے گشت سے فارغ ہو کر مسجدوں- بازاروں اور عبادت گاہوں میں جا کر درویشوں اور مسافروں کا حال دریافت کرتا اور ان کی حسب حاجت امداد کرتا تھا ان لوگوں کو خصوصی ہدایت تھی کہ اس بات کا کسی سے چرچا نہ کریں۔ دن کو سلطان موصوف دربار عالم منعقد کر کے حکم دیتا کہ ان مسلمانوں کو میرے سامنے پیش کرو جنھوں نے رات فاقہ گزاری ہو۔ سلطان موصوف ایسے لوگوں کو دربار میں بلا کر دریافت حال کے بعد ان کو روپیہ پیسہ عطا فرماتا تھا اور ان غریبوں مفلسوں کو قسم دے کر کہتا تھا کہ جس وقت تمہیں تنگدستی کا سامنا ہو یا کوئی شخص تم پر ظلم یا سختی کرے تم فوراً میرے پاس چلے آیا کرو۔ میں تمہیں خرچ دوں گا۔ میں تمہاری خدمت اور نگہداشت ہی کے لیے میں تخت پر بیٹھا ہوں۔

سلطان شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ نے محل کے دروازہ پر زنجیر عدل لٹکا رکھی تھی۔ مظلوم دادرسی کیلئے اس زنجیر کو ہلاتے سلطان اسی وقت باہر تشریف لاکر مظلوم کی دادرسی کرتے حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک شب سلطان موصوف میرے پاس آیا۔ آتے ہی میرے پاؤں پکڑ لیے۔ میں نے کہا: تو مجھے تکلیف دیتا ہے جو تیرا مقصد ہو بیان کر۔ سلطان نے عرض کیا کہ میری حاجت بس یہی کہ آپ نے ربّ العزت کی مہربانی سے یہ ملک مجھے دِلوا دیا۔ اِتنا خیال رکھیئے گا کہ قیامت کو جب ربّ العزت مجھ سے حساب کتاب لے گا تو آپ مجھے نہ بھول جایئے گا۔ میں نے کہا: بہت اچھا۔ اس کے بعد وہ رخصت ہو گئے۔ پھر فرمایا: میں ایک دفعہ بدایوں گیا ہوا تھا۔ سلطان شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ بھی اِتفاق سے وہاں موجود تھے۔ شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ چوگان بازی میں گیا ہوا تھا ایک بوڑھے اور ضعیف نحیف آدمی نے آکر سوال کیا سلطان نے اسے کچھ نہ دیا جب آگے بڑھا ایک نوجوان ہٹا کٹا سامنے کھڑا تھا۔ سلطان شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ نے تھیلی میں سے مٹھی بھر کر ان نوجوان کو روپے دیئے اور آگے کو روانہ ہو گیا۔ سلطان شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا: تم نے دیکھا اس بوڑھے نے مجھ سے سوال کیا تھا میں نے اسے کچھ نہیں دیا اور اس نوجوان کو میں نے بے مانگے بہت سے روپے دے دیئے تم سمجھ لو کہ میں اپنی خواہش سے دیتا تو اس بوڑھے سائل کو دیتا اس ہٹے کٹے نوجوان کو نہ دیتا وہ بوڑھا واقعی عطاء بخشش کے لائق تھا مگر یہاں تو بات ہی کچھ اور ہے جس کو خدا دیتا ہے مجھ سے دِلواتا ہے اور جسے دینا چاہتا کسی کی مجال نہیں کہ اسے کوئی ایک پائی بھی دے سکے۔

شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر

ملا اور صوفی کی چشمک

اس کے بعد حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ نے دہلی کے شیخ الاسلام اور شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر شروع فرمایا: آپ نے فرمایا کہ شیخ الاسلام نے حضرت شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ پر تہمت لگائی کہ امرد (بے ریش) لڑکوں سے محبت رکھتے

ہیں اور درویشی کا دعویٰ بھی کرتے ہیں یہ بات بڑھتے بڑھتے یہاں تک بڑھی کہ شیخ الاسلام نے ان کے خلاف اگلا دِن پیشی کے لیے مقرر کر دیا اور سلطان کو بھی حالات سے مطلع کر دیا۔

شیخ جلال الدین نے شیخ الاسلام کو کہلا بھیجا کہ اس معاملہ کے لیے تصفیہ کے لیے کوئی منصف ہونا چاہیے۔ انہوں نے جواب دیا: جس کو تم پسند کرو ہم اسے منصف بنانے کو تیار ہیں شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میرے خیال میں اس کام کے لیے حضرت مخدوم بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ زیادہ مناسب ہے شیخ الاسلام نے لکھا۔ کہ حضرت مخدوم صاحب دہلی سی دور دراز مقام پر رہتے ہیں۔ کل پیشی کے وقت تک وہ دہلی نہ پہنچ سکیں گے۔ شیخ جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر کیا: اطمینان رکھو کل پیشی کے وقت سے پہلے پہلے آ جائیں گے۔

غرض یہ کہ دوسرے دِن ایک بڑا بھاری مجمع اکٹھا ہو گیا۔ بڑے بڑے آئمہ اور مشائخ جمع ہو گئے یہ دُعا گو بھی حاضر کیا۔ سلطان شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ بھی۔ شیخ جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ آئے اور جوتیاں اُتارنے کی جگہ پر بیٹھ گئے۔ ہر چند سب لوگوں نے شیخ صاحب سے اِصرار کیا۔ سلطان نے بھی اصرار کیا کہ آپ اوپر بیٹھیں مگر انہوں نے اِس جگہ سے اٹھ کر کسی دوسری جگہ کو پسند نہ کیا فرمایا کہ میں اس وقت مدعا علیہ اور ملزم کی صورت میں ہوں میرے لیے یہیں بیٹھنا مناسب ہے۔

اس کے بعد ائمہ۔ مفتی صاحبان اور شیخ الاسلام نے حدیثیں اور روایتیں مناسب حال میں پڑھنی شروع کیں۔ شیخ جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ چپ چاپ سنتے رہے۔ تھوڑی دیر میں حضرت مخدوم بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف لے آئے تمام حاضرین حیران تھے دیکھو اس مقدمہ کا کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ حضرت مخدوم صاحب جوتیاں اُتارنے کی جگہ آ کر کھڑے ہو گئے اور شیخ جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ کی نعلین اُٹھا کر اپنی آنکھوں سے مل کر آستین میں رکھ لیں۔

سلطان شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ نے یہ نظارہ دیکھ کر بہ آواز بلند فرمایا: ہمیں شیخ جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ کی بزرگی معلوم ہو گئی۔ جب ایسا کامل شخص اور مقتدائے زمانہ اس شخص کی

نعلین بوسی کرتا ہے تو وہ خدا کے نزدیک نہ معلوم کس درجہ اور مرتبہ کا آدمی ہوگا۔ شیخ جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف دعویٰ سراسر اتہام اور بہتان ہے اور معافی چاہی۔ مجلس برخاست ہو گئی۔ اس کے بعد حضرت شیخ جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ اور مخدوم بہاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ یہ دونوں بزرگ جمنا کے کنارے آئے رات وہیں بسر کی صبح مخدوم بہاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ تو ملتان روانہ ہو گئے اور شیخ جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ دہلی چھوڑ کر جانب لکنوتی (بنگال) چلے گئے۔ وہیں ایک عرصہ کے بعد اِنتقال فرمایا: حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس بات کو تھوڑے ہی دِن ہوئے کہ شیخ الاسلام کے پیٹ میں درد اُٹھا وہیں ایڑیاں رگڑتے مر گیا۔

دُنیا حجابِ اَکبر ہے

اس کے بعد دُنیا کا ذکر ہونے لگا۔ حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زُبان مبارک سے فرمایا کہ بندہ کے لیے دُنیا سے زیادہ کوئی حجاب نہیں۔ جس قدر دُنیا میں مبتلا ہوجاتا ہے اسی قدر خدا سے دور اور جدا ہو جاتا ہے۔ حضرت قطب الاقطاب نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جس وقت دُنیا کی محبت کو یہاں بھیجا تمام فرشتے رو پڑے مگر شیطان خوش ہو کر کہنے لگا اچھا ہوا اولادِ آدم میں فتنہ تو پیدا ہوا۔ اس کی محبت کی وجہ سے بھائی بھائی کو مار ڈالے گا اور اپنوں میں محبت نہ رہے گی۔ شہر کے شہر اس کی محبت میں خراب اور ویران ہو جائیں گے۔ ایک دوسرے میں جدائی اور عداوت پیدا ہوگی اور آخر کار خود ہی ہلاک ہو جائیں گے مگر دُنیا برقرار رہے گی۔

الغرض اس دُنیا کی محبت کو شیطان نے سرآنکھوں پر رکھا بڑی تعظیم و تکریم کی۔ فرمانِ خداوندی ہوا۔ ''ابلیس تو نے دُنیا کی محبت کی حد سے زیادہ تعظیم کی!'' ابلیس نے کہا: میں نے اس لیے اس دُنیا کی تعظیم کی کہ جو کوئی اسے دوست رکھے گا وہ میرے دوستوں میں سے ہوگا۔ میں اس کو یار بنا کر فریب دوں گا اور مردار دُنیا میں اسے پھنسا کر تمام عبادات اور خیرات سے الگ رکھوں گا۔ پس جب دُنیا دار میرے پاس ہوگا جلد ہلاک ہوگا اور اس کا مال دوسروں کو نصیب ہو گا۔ حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے ہائے کیا مکار دُنیا ہے جو اس کے جال میں پھنسا وہ ہلاک ہی ہوا۔ اور پھر وہ ایسی ہی کی ایسی ہی رہی۔ پھر فرمایا: دُنیا سے سب لوگ

دوستی و محبت رکھتے ہیں مگر درویش اس پر لات مار چکے ہیں اسے اپنے پاس تک آنے نہیں دیتے حضرت قطب الاقطاب نے فرمایا کہ حضرت خواجہ ابو یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دینِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایسے بھی مرد ہیں کہ اگر ان کے پاس ہزار ہزار دُنیا آئے اور آکر عرض کرے اے خواجہ خواجگان! اگر تم مجھے قبول نہیں کرتے تو ایک ہی نظر دیکھ لو تو وہ کبھی بھی اس کی باتوں پر متوجہ نہ ہوں اور یہی کہیں خبردار اِدھر نہ آنا اور اگر اب کی مرتبہ یہاں آئی تو تو ہی جانے گی۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا: حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک روز بدصورت بڑھیا عورت کو دیکھا: پوچھا تو کون ہے۔ اُس نے کہا: میں دُنیا ہوں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تو نے کتنے خاوند کیے ہیں۔ دُنیا نے جواب دیا بے شمار۔ اگر شمار میں آسکیں تو بیان کروں آپ نے فرمایا تجھے کسی نے طلاق بھی دی۔ دُنیا نے جواب دیا نہیں کوئی مجھے کیا طلاق دیتا میں سب کو چٹ کر گئی۔ وہ مر گئے میں زندہ ہوں۔

یہ بیان فرمایا کہ قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ بہت روئے۔ فرمایا کہ درویشی میں راحت بہت ہے اور دُنیا کی آفتوں سے پناہ ہے لیکن بڑی سختی درویشی میں یہ ہے کہ فقیر کو کبھی رات فاقہ سے بھی کاٹنی پڑتی ہے مگر فقیر کے لیے وہ رات شبِ معراج ہے۔ اہلِ سلوک و تصوف کا قول ہے معراج الفقیر فی لیلہ الفاقہ جو رات فقر و فاقہ میں بسر ہوتی ہے وہ رات فقیر کے معراج کی ہوتی ہے۔ کوئی نعمت درویشی سے زیادہ نہیں ہے۔ درویشی میں مملکت درویش کے ہاتھ میں دے دی جاتی ہے اسے اِختیار ہے اپنی مملکت میں جس طرح چاہے تصرف کرنے۔ وہ اگر چاہے تو خود بھی کھا پی سکتا ہے۔ مگر بہتر یہی ہے کہ فقر و فاقہ سے وقت گزار دے تا کہ اس کا کام دوبالا ہو۔ اور اس کے مدارج میں ترقی حاصل ہو یہ فوائد بیان کرنے کے بعد حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ چشم پُر آب ہو کر عالم تحیر میں مشغول ہو گئے اور یہ دُعا گو اپنے مقام پر چلا آیا۔

ساتویں مجلس

ہر بُن مُو سے خون جاری

دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ اس مجلس میں قاضی حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ' مولانا شہاب الدین اوشی رحمۃ اللہ علیہ' محمود موئنہ دوز رحمۃ اللہ علیہ' خواجہ تاج الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ' مولانا فقیہ خدادار رحمۃ اللہ علیہ' سیّد نور الدین رحمۃ اللہ علیہ' مبارک غزنوی' سیّد شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ' مولانا شمس الدین ترک رحمۃ اللہ علیہ' مولانا علاؤ الدین کرمانی رحمۃ اللہ علیہ' قاضی عماد الدین رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا فخر الدین زاہد یہ سب صاحب کشف و کرامات حضرات صاحب حاضر تھے۔ سلوک کا ذکر ہو رہا تھا۔ حضرت قطب الاقطاب نے فرمایا کہ ایک دفعہ امام الحرمین اپنے دوستوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ امام الحرمین نے ذکر اللہ شروع کر دیا۔ ان کی موافقت میں سب بزرگ ذکر کرنے لگے اور یہاں تک ذکرِ الٰہی میں مشغول ہوئے کہ کسی کو کسی کی خبر نہ رہی پھر ان سب کے رونگٹے سے خون بہنا شروع ہو گیا۔ جو قطرہ خون کا زمین پر گرتا تھا اس سے نقش اللہ پیدا ہو جاتا تھا اور اس کے گرنے کی آواز سے لفظ اللہ مفہوم ہوتا تھا۔ اس حکایت کے بیان کرنے سے اس مجلس میں بھی سب بزرگوں پر ایک حالت طاری ہو گئی اور ایسے ذکر الٰہی میں مشغول ہوئے کہ بیہوش ہو گئے حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ رُباعی پڑھی:

ذکر خوش تو زہر ذہن می شنوم　　گرچہ بنا شد صنمے بنشانم
شرح غم توز خویشتن می شنوم　　تانام تو نئی نوید د من می شنوم

سب لوگ ذکر الٰہی میں ایسے مشغول ہوئے کہ ان کے ہر بن مو سے خون بہنے لگا جو قطرہ زمین پر گرتا تھا نقش سبحان اللہ بن جاتا تھا اور اس کے گزرنے کی آواز سے ذکر الٰہی مفہوم ہوتا تھا۔ جب اس ذکر سے فارغ ہو گئے۔ یہ دُعا گو اُٹھا اور آداب بجالایا۔ میری نیت وہاں سے

جانے کی تھی حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میرے اوپر پڑی آنکھوں میں آنسو بھر لائے میں سب کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ حضرت قطب ایسا ہی لکھا ہے کہ سفر آخرت کے وقت تم میرے پاس نہ ہوگے۔ پھر آپ نے سب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا میں اس درویش کی زیادتی نعمت کے لیے فاتحہ-اخلاص پڑھتا ہوں۔ سب نے ہاتھ اُٹھا کر اور دُعائے خیر کی۔

عطائے خدمت وسجادگی

اس وقت آپ کے پاس ایک مصلّیٰ تھا وہ مجھے عطا کیا اور ایک عصا بھی مرحمت فرمایا اور فرمایا دوگانہ شکر ادا کرو اور بٹھوکل چلے جانا۔ میں نے آپ کے حکم کے مطابق دوگانہ پڑھا اور مصلّیٰ پر بیٹھا۔ پھر خواجہ قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ نے میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں تمہاری امانت یعنی سجادہ-نعلین-دستار اور خرقہ قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ کو دے جاؤں گا۔ تم میری وفات کے ۴-۵ روز بعد آؤ گے اس امانت کو لے لیجیو۔ یہ کلمات آپ کی زبان مبارک سے نکلتے ہی مجلس میں شور ماتم برپا ہو گیا پھر سب نے حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ کے لیے دُعا کی۔ حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تم آزردہ کیوں ہوتے ہو۔ میں بھی آپ خواجہ شیخ الاسلام شیخ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ قدس سرہ کے وفات کے وقت حاضر نہ تھا اُنہوں نے بھی مجھے اس وقت خرقہ نہیں دیا تھا اسی سجادہ سے رُخصت کر دیا تھا جیسا کے دُعا گو نے تمہارے ساتھ کیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ مرید کو چاہیے کہ اپنے پیر کی سنت پر قائم رہے اور ایک ذرہ برابر اس سے تجاوز نہ کرے تاکہ قیامت کے دِن ان کے روبرو شرمندہ ہونا پڑے۔

خوف

اس کے بعد خوف کا ذکر ہونے لگا۔ آپ نے فرمایا کہ ہر بےادب کے لیے خوف حق کا ایک تازیانہ ہے تاکہ جو بندہ بےادبی کا مرتکب ہو اس کو اس تازیانہ سے سیدھا کر دیا جائے تو سنور جائے۔ پھر آپ نے فرمایا: جس دل میں خوف الٰہی ہوتا ہے اس کے دِل کا شیشہ ذرہ ذرہ ہو جاتا ہے۔ پھر فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ بیمار تھے ہارون رشید نے کسی یہودی طبیب کو علاج کے لیے بھیجا۔ وہ بڑا حاذق طبیب تھا۔ جب اس نے خواجہ سفیان

ثوری کی نبض دیکھی۔ اور ہاتھ سینہ پر رکھا ایک نعرہ مار کر بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ کہنے لگا سبحان اللہ۔ دینِ محمدی میں ایسے مرد بھی ہیں جن کا دِل خدا کے خوف سے ذرہ ذرہ ہو گیا ہے اس نے فوراً کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔

پھر آپ نے فرمایا کہ اگر درویش تونگری کا طالب ہے تو اس کو چاہیے کہ زُہد و طاعت بہت کرے اور اگر فقیری کا طالب ہے تو نامرادی کو اِختیار کرے اور اگر قرب کا طالب ہو تو نا اُمیدی کو اپنا کر پوری طرح طاعت اور عبادت میں مصروف ہو۔ اگر ایسا نہ کرے گا تو اسے مقامات پر رسائی حاصل نہ ہو گی۔ اس کے بعد میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ "اے فرید! میرا تو دُنیا و آخرت میں یار ہے۔ یہ بات اچھی طرح سن لے۔ غافل نہ ہو جانا۔ اہلِ سلوک فرماتے ہیں کہ راہِ طریقت ایک پر خطر راہ ہے جو کوئی اس راہ میں قدم رکھے گا وہ غفلت سے منزل گاہ عزت پر نہیں پہنچتا مگر اس طریقہ سے اس کے اہل نے مقرر فرمایا ہے۔ پس جب آدمی خدا کے دروازے پر پہنچے تو جب تک وہ دوست بلا سے دروازہ نہ کھولے اور کچھ غم نہ اُٹھائے اور ذلت حاصل نہ کرے منزل عزت پر نہ پہنچے گا پھر فرمایا مجھے ریاضت کرتے ۳۰ برس گزر گئے۔ جب تک ایسا نہ کیا منزل گاہ عزت پر نہ پہنچا۔ یہ فوائد تمام ہوئے تو تمام حاضرین آداب بجالائے اور رُخصت ہو گئے۔ جب میری نوبت آئی حضرت قطب الاقطاب نے مجھے آغوش میں لیا۔ رونے لگے اور فرمایا: ھذا افراق بینی وبینك (آج کا دِن ہمارے تمہارے درمیان جدائی کا ہے آج کے بعد پھر ہمارا ملنا نصیب نہ ہو گا) اس کے بعد فرمایا کہ اِرادت حق پیر کے ساتھ بڑی زبردست چیز ہے جاؤ میں تمہیں خدا کے سپرد کیا اور مقام قرب و عزت پر پہنچا دیا۔ آپ عالم تحیر میں مشغول ہو گئے اور دُعا گو وہاں سے لوٹ آیا۔

منتخب و مجرب عملیات

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ

دُعا ماثورہ برائے دفع رنج وبلا

اگر کوئی شخص کسی رنج وبلا میں گرفتار ہوا اور اس سے خلاصی کی کوئی صورت نہ ہو تو جمعہ کی عصر کی نماز کے بعد سے مغرب تک ان تین اسماء کے ذکر میں مشغول رہنا چاہیے۔ خدا چاہے رنج وبلا سے نجات مل جائے گی۔ وہ اسماء یہ ہیں۔ یا اللہ یا رحمٰن یا رحیم۔

برائے دفع تنگی معیشت

روزانہ رات کو سورۂ جمعہ تلاوت کرنی چاہیے تنگی معیشت دور ہو جائے گی۔ بگڑے ہوئے کام بن جائیں گے۔

دُعا حالت اضطرار

جب آدمی کی حالت اس درجہ کو پہنچ جائے کہ موت سر پر نظر آنے لگے۔ حرمان اور مایوسی کی گھٹا دل پر چھا جائے سورہ یٰسین ۴۰ مرتبہ پڑھ کر حق تبارک وتعالیٰ سے خلاصی ونجات کی دُعا کریں مجرب ہے۔

عمل سورۂ فاتحہ

قضائے حاجت کے لیے یہ عمل اکسیر اور تیر بہدف ہے جب کوئی مشکل کام یا کوئی سخت مہم درپیش ہو تو سورۂ فاتحہ اس ترکیب سے پڑھیں اوّل بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھیں اور آخر کے میم کو الحمد کے لام کے ساتھ ملائیں اور الرحمٰنِ الرَّحِيْمِ ۳ مرتبہ پڑھیں۔ سورت ختم کرنے کے بعد ۳ بار آمین کہیں۔

عمل برائے کمال روح

عصر کی نماز کے بعد سورۂ والنازعات جو شخص پڑھا کرے گا وہ آدمی ایک وقت کی نماز سے زیادہ قبر میں نہ رہے گا یعنی اس کی روح درجہ کمال کو پہنچ جائے گا اور جسم کو جذب کرے گا۔

عمل برائے حفظ قرآن

جو شخص سوتے وقت یہ دو آیتیں پڑھ گا اسے قرآن شریف یاد رہے گا اور قرآن حفظ کر لے گا۔ وہ آیتیں یہ ہیں:

الھکم الله واحد له الا ھو الرحمٰن الرحیم۔ ان فی خلق السمٰوٰت والارض واختلاف الیل والنھار لایات لقوم یعقلون۔

بغیر اسباب کے خوش رہنے کا عمل

جو شخص ۱۰۰ مرتبہ یہ دُعا پڑھے گا بغیر اسباب کے خوش رہے گا یعنی حق تعالیٰ از خود اس کی حاجت پوری فرمائے گا۔ دُعا یہ ہے:

وحدهٗ لا شریك لهٗ له الملك وله الحمد وھو علٰی کل شیٍٔ قدیر۔

کوئی کچھ نہ بگاڑ سکے گا

ایک ظالم بادشاہ نے خدائی کا دعویٰ کیا۔ وزیر سے مشورہ کیا کہ مجھ اس دعویٰ پر استقامت کی تدبیر بتا۔ وزیر بڑا مکار آدمی تھا اس نے رائے دی کہ دو ترکیبیں بتاتا ہوں اگر اس پر عمل کر سکو تو تمہاری خدائی میں کسی کو شک وشبہ نہ رہے گا۔

(۱) اس شہر میں جتنے عالم فاضل اور عابد زاہد ہیں ان سب کو شہر بدر کر دے نہ یہ لوگ رہیں گے نہ اِسلام کا خیال کسی کے دِل میں آئے گا۔ بادشاہ نے اس مشورہ پر عمل کر کے تمام اولیاء اور علماء کو شہر بدر کر دیا۔

(۲) جتنے طالب علوم دِین ہیں ان سب کو قتل کر ڈال۔ بادشاہ نے تمام طلباء کو تہہ تیغ کرا دیا۔ پیر دستگیر حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے بھی اسی شہر میں رہا کرتے تھے۔ وہ بھی گرفتار کر لیے گئے وہ بزرگ "**حسبی اللّٰه ونعم الوکیل**" کا بہت زیادہ ورد کیا

کرتے تھے۔ جس وقت پولیس کا آدمی ان کو بادشاہ کی پیشی میں لے گئے تو اُنہیں دیکھتے ہی بادشاہ نے تخت سے اُتر کر تعظیم کی اور خلعت خاص عطا کر کے رُخصت کیا۔ بادشاہ نے وزیر کے سوال پر جواب دیا کہ جس وقت یہ بزرگ میرے سامنے آئے ان کے دائیں بائیں دو بڑے بڑے اژدہے منہ کھولے ہوئے تھے اور مجھے نگلنے کے لیے دوڑ رہے تھے بڑی منت ساجت سے ان بزرگ سے رہائی کی شرط پر ان اژدہوں نے مجھے چھوڑا۔ اس کے بعد لوگوں نے ان بزرگ سے پوچھا کہ تمہیں رہائی کیونکر ملی تو انہوں نے جواب دیا میں "حسبی اللّٰہ ونعم الوکیل نعم المولٰی ونعم النصیر" بہت پڑھا کرتا تھا۔ ان کلمات کی خاصیت یہ ہے کہ پڑنے والے کو کوئی کچھ نہ کرسکتا۔

لوگوں کے مکروفریب سے حفاظت کا عمل

اگر کسی شخص کو دشمنوں کے مکروفریب کا خطرہ ہو اسے اس آیت کا ورد کرنا چاہیے.

"اُفوض امری الی اللّٰہ ان اللّٰہ بصیر بالعباد"

ہر مصیبت کے دفعیہ کا عمل

اگر کوئی شخص کسی ایسی مصیبت میں گرفتار ہو جس سے رہائی کی کوئی سبیل نظر نہ آتی ہو اسے بلاتعداد آیتِ کریمہ یا آیت الکرسی کا ورد کرنا چاہیے۔

درازیٔ عمر زیادتی مال ودولت

فرضوں کے بعد ۳ بار سورۂ اخلاص ۳ بار درود شریف اور ایک بار یہ آیت پڑھ کر آسمان کی طرف پھونکنی چاہیے آیت یہ ہے ومن یتق اللّٰہ یجعل لہ مخرجا و یرزقہ من حیث لا یحتسب ومن یتوکل علی اللّٰہ فھو حسبہ ان اللّٰہ بالغ امرہ قد جعل اللّٰہ لکل شیء قدرا۔

مفلسی دور کرنے کا عمل

جو شخص آیت الکرسی پڑھ کر مکان میں داخل ہو گا حق تعالیٰ اس کے گھر سے مفلسی دور فرما دے گا۔ اس میں چور داخل نہ ہو سکیں گے۔

بگڑے ہوئے کام سدھرنے کا عمل

بروایت حضرت امام جعفر صادق حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ اگر کوئی کام قابلِ اصلاح نہ ہو یا رنج وغم پیش آئے تو صبح کی نماز پڑھ کر مصلیٰ پر بیٹھے بیٹھے ۱۰۰ دفعہ **لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم یاحیی یا قیوم یا فرد یا وتر یا احمد یا صمد** پڑھیں۔ مرض سے صحت یابی کے لیے یہ دُعا سو ۱۰۰ مرتبہ بعد نمازِ فجر پڑھ کر دم کرنی چاہیے۔

عمل کشائش ورزق

کشائش رزق کے لیے یہ دُعا ۱۰۱ یا ۳۱۳ مرتبہ پڑھی جاتی ہے۔ **بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یا دائم العز و البقا یاذاالمجد و العطایا یا ودود ذوالعرش المجید فعال لما یرید ۔**

دُنیا وآخرت کی تنگی اور دوزخ کی آگ سے نجات کا عمل

حضرت خواجہ قطب الاقطاب نے فرمایا کہ جو شخص یہ چاہے کہ دُنیا وآخرت کی تنگی اور دوزخ کے عذاب سے خلاصی حاصل ہو تو اسے دُعائے متبرک کا ورد رکھنا چاہیے۔ **ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنة وفی الاخرۃ حسنة وقنا عذاب النار۔**

صبر ثابت قدمی اور دشمنوں پر فتح پانے کے لیے

اس آیت کا ورد رکھنا چاہیے **ربنا افرغ علینا صبرا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین۔**

دِل کو ایمان وامان کے ساتھ مطمئن رکھنے کے لیے

اس آیت کا ورد محبوب ہے۔ **ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذھدینا وھب لنا من لدنک رحمة انک انت الوھاب۔**

اس آیتِ کریمہ کی برکت سے خاتمہ بالخیر ہوگا۔ ایمان کے ساتھ آخرت نصیب ہوگا۔

خدا کے دوستوں سے ملاقات کے لیے دُعا

اگر کوئی شخص چاہے کہ مجھے خدا کے دوستوں کی ملاقات نصیب ہو تو اسے یہ آیت پڑھنی چاہیے۔ **ربنا انك جامع الناس ليوم لا ريب فيه ان الله لا يخلف الميعاد** حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے جو شخص اس آیت کا ورد رکھے گا وہ خدا کے دوستوں کے ساتھ مل جائے گا۔

اگر لائق فرزند کی تمنا ہو

تو اِس آیت کا ورد رکھنا چاہیے۔ **رب هب لی من لدنك ذرية طيبة انك سميع الدعا** ۔ یہ دُعا حضرت زکریا علیہ السلام پڑھا کرتے تھے۔ حق تعالیٰ نے ان کو حضرت یحیٰ علیہ السلام فرزند عطا فرمایا:

نیک لوگوں کے مرتبہ پر پہنچنے کی دُعا

اگر کسی شخص کی خواہش ہو کہ میں نیک لوگوں کے مرتبہ پر پہنچوں تو میدانِ قیامت میں امن وامان سے رہوں تو اسے یہ آیت پڑھنی چاہیے۔ **ربنا اتنا وعدتنا علٰى رسلك و لا تخزنا يوم القيامة انك لا تخلف الميعاد**۔ تفسیر کشاف میں ہے کہ جو شخص یہ آیت صدق دِل سے پڑھے گا قیامت کے دِن اس کا حشر نیک مردوں کے ساتھ ہوگا۔

ظالموں کی صحبت سے نجات پانے کی دُعاء

اس آیت کو پابندی کے ساتھ پڑھنا چاہیے۔ **ربنا اخرجنا من هذه القرية الظالم اهلها واجعل لنا من لدنك ولياً واجعل لنا من لدنك نصيرا** اس دُعا کی برکت سے حق تعالیٰ سے اپنی دوستی کی نعمت عطا فرمائے گا دُشمنوں پر مظفر ومنصور رہے گا۔

فراخی رزق کے لیے مجرب دُعاء

یہ آیت پڑھیں **ربنا انزل علينا مآئدة من السمآء تكون لنا عيد الاولنا واخرنا وارزقنا وانت خير الرازقين** خداتعالیٰ کی برکت ورحمت نازل ہوگی رزق میں فراخی ہوگی کسی کا محتاج نہ رہے گا۔

زندگی خیر اور سلامتی کے ساتھ گزارنے کی دُعاء

اس مقصد کے لیے اِس آیت کا ورد نہایت موثر ہے۔ ربنا افرغ علینا صبرا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین۔ اگر کوئی شخص کسی ظالم کے ہاتھ میں گرفتار ہو۔ اس آیت کی ورد سے حق تعالیٰ رہائی فرمائے گا۔ ربنا لا تجعلنا فتنة للقوم الظالمین ونجنا برحمتك یا ارحم الراحمین۔

اِسلام پر خاتمہ اور نیکوں میں مل جانے کی دُعاء

اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ میں حالتِ اسلام میں مروں اور نیکوں میں شامل ہو جاؤں تو اسے اس آیۃ کا ورد کرنا چاہیے۔ فاطر السموات والارض انت ولی فی الدنیا والاخرة توفنی مسلماً والحقنی باالصالحین۔

دیو پری ظالم اور بت پرستی سے بچنے کی دُعاء

اس مقصد کے لیے یہ آیت کثرت سے پڑھنی چاہیے ربّ اجعل هذا بلدا امنا وجنبنی وبنی ان نعبد الاصنام اس آیت کی برکت سے پڑھنے والا بت پرستوں کے شر اور فساد سے امن میں رہے گا۔

دِل میں نورِ اِیمان کامل ہو جانے کی دُعاء

یہ آیت کثرت سے پڑھنی چاہیے ربنا اتمم لنا نورنا وغفرلنا انك علیٰ کل شیء قدیر۔

ساری بلائیں دور ہو جائیں زہر تک کا اثر زائل ہو جائے

بنی اسرائیل میں ایک بہت بڑا بزرگ تھا اس کے پاس ایک نوجوان کنیز تھی جو اپنے بوڑھے آقا سے تنگ رہتی تھی۔ کسی ہمسایہ عورت کے مشورے سے اس کنیز نے اس مرد بزرگ کو زہر پلا دیا زہر کا کچھ اثر نہ ہوا۔ کنیز کے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا۔ میں نے تمہیں ہلاہل زہر پلایا تو تم پر زہر کا اثر کیوں نہیں ہوا۔ اس مرد بزرگ نے جواب دیا کہ میں ایک دُعا پڑھا کرتا ہوں زہر کی حقیقت کیا ہے ساری بلائیں اس سے دور ہو جاتی ہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الذی الرحمٰنِ الرَّحِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ خیر الاسماء ربّ الارض ورب السماء بِسْمِ اللّٰہِ الذی لایضتہ مع اسمہ شئی فی الارض ولا فی السماء و ھو السمیع العلیم ۔

خواص بعض سورۂ قرآن

(سورہ فاتحہ) گزشتہ صفحات پر بسم کے میم کے الحمد کے لام کے ساتھ اصل کر کے سورۂ فاتحہ پڑھنے کی ترکیب بیان کی جا چکی ہے۔

(سورہ بقرہ) دِن میں ایک بار پڑھی جاتی ہے۔ جو شخص فجر کی سنت اور فرض کے درمیان ۳ روز تک جس نیت سے پڑھے گا خدا تعالیٰ اس کی نیت پوری فرمائے گا۔

(سورہ آل عمران) فراخی دین ودنیا کے لیے سورۂ آل عمران کا ختم ایک دن میں ۱۰ مرتبہ ہے خود پڑھنا چاہیے۔

(سورۂ نساء) دِین وؤنیا کے عذابوں سے نجات اور امن کے لیے دِن میں سورۂ نساء کا ختم ۷ مرتبہ پڑھنا چاہیے

(سورہ مائدہ) جو شخص روزانہ سورہ مائدہ ۷ مرتبہ پڑھے گا اس شہر میں قحط اور گرانی نہ ہو گی۔

(سورہ انعام) ہر مقصد کے برآنے کے لیے سورۂ انعام کا ختم ۷ بار پڑھنا چاہیے۔

(سورہ اعراف) توبہ قبول ہونے کے لیے سورۂ اعراف کا ختم پڑھنا چاہیے۔

اس کی ترکیب یہ ہے:

کہ اوّل ۷ مرتبہ استغفار پڑھیں پھر دو رکعت پڑھیں پہلی رکعت سورۂ فاتحہ ایک بار اور سورہ کافرون ۱۰۰ اور دوسری میں سورہ فاتحہ ایک بار اور سورۂ اخلاص ۱۰۰ بار اس کے بعد سورہ مذکورہ پڑھیں۔

(سورۂ انفال) اخلاصی اسیران کے لیے دِن میں ۴ بار پڑھنا چاہیے۔

(سورۂ توبہ) عاقبت بخیر ہونے کے لیے ۴۰ بار پڑھنی چاہیے۔

(سورۂ ہود) دشمنوں اور کافروں پر مظفر و منصور ہونے کے لیے سورۂ ہود دس مرتبہ

پڑھیں۔

(سورۂ ابراہیم) گناہوں کی بخشش قرآن پڑھنے اور یاد کرنے کے لیے ۱۰ بار پڑھیں۔

(سورۂ رعد) دشمنوں کے خوف و ہراس کے وقت ۷ بار پڑھیں۔

(سورۂ حج) مصروع اور مجنون کے لیے ۷۰ بار پڑھیں کہ مریض پر دم کریں اور پانی پر دم کر کے پلائیں۔

(سورۂ نحل) جو شخص روزانہ ۱۰ بار پڑھے گا جو خدا سے مانگے گا ملے گا۔

(سورۂ کہف) جملہ مہمات کے لیے بعد نمازِ جمعہ ۴۰ بار پڑھنی چاہیے۔

(سورۂ مریم) کشود کار اور فراخیٔ نعمت کے لیے روزانہ ۲۰ بار پڑھیں۔

(سورۂ طٰہٰ) جو شخص جمعہ کی شب کو ۳ مرتبہ پڑھے گا اس کو حق تعالیٰ سے ہم کلامی کا شرف نصیب ہوگا۔

(سورۂ نور) تمام بلاؤں کے دفعیہ کے لیے سورۂ نور کا ختم نہایت موثر ہے روزانہ ۷ بار پڑھیں۔

(سورۂ روم) بہ نیت دفع دشمن ۲۱ بار پڑھیں۔

(سورۂ یٰسین) سورہ یٰسین کا ختم ہر مقصد کے لیے تیر بہدف ہے۔

(سورۂ محمد) اسرارِ الٰہی کے ظہور کے لیے ۴۱ بار پڑھا جاتا ہے۔

عارفانہ ارشادات

درویشی حاصل کرنے کا طریقہ

درویشی پردہ پوشی کا نام ہے۔ درویشی کے معنی یہی ہے کہ بندگانِ خدا کی پردہ پوشی کی جائے۔ درویش کو ان چار باتوں کی پابندی لازمی ہے۔

(۱) اپنی آنکھوں کو اندھا کر لے۔ تا کہ کسی کے عیب دکھائی نہ دے۔

(۲) اپنے کانوں کو بہرہ کر لے تا کہ جو بات سننے کے قابل نہ ہو وہ نہ سنے۔

(۳) زُبان کو گنگ کر لے تا کہ ناگفتنی بات زُبان سے نہ نکلے۔

(۴) پاؤں کو لنگڑا بنا لے تا کہ جو جگہ نہ جانے کی ہو وہاں نہ جا سکے۔

جس شخص میں یہ چاروں خصلتیں موجود ہیں وہ درویش ہے ورنہ مدعی کاذب۔

خدا تعالیٰ سے غفلت اِنسان کی موت ہے

دُنیا کو دوستی تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ اہلِ معرفت کا قول ہے جس نے دُنیا چھوڑی وہ فرشتہ بن گیا اور جس نے دُنیا سے دوستی کی وہ ہلاک ہو گیا۔ آدمی جس قدر دُنیا میں مشغول رہتا ہے اِتنا ہی خدا سے دور رہتا ہے۔ آدمی جب دُنیا میں پھنسے گا خدا سے غافل ہو جائے گا۔ خدا سے غفلت اِنسان کی موت ہے۔

قلب کی موت

جس وقت آدمی کا دِل دُنیا کی لذت شہوات میں مشغول ہوتا ہے۔ غفلت اس میں اثر کر جاتی ہے اور خواہش اس پر چھا جاتی ہے۔ سوائے خدا کے خیال کے سب طرح کے خیالات اور افکار پیدا ہو کر دِل کو سیاہ کر دیتے ہیں۔ جب دِل سیاہ ہو جاتا ہے تو اُس وقت قلب پر موت طاری ہو جاتی ہے۔

حضوری قلب

اصل راہِ سلوک میں دِل کی حضوری ہے۔ دِل کی حضوری اس وقت میسر ہوتی ہے جب حرام لقمہ اور دُنیا والوں کی صحبت سے پرہیز کی جائے۔

مرید کب کرنا روا ہے

حدیث میں ہے کہ مومن کا قلب اللہ کا عرش ہے جو درویش ستر حجاب میں ہوں اور اس کو ذرہ برابر روشنی حاصل نہ ہوئی ہو اگر وہ لوگوں کو مرید کرنا شروع کر دے تو خود بھی گمراہ ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرے گا۔

دُنیا والوں کی صحبت

دُنیا والوں کی صحبت فقیر کے دِل کو پریشان کر دیتی ہے۔

رضا بالقضا

سالک کو چاہیے کہ اپنے پروردگار کی مرضی پر قائم رہے۔ جو تکلیف یا مصیبت پہنچے اس کو خیال کرے کہ یہ بھی دوست کی طرف سے ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ذکر

جب اللہ تعالیٰ کسی شخص کو دوست بنانا چاہتا ہے تو ذکر کا دروازہ اس پر کھول دیتا ہے اور سرائے حیرت و دہشت میں داخل کر دیتا ہے۔ جو اس کا محل عظمت وجلال ہے۔ پھر وہ خدا تعالیٰ کی حفاظت وحمایت میں رہتا ہے۔

حکمت

جس دِل میں چار خصلتیں ہوتی ہی۔ اس میں حکمت قرار نہیں پکڑتی۔

(۱) دُنیا کی حرص

(۲) غم فردا۔ کل کیا ہوگا۔

(۳) مسلمانوں کے ساتھ بغض وحسد رکھنا۔

(۴) حبِ جاہ شرف۔ اگر کسی دِل میں ان چاروں باتوں میں سے ایک بات بھی موجود ہوگی وہ دِل حکمت سے خالی رہے گا۔

درویشی کیا ہے؟

درویشی اور زہد ان تین چیزوں کا نام ہے جس میں یہ باتیں نہیں وہ زاہد نہیں۔

(۱) دُنیا کی پہچاننا اور اس سے دست بردار رہنا۔

(۲) مولیٰ کی خدمت کرنی اور ادب کا نگاہ رکھنا۔

(۳) آخرت کی آرزو اور اس کی طلب۔

دُنیا تمام برائیوں کی کنجی ہے

تمام برائیاں ایک گھر میں جمع ہیں اور اس کی کنجی دُنیا ہے۔ جو آدمی عقل مند ہے اسے اس گھر کے پاس نہ جانا چاہیے۔ نہ اس کی کنجی کو ہاتھ لگانا چاہیے۔ ساری بدی اور بلا دُنیا ہی سے ہے۔

اِیمان کی نشانی

اللہ کا ذکر زبان پر جاری رہنا ایمان کی نشانی ہے اور نفاق سے بیزاری۔ دیو اور شیطان سے حصار اور آتش ان دونوں میں کھینچا تانی شروع ہو جاتی ہے اگر دُعاء میں قوت ہے تو وہ بلا کو لوٹا دیتی ہے ورنہ بلا اُتر آتی ہے جس وقت تاتاریوں نے نیشاپور پر چڑائی کی تو وہاں کے بادشاہ نے حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آدمی بھیجا۔ دُعا فرمایئے یہ بلا دور ہو جائے آپ نے فرمایا: دعا کا وقت نکل گیا اب تو رضا کا وقت ہے بلا خدا کی طرف سے نازل ہو گئی ہے اب اس کی رضا پر راضی ہونا چاہیے۔

سالک کی تعریف

جب تک سالک سر سے پیر تک بحرِ محبت میں غرق نہ ہو اور کوئی ساعت ایسی نہ ہو جس میں اس کے سر پر عالم محبت سے بارش نہ برستی ہو وہ شخص سالک کہلانے کا مستحق نہیں۔

محبت کا معیار

جو شخص محبت کا دعویٰ کر کے بلا و تکلیف کے وقت فریاد کرے وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے۔

درویش کی معراج

درویشی راحت نہیں۔ دُنیاوی آفات میں مبتلا ہونے کا نام ہے۔ حد یہ ہے کہ درویش کو رات فاقہ سے بسر کرنی پڑتی ہے۔ فاقہ میں رات بسر کرنے سے درویش کو معراج نصیب ہوتی ہے۔

تعریف کرامت

جو بات عقل و سمجھ سے خارج ہو جہاں تک عقل کی رسائی نہ ہو اس کا نام کرامت ہے۔

حجابِ اکبر

سالک کے لیے کوئی حجاب دُنیا سے بڑھ کر نہیں۔ دُنیا حجابِ اکبر ہے۔ دُنیا میں مشغول اور ملوث رہتے ہوئے خدا تک رسائی دُشوار ہے۔

تعلیمات وہدایات

ریاضیات ومجاہدات اس لیے کیے جاتے ہیں، کہ بندہ کو صفت اِحسان حاصل ہو جائے۔ احسان کی تشریح حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی ہے۔ ان تعبد اللہ کا نك تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراك یعنی عبادت کی حالت میں ایسی کیفیت طاری ہو جائے کہ یہ معلوم ہونے لگے۔ گویا میں آنکھوں سے خدا کو دیکھ رہا ہوں اور خدا میرے سامنے موجود ہے اور اگر یہ بات پیدا نہ ہو تو اِتنی بات اور اور اِتنا اِحساس ضرور ہونا چاہیے کہ خدا مجھے دیکھ رہا ہے اسی چیز کا نام اصطلاح تصوف میں مقام حضوری ہے۔

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں یہ سعادت حضور کی محبت اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں بیٹھ کر حاصل ہو جاتی تھی۔ زمانہ مابعد میں یہ سعادت حاصل کرنے کے لیے محبت وریاضت درکار ہے۔ عبادت کا اصل مقصد حضوری مع اللہ اور شکل وصورت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اِتباع ہے۔ اس مقصد کے لیے سلسلہ نقش بندیہ میں ذکر خفی اور لطافت قلب کی بیداری پر زور دیا جاتا ہے۔ قادریہ اور چشتیہ سلسلہ میں ذکر جلی پر قلب کو گداز اور حرارت عشق سے متاثر کیا جاتا ہے۔ سہروردیہ میں یہ وظائف ونوافل سے شاذلیہ میں درود شریف کے ورد سے بہر حال ماحصل ان چاروں طریقوں کا یہ ہے کہ کیفیت حضوری حاصل ہو جائے۔ جس وقت یہ کیفیت پیدا ہو جائے گی اور دِل بیدار ہو جائے گا تو گھڑی کو بھی خدا سے غفلت نہ ہوگی۔

حضرت خواجہ غریب نواز نے حضرت قطب الاقطاب کو جو تعلیمات کا درس دیا تھا اور جن پر پابندی کی تاکید کی تھی وہ یہ تھی۔ صبح کو سو کر اُٹھو تو دائیں کروٹ سے اُٹھو اور یہ دُعا پڑھو:

الحمد اللہ الذی غزل الرحمۃ والبرکۃ پھروضو کر کے دوگانہ پڑھو۔اس سے فارغ ہو کر مصلیٰ پر روبہ قبلہ بیٹھ کر چند آیات سورۂ بقر۔ سترہ آیات سورۂ انعام۔تیس آیتیں سورۂ یوسف کی پڑھا کرو۔پھر ۱۰۰ امرتبہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنا چاہیے۔پھر ۳۳ -آیات سورۂ انعام کی۔

۳۰- آیات سورۂ یوسف کی پڑھو۔فجر کی سنتوں میں پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد الم نشرح دوسری میں الم ترکیف پڑھو پھر ۱۰۰ بار سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم و بحمدہ استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ فرض وسنت کے درمیان میں پڑھو:

لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریك لہ لہ الملك ولہ الحمد یحی ویمیت وھو حیی لا یموت ابدًا ذوالجلا ل والا کرام بیدہ الخیر وھو علیٰ کل شیء قدیر ٥ پھر تین مرتبہ پڑھو اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریك لہ واشھد ان محمدًا عبدہٗ ورسولہ۔پھر تین مرتبہ:اللّٰھم صل علیٰ محمد ما اختلف الملوان و تعاقب العصر ان تکور الحدید ان واستحب الفرقد ان الضمران بدع علی روح محمد منی التحیۃ والسلام پھر تین مرتبہ:یا عزیز یا غفور ۔پھر تین مرتبہ:سبحان اللہ والحمد اللہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم پھر تین مرتبہ:استغفراللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ اس کے بعد۔ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم و بحمدہ استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم غفار الذنوب وستار العیوب کشاف الکروب مقلب القلوب واتوب الیہ پڑھو۔پھر تین مرتبہ۔یا حی یا قیوم یا حنان یا منان یا دیان یا سبحان یا سلطان یا غفران ذوالجلال والاکرام برحمتك یا ارحم الراحمین پھر تین مرتبہ:لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم یا قدیم یا دائم یا حی یا قیوم یا احد یا ضمد یا علیم یا عظیم یا علی یا نور یا فرد یا وتر باقی یا حی یا قیوم اقض حاجتی بحق محمد والٰہ واصحابہ واجمعین۔

اس کے بعد خدا تعالیٰ کے ۹۹ نام پڑھو اور پھر ۹۹ پیغمبر علیہ السلام کے اور وہ یہ ہیں:

محمد- احمد- حامد- محمود- قاسم- عاقب- فاتح خاتم-
حاشر- ماحٍ- داعٍ- سراج- رشید- منیر- نذیر- ھاد-
مھید- رسول- نبی- طٰہٰ- یٰسٓ- مزمل- مدثر- شفیع-
خلیل- کلیم- حبیب- مرتضیٰ- مجتبیٰ- مختار- ناصر-
منصور- قائم- حافظ- شھید- عادل- حکیم- نور- برھان-
ابطحی- مومن- مطیع- مذکر- واعظ- امین- صادق-
مصدق- ناطق- صاحب- مدنی- عربی- ھاشمی- تھامی-
حجازی- ترازی- قریشی- مضری- امی- عزیز- حریص-
رحیم- یتیم- غنی- جواد- فتاح- عالم- طیب- طاھر-
مطھر- خطیب- فصیح- متقی- لما- بار- شاف- متوسط-
سابق- مقتصد- مھدی- حق- مبین- اوّل- اخر- باطن-
رحمت- محلل- محرم- امرہ- ناہ- شکور- قریب- منیب-
مبتع- طس- حم- حسیب- اولی- پھر تین مرتبہ یہ درود۔ اللّٰھم
صل علی محمد حتی لا یبقی من البرکات شی ۔ پڑھیں اس کے بعد
آیت الکرسی اور سورۂ اخلاص پڑھیں۔

پھر تین مرتبہ فان تولوا فقل حسبی اللہ لا الہ الا ھو علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم پھر تین ربنا ولا تحملنا مالا طاقۃ لنا بہ واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولانا فانصرنا علی القوم الکافرین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

پھر تین مرتبہ اللّٰھم اغفرلی ولو الدی ولمن توالد ولجمیع المومنین والمؤمنات والمسلمین والمسلمات الا حیاء منھم والا موات برحمتک یا ارحم الرحمین ۔پھر تین مرتبہ سبحان الاوّل المبدی سبحان الباقی المعید اللہ

الصمد لم يلد ولم يولد ولم يكن له كفوا احد۔

پھر تین مرتبہ ان الله علٰی کل شی قدیر قد احاط بکل شیء علما پھر تین مرتبہ اتوب توبة عبد ظالم ذلیل لا یملك ونفسه نفعاولا خدا ولا موتا ولا حیاه ولا نشورا۔پھر تین مرتبہ۔ اللھم یا حیی یا قیوم یا الله لا اله الا انت اسئلك ان تحبی قلبی بنور معرفتك با الله۔

پھر تین مرتبہ فرمایا یا مقلب الاسباب یا مفتح الابواب یا مقلب القلوب لا ابصار یا دلیل المتحیرین یا غیاث المستغیثین اغثنی توکلت علیك یا ربّ وافوض امری الیك یا ربّ ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم ماشاه کان ول لم یشائلم یکن ایاك نعبد وایاك نستعین ۔ پھر ایک مرتبہ فرمایا:اللّٰھم انی اسئلك یا من یملك حوائج السائلین ویعلم ضمیر الصامتین فان لك من کل مسیلة مند سمعا حاضر وجواب عتیدا وان من کلصامت لمانافعا فاطته مواعیدن الصادقه وایا دیك الثاملة ورحمتك الواسعة ونعمتك السابقه انظر انی نظر ہ برحمتك یا ارحم الراحمین ۔پھر تین مرتبہ یا حنان یا منان یادیان یا برھان یا سبحان یا غفران یا ذالجلال والاکرام پھر تین مرتبہ:اللّٰھم انی اسئلك یا سمائك لا اعظم ان تعطینی ما سئلك بفضلك وکرمد یا ارحم الراحمین الحمد الله الذی فی السموات عرشه والحمد لله الذی فی القبور قضاه وامره والحمد لله الذین فی البروالبحر سبعة والحمد الله الذی لا ملا ذو اللمجاء الا الیه ربّ لا تنزنی فردا وانت خیر الرازقین۔پھر تین مرتبہ اللھم الرحم امة محمد او اصلح امة محمد اللھم غفر امة محمد اللھم فرح امة محمد

پھر تین مرتبہ سبحان الله الماء المیزان ومنتھی العلم وزنته العرش ومبلغ الرضا برحمتك یا ارحم الراحمین ۔پھر ایک مرتبہ: رضیت بالله وما وبا الاسلام دینا وبالقران امانا وبالکلعبة قبلة وبالمؤمنین اخوانا پھر تین مرتبہ بِسْمِ اللّٰهِ خیر الاسماء بسم اللّٰه ربّ الارض واسماء بسم اللّٰه الذی لا یضر مع اسمه شی

فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم پھر تین مرتبہ اللّٰھم اجرنا من النار ۔پھر ایک مرتبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پھر ایک مرتبہ اشھد ان الجنۃ حق والنار حق والمیزان حق والصراط حق والسوال حق و کرامۃ الاولیاء حق و معجزہ الانبیاء حق فی الدار الدنیا واشفاعہ حق والساعہ اتیۃ لا ریب فیھا وان اللہ یبعث من فی القبور۔

اس کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرے۔اللّٰھم زدنورنا وزد عشقنا وزد محبتنا وزد قبولنا برحمتك یا ارحم الراحمین ۔اس کے بعد سبعات عشر اور سورہ یٰس پڑھے پھر سورہ ملک اور سورہ جمعہ پڑھے اور جب آفتاب ایک نیزہ بلند ہو جائے نمازِ اشراق پڑھے نماز اشراق کی دس رکعتیں پانچ سلام سے ہیں۔

پہلی رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ انا انزلنا ایک مرتبہ پھر دوسری رکعت میں سورۂ اذا زلزلت پہلی رکعت میں انا اعطینا۔دوسری رکعت میں سورۂ کافرون۔تیسری نیت میں پہلی رکعت میں سورۂ اخلاص پانچ بار۔دوسری رکعت میں سورہ پانچ بار۔نماز سے فارغ ہو کر دس مرتبہ درود شریف پڑھیں پھر تلاوت قرآن میں مشغول ہو جائیں جب دو پہر ہو جائے اور وقت چاشت ہو جائے تو نماز چاشت کی ۱۲ رکعتیں ۶ سلام سے پڑھیں۔

چاشت سے فارغ ہو کر ۱۰۰ مرتبہ کلمہ تمجید اور ۱۰۰ مرتبہ درود شریف پڑھیں پھر تلاوتِ قرآن شریف میں مشغول ہو جائیں۔ جب زوال کا وقت ہو جائے ۴ رکعت نماز استوا پڑھیں بعد فاتحہ ہر رکعت میں ۵-۵ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھیں۔اس عمل سے خواجہ خضر سے ملاقات ہوتی ہے پھر قیلولہ کریں۔ظہر کی نماز پڑھ کر دس مرتبہ درود شریف پڑھ کر سورۂ نوح پڑھیں اور مراقبہ میں مشغول ہو جائیں عصر کے وقت ۱۰۰ مرتبہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور ۲ رکعت سنت پڑھیں نماز سے فارغ ہو کر سورۂ فتح ایک بار سورۂ ملک ۵ بار سورہ نبا اور سورہ نازعات ایک ایک بار پڑھیں۔

مغرب کی سنتیں پڑھ کر دو رکعت نماز حفظ الایمان پڑھیں اور اس طرح پہلی رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص ۳ بار دوسری میں سورۂ اخلاص ۳ بار اور سورہ ناس ایک بار پڑھیں

نماز سے فراغت کے بعد سر سجدہ میں رکھ کر یا حی یا قیوم ثبتنی علی الایمان۔ ابار پڑھیں۔ نماز حفظ الایمان کے بعد ۶ رکعت اوابین کی پڑھیں تین سلام کے ساتھ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد اذا زلزلت دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد الھاکم التکاثر تیسری رکعت میں والعصر۔ بقیہ رکعات میں جو سورتیں چاہیں پڑھ سکتے ہیں۔ اس کے بعد ذکرِ خدا میں مشغول ہو جائیں۔

جب عشاء کا وقت آجائے تو نماز کے بعد یہ دُعا پڑھیں۔ اللّٰھم اعنی علیٰ ذکرك وشکرك وحسن عبادتك پھر چار رکعت نماز خواب پڑھیں پہلی رکعت میں آیت الکرسی تین بار دوسری میں اخلاص ایک بار تیسری میں سورۂ فلق ایک بار چوتھی میں سورۂ ناس ایک بار اس کے بعد صلوٰۃ سعادت ۴ رکعت ادا کرے چاروں رکعتوں میں بعد سورۂ فاتحہ سورۂ قدر ۳ مرتبہ اور سورۂ اخلاص ■ امرتبہ پڑھیں۔

پھر سجدہ میں سر رکھ کر یہ دُعا پڑھے۔ یا حی یا قیوم ثبتنی علی الایمان پھر دو زانو بیٹھ کر یہ دُعا پڑھیں۔ اللّٰھم انی اسئلك بر کتہ فی العمر وصحۃ فی البدین رواحۃ فی المعیسۃ وسعۃ وزیادہ فی اعلم وبثتنا علی الایمان پھر رات کے تین حصے کریں۔ رات کے ایک حصہ میں نفل پڑھیں۔ دوسرے حصہ میں سو جائیں۔ تیسرے حصے میں تہجد ادا کریں۔

نماز تہجد کی ۸ رکعتوں میں جتنا قرآن یاد ہ سورۂ فاتحہ کے بعد پڑھیں پھر تھوڑی دیر سو رہیں۔ اس کے بعد صبح صادق کے وقت اُٹھ کر خدا کی یاد میں مشغول ہو جائیں۔

نماز

اقرار توحید و رسالت کے بعد نماز ہی ایک ایسی عبادت ہے جو اوّل سے آخر تک خدا کے راستہ پر پہنچا دیتی ہے صحیح طریقہ سے نماز ادا کرنے سے خدا تعالیٰ کی قربت حضوری اور معراج حاصل ہوتی ہے۔ دوسری عبادتوں کے مقابلہ میں نماز سب سے زیادہ اعلیٰ اور خدا کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ عبادت ہے حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے نماز میں بندہ منزل گاہ عزت کی قریب ہوتا ہے کیونکہ نماز مومن کی معراج ہے نماز ایک راز ہے جو بندہ

اپنے خدا سے عرض کرتا ہے قیامت کے دِن انبیاء اور اولیاء اور مسلمانوں سے نماز کا حساب ہوگا۔ پس جو نماز سے عہدہ برآ ہوگا۔ خلاصی پائے گا ورنہ عذاب و دوزخ میں مبتلا ہوگا۔ نماز دِین کا رُکن ہے اور رُکن ستون ہوتا ہے۔ ستون قائم رہے گا تو مکان بھی قائم رہے گا ستون ہٹے گا تو چھت گر پڑے گی۔ اِسلام اور دِین کے لیے بمنزلہ ستون ہے اگر نماز کے فرائض سنت رکوع اور سجود میں خلل اور کمی رہ گئی تو اِسلام کی حقیقت اور دِین کی جزئیات میں کمی رہ جائے گی۔ (معین الارواح)

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نماز کے لیے کھڑے ہو تو جب تک ختم نہ ہو جائے خدا کی طرف متوجہ رہو اِدھر اُدھر نہ دیکھو کیونکہ جب تم حالت نماز میں اپنے خدا سے باتیں کرتے ہو (الحدیث) یاد رکھو کہ جب بندہٗ حالت نماز میں اِدھر اُدھر دیکھتا ہے تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کدھر دیکھتا ہے کیا کوئی چیز مجھ سے بڑھ کر ہے۔ تیسری مرتبہ دیکھتا ہے تو خدا تعالیٰ منہ پھیر لیتا ہے۔ (الحدیث) حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ کی طرف سے روزانہ ایک فرشتہ پکار کر کہتا ہے جو شخص خدا کا فریضہ ادا نہیں کرتا وہ خدا کی بخشش سے دور ہو جاتا ہے۔ دوسرا فرشتہ کہتا ہے جو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ترک کرتا ہے وہ آپ کی شفاعت سے محروم ہو جاتا ہے۔ (معین الارواح) حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دِن پچاس چیزوں کا حساب ہوگا۔ سب سے زیادہ سخت اور باز پرس نماز کی ہوگی۔ پہلے فرض نماز کی۔ اس کے بعد سنت کی اگر سنت ادا نہ کی تو سرکارِ دو عالم کے سامنے پیشی ہوگی کہ یہ آپ کا اُمتی ہے جس نے آپ کی سنت ترک کی۔ (معین الارواح)

نماز کی شرطیں

نماز کی شرطوں سے ایک شرط ظاہر ناپاکی سے طہارت ہے۔ عبادت کا اصل چونکہ دِل کی طہارت اور اس کی اصلاح ہے اس لیے نماز کے لیے صرف طہارت ظاہری ہی کافی نہیں طہارت باطنی بھی اَشد ضروری ہے اگر اِنسان کا جسم صاف ہو مگر روح صاف نہ ہو تو عبادت میں کبھی لطف نہیں آسکتا اور روح صاف ستھری ہوگی تو جسم بھی لازمی طور پر صاف ستھرا ہوگا اس لیے اِسلام ظاہری و باطنی دونوں قسم کی طہارتیں مطلوب ہیں۔ ظاہری ناپاکی سے اِحتیاط کے

ساتھ باطنی خواہشات سے طہارت بھی لازمی ہے جس کپڑے کو پہن کر نماز پڑھی جائے وہ نجاست سے پاک ہونا چاہیے باطن کی پاکی یہ ہے کہ وہ کپڑا حلال کی کمائی سے بنایا گیا ہو۔ جس جگہ نماز پڑھی جائے وہ جگہ پاک ہو۔ باطن کی پاکی یہ کہ وہ زمین گناہ اور فساد سے پاک ہو۔

نماز میں رُخ جانب قبلہ ہونا چاہیے۔ باطنی طور پر دِل اغیار سے خالی ہو اور دِل میں سوائے خدا کے اور کوئی نہ ہو۔ اِعلان تکبیر (تحریمہ) مقام ہیبت ہے اور قیام مقام وصل ہے قرات عظمت سی لبریز ہونی چاہیے۔ رکوع سجدہ میں دِل کی عاجزی اور فروتنی شامل ہے کسی شخص نے حاتم اصم سے سوال کیا کہ آپ نماز کس طرح پڑھا کرتے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا:

چوں وقت اندر آید یک وضو ظاہری یک۔
وضو باطنی می کنم ظاہری بہ آب و باطنی بہ توبہ۔
آنگاہ بمسجد اندر می آیم و مسجد حرام را۔
مشاہدہ کنم و مقام ابراہیم را در میاں دو۔
ابروئے خود بینم بہشت بر راس خود انم۔
دوزخ را بر چپ خود دانم و صراط۔
زیر قدم خود ملک الموت را پس پشت خود۔
وآں گاہ تکبیر گویم با تعظیم و قیامے۔
بہ حرمت و قرائتے بہ ہیبت و۔
رکوع بہ تواضع و جلوسے بہ حلم و۔
وقارے وسلامے بہ شکر (کشف المحجوب)۔

جب نماز کا وقت آتا ہے ظاہری اور باطنی وضو کرتا ہوں۔
ظاہری وضو پاک و صاف پانی سے اور باطنی وضو توبہ۔
اور انابت سے پھر سجدہ میں جاتا ہوں اور دیدہ باطنی سے۔
مسجد حرام کو دیکھتا ہوں دونوں ابروؤں کے درمیان۔

مقامِ ابراہیم پر نظر کرتا ہوں دائیں جانب بہشت اور بائیں
جانب دوزخ دیکھتا ہوں۔ پاؤں کے نیچے پلِ صراط کا تصور
کرتا ہوں اور یہ محسوس کرتا ہوں کہ پشت پر ملک الموت سوار ہیں۔
اس کے بعد تکبیر کہتا ہوں تو مقام عظمت طاری ہو جاتا ہے۔
قیام کرتا ہوں تو حرمت کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے قرار
کے وقت ہیبت طاری ہو جاتی ہے رکوع کرتے
ہوئے تواضع کا اظہار کرتا ہوں سجدہ میں
انکساری وتضرع کا پھر حکم ووقار سے قعدہ میں بیٹھ جاتا ہوں اور شکر کے ساتھ سلام ادا کرتا
ہوں۔

غرض یہ ہے کہ جب تک بدن۔ لباس اور جائے نماز پاک نہ ہوں گی نماز نہ ہوگی اسی طرح جب تک دِل کی پاک نہ ہوگا عرفان حاصل نہ ہوگا۔ ظاہری جسم صاف و پاک پانی سے ہوتا ہے۔ دِل کی پاکی توحید کے پانی سے ہوتی ہے جس میں شرک ذاتی وصفاتی کی آمیزش نہ ہو۔ اس حقیقت کو حق تعالیٰ سبحانہ نے اس آیت میں بیان فرمایا ہے۔ **ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطھرین** اللہ پاک لوگوں اور توبہ کرنے والوں کو درست رکھتا ہے اس کتاب میں اتنی گنجائش نہیں کہ اس موضوع پر طرح روشنی ڈالی جا سکے۔

نماز حضوری پڑھنے کا طریقہ

جس وقت اذان کی آواز کان آئے فوراً اللہ جل شانہ کہہ کر ادب سے اس کی طرف متوجہ ہو جائیں اور دِل میں یہ خیال استوار کریں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضری اور اظہارِ عبودیت کا اعلان ہے۔ پھر جب مؤذن **اللہ اکبر** اور **اشھد ان لا الہ الا اللہ** کہے تو خدا تعالیٰ کی عظمت وجلالت اور الوہیت کا تصور کرتے ہوئے انہیں کلمات کو دِل اور زُبان سے کہیں اس کے بعد جب موذن **اشھد ان محمد رسول اللہ** کہے تو حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کے یقین کو تازہ اور رسالت کی عظمت کے پیشِ نظر رکھتے ہوئے خود بھی یہ کلمات اپنی زبان سے ادا کریں۔

اور حی علی الصلوٰۃ‘ حی علی الفلاح کے کلمات سن کر دل میں خیال کریں کہ یہ مؤذن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم سے ہی ہمیں نماز میں شرکت کی دعوت دے رہا ہے اور اپنی طرف ان کلمات دعوت کا جواب لا حول ولا قوۃ الا باللہ سے دیں کیونکہ خدا کی توفیق اور اعانت کے بغیر حصولِ سعادت دشوار ہے۔ آخر میں اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ سن کر حق تعالیٰ کی شان ربوبیت والوہیت کا اقرار تازہ کرتے ہوئے یہ خیال کریں کہ ایسے صاحبِ عظمت وجلال کے دربار میں حاضری انسان کی سعادت ہے اور اس سے غفلت وکوتاہی انتہائی شقاوت ہے۔

اس کے بعد خدائے قہار وجبار کی عظمت وجلال کا تصور پیشِ نظر رکھ کر انہایت عجز ومسکنت اور ادب وتعظیم کے ساتھ اس کی رحمت لامتناہی کی امداد ی رکھتے ہوئے مسجد کی طرف روانہ ہو جائیں اور مسجد کے دروازے پر پہنچ کر یہ تصور رکھیں کہ یہ خدا کا گھر اور اس کا دربار ہے اس مقام کا ادب نہایت ضروری ہے۔ پھر داہنا پاؤں اندر رکھ کر یہ دعا پڑھتے داخل ہوں۔ ربّ اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتك ترجمہ: اے اللہ میرے گناہ بخش دے اور اپنی رحمت کے دروازے میرے لیے کھول دے اس کے بعد مناجات اور عرض حال کا دل میں خیال کر کے خالق کونین ومکاں کے دربار میں ادب تعظیم اور نیت خالص کے ساتھ قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جائیں تمام خیالات دِل سے نکال دیں اور دِل کا رُخ یکسوئی کے ساتھ خدا کی طرف پھیر کر یہ دُعا پڑھیں: انی وجھت وجھی الذی فطر السموات والارض حنیفًا وما انا من المشرکین ۔ ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ ربّ العالمین لا شریك له بذٰلك امرت وانا من المسلمین اس کے بعد خدا کی عظمت وکبریائی اور اپنی عاجزی وبے چارگی اور تمام ماسوائے اللہ سے بے تعلق ہو کر نہایت خشوع وخضوع سے تکبیر تحریمہ اللہ اکبر کہیں اور دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اُٹھا کر باندھ لیں اور اس تصور سے کہ حق تعالیٰ اپنی شان کریمانہ سے میری طرف متوجہ ہے اور سن رہا ہے۔

سبحانك اللّٰھم ۔ پڑھیں اس کے بعد شیطان کے شر سے بچنے کے لیے خدا سے پناہ مانگیں اور اعوذ باللہ پڑھ کر سورۂ فاتحہ ایک ایک آیت ترتیل کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر اور سمجھ کر نہایت

ادب و تعظیم سے اور خشوع و خضوع کے ساتھ پڑھیں اس کے لیے سورۂ فاتحہ خدا تعالیٰ کے حضور میں بندہ کی عرضداشت ہے استحضار قلب کا پورا پورا خیال رکھیں۔ سورۂ فاتحہ کے بعد جو سورت چاہیں اور یہ خیال کریں کہ میری دُعا کا یہی جواب ہے قرأت ختم کرنے کے بعد شکر کے جذبات سے بھرپور جذبات کے ساتھ خدا کی عظمت اور اپنی عاجزی و بے چارگی کا تصور کر کے نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ رکوع کریں۔ بارگاہِ الٰہی میں سرخم کر دیں اور تسبیح پڑھیں۔ تسبیح پڑھ کر سمع اللہ لمن حمدہ کہتے ہوئے سیدھے کھڑے ہو جائیں اور یہ خیال رکیں کہ کلمہ خدا تعالیٰ کی طرف سی بطور جولاب میری زبانی سے کہلوایا ہے۔

اس کے بعد حق تعالیٰ کی بندہ نوازی اور قدر افزائی کے جذبہ سے سرشار ہو کر اللہ اکبر کہہ کر اللہ کے حضور میں سر رکھیں اور خدائے برتر کی تسبیح کریں پھر اس سجدہ اور عبادت کو خدا کی شان کے شایان نہ سمجھتے ہوئے ندامت اور اعتراف قصور کے ساتھ اللہ اکبر کہہ کر سجدہ سے سر اُٹھائیں پھر اللہ کہہ کر کھڑے ہو جائیں اور دوسری رکعت مثل پہلی رکعت کے ادا کریں۔ جب دو رکعت پوری ہو جائیں تو التحیات پڑھنے کے لیے نہایت ادب سے دوزانو بیٹھ جائیں اور کمال یکسوئی کے ساتھ التحیات پڑھیں اور قعدہ اخیرہ میں یہ خیال کر کے دربارِ خداوندی تک رسائی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے توسط سے ہی ہوتی ہے درود شریف کی شکل میں آ کے احسان کا اعتراف کریں۔ درودِ شریف پڑھنے پر نماز ختم ہو جائے گی مگر اس نماز کو نقاص اور قابلِ اِعتبار سمجھتے ہوئے یہ دُعا پڑھیں: اللّٰھم انی ظلمت نفسی ظلمًا کثیرًا وانہ لا یغفر الذنوب الا انت فاغفرلی مغفرۃ من عندك وارحمنی انك انت الغفور الرحیم اس کے بعد سلام پھیریں اور دونوں جانب کے فرشتوں اور مقتدیوں کی نیت کریں سلام پھیرنے کے بعد یہ خیال کرتے ہوئے کہ میری اس نماز میں نہ معلوم کتنی کوتاہیوں ہوئی ہوں گی۔ نہایت شرم وندامت سے تین بار استغفر اللہ پڑھیں۔

روزہ

روزہ اِسلام کی ایک اہم عبادت ہے۔ بندہ اور مولا کے درمیان ایک راز ہے بھوکا رہنا اللہ کی صفتوں میں سے ملتی ہوئی ایک صفت ہے روزہ کی اہمیت کا اندازہ اِس حدیث قدسی سے کیا

جا سکتا ہے۔ الصوم لی وانا اجزی بہ روزہ میرے لیے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ ماسوا روزہ کے دیگر عبادات کا اجر و ثواب من جانب مقرر ہے لیکن حق تعالیٰ نے روزہ کو اپنے لیے مخصوص فرما کر اس کے اجر و ثواب کی کوئی تحدید نہیں فرمائی۔ یہی وجہ ہے کہ تعلیم سلوک میں روزہ پر زور دیا گیا ہے سوائے ایام ممنوعہ کے اولیائے کرام ہمیشہ روزے رکھا کرتے ہیں۔

روزہ سے نفس کو خشوع اور قلب کو خضوع حاصل ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو بھوکے کا پیٹ ستر غافل عبادت گزاروں سے محبوب ہے۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ہے اجمعوا بطونکہ (الحدث) اپنے پیٹ کو خالی بھوکا رکھا کرو) یہ بھی ارشاد ہے:

بطن جائع احب الی اللہ تعالیٰ ممن سبعین عابد غافل (الحدیث)

بھوکے کے پیٹ کے نزدیک ستر غافل عبادت گزاروں سے زیادہ محبوب ہے۔

بھوک سے اگرچہ جسم انسانی بے رونق اور لاغر ہو جاتا ہے مگر دِل کی آرائش بڑھ جاتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ آدمی کھانا پینا چھوڑ کر بغرض ہلاکت میں پڑ جائے بلکہ غرض یہ ہے کہ کم کھائے اور کھائے تو اس نیت سے کھائے کہ خدا کی عبادت کی طاقت بحال رہے۔ شیطان کہتا ہے کہ جو آدمی پیٹ بھر کر نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے میں اس سے گلے ملتا ہوں اور جب وہ نماز پڑھ کر نکلتا ہے تو اس پر چھا جاتا ہوں اور جب بھوکا آدمی نماز میں مشغول ہوتا ہے تو میں اس سے دور بھاگتا ہوں۔

پیٹ بھر کے کھانے سے چونکہ طبیعت میں سستی آجاتی ہے اس لیے خشوع خوخضوع میں جو نماز کی روح ہے کمی آجاتی ہے بہر حال مسلمان کا نظریہ حیات یہ ہے کہ کھانا بقائے حیات کے لیے ہے نہ کہ برائے طعام خوردن برائے زیستن ذکر کردن است حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

اذا صمت فلیھم سمعک وبصرک ولسانک ویدک وکل عضو منک۔

"جب روزہ رکھا جائے تو آنکھ بھی روزہ سے ہو کان سے بھی روزے سے ہوں اور ہاتھ بھی روزے سے ہوں زبان بھی روزہ سے ہوں اور جسم کے تمام اعضاء

روزہ سے ہوں"۔

اس حدیث کی روشنی میں اگر کسی شخص نے غیر محرم عورت پر نظر ڈالی تو اس کا روزہ نہیں غیر مشروع آواز سنی۔ کسی کی غیبت کی یا گالی دی۔ کسی حسین و جمیل عورت عطر میں بسی ہوئی جاری ہو اس کی خوشبو کو سونگھا۔ کسی غیر محرم کو ہاتھ لگایا۔ دل میں برا خیال آیا۔ تعلیم سلوک میں روزہ اس لیے زور دیا گیا کہ روزہ رکھنے سے اِنسان ان تمام برائیوں اور گناہوں سے محفوظ رہتا ہے جن کا تعلق اعضائے جسمانی سے ہے۔ ایسا روزہ رکھنے سے روزہ دار کو خدا کے ہاں وہ نعمتیں ملیں گی جن کو نہ کسی نے دیکھا ہے نہ سنا ہے ان کا خیال کسی کے دِل میں گزرا ہے بشرطیکہ وہ ان تمام ممنوعات سے باز رہے ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے۔

رب صائم لیس له من صومه الا الجوع

"بہت سے ایسے روزہ دار ہیں جن کو روزہ سے ذرا سا بھی فائدہ نہیں پہنچتا ہاں دِن بھر بھوکے پیاسے رہتے ہیں"۔

حج

حج بھی اِسلام کے ارکان میں سے ایک رکن ہے ایک عاشقانہ عبادت ہے۔ اس عبادت کا حقیقی لطف اسی وقت ملتا ہے جب بندۂ حق سبحانہٗ جل مجدہ کا سچا عاشق ہو ورنہ اس کی مثال ایسی ہے۔

مکہ گئے مدینہ گئے کربلا گئے   جیسے گئے ویسے ہی چل پھر کر آ گئے

ایک شخص نے حضرت خواجہ جنید بغدادی سے ذکر کیا کہ میں حج کو گیا تھا۔ حضرت جنید بغدادی نے پوچھا: تو نے حج کیا تھا؟ جی ہاں! کیا تو نے گھر سے چلتے وقت تمام ظاہری و باطنی گناہوں سے توبہ کی تھی۔

کیا تو نے جس منزل میں قیام کیا تھا اس منزل کا راستہ حق کیلئے تلاش کیا تھا؟ کیا تو نے اِحرام باندھا تو جس طرح لباس و عادت سے کنارہ کشی کی صفات سے بشریہ سے بھی علیحدگی اِختیار کی؟ کیا جب تو عرفات پہنچا تجھے مشاہدہ حق حاصل ہوا؟ کیا تو نے کعبہ کا طواف کی۔ مقام تنزیہ کا طواف کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کا کمال دیکھا؟ کیا جب تو منیٰ میں آیا تیری تمنائیں اور

آرزوئیں تجھ سے دور ہوگئیں؟ کیا جب تو نے رمی جمار کیا تو اپنی نفسانی خواہشوں کو بھی نکال پھینکا؟ اس شخص نے سب باتوں کا جواب نفی میں دیا۔ حضرت جنید بغدادی نے فرمایا: جا' ان صفات کے ساتھ حج کر تو نے کچھ نہ کیا۔

زکوٰۃ

زکوٰۃ بھی مثل روزہ نماز کے اسلام کا رُکن ہے اور اہم ترین فرض ہے۔ زکوٰۃ کی پوری تفصیل تو شریعت کی کتابوں میں مذکور ہے اگر کسی شخص کے پاس ۲۰۰ روپے ہوں اور پورا سال ہونے کے بعد پانچ روپے زکوٰۃ کے فقراء یا دوسرے مستحقین کو دے دیئے جائیں گے۔ طریقت کی زکوٰۃ یہ ہے ۲۰۰ روپے میں صرف پانچ روپے اپنے خرچ کے لیے رکھ لیے باقی ایک سو پچانوے روپے راہِ خدا میں دے دیئے۔ حقیقت کی زکوٰۃ یہ ہے کہ جو کچھ ہو راہِ خدا میں صرف کر دے اپنے پاس ایک پیسہ نہ رکھے اس لیے کہ درویشی خود فروشی کا نام ہے۔ جب درویش نے اپنے آپ کو خدا کے ہاتھ فروخت کر دیا اور وہ خدا کا غلام بن گیا۔ غلام کسی چیز کا مالک ہوتا نہیں آقا ہی مالک ہوتا ہے اس لیے درویش کو روپیہ اپنے پاس رکھنے کی اجازت نہیں ہوتی۔

ہر چہ داری صرف کن در راہ او لن تنالوا البر حتّٰی تنفقوا

تقویٰ اور تزکیہ نفس

تقویٰ کے لغوی معنی اگرچہ ڈرنے کے ہیں لیکن شرعی اصطلاح میں اس کا مفہوم وسیع ہے اجمالی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ تقویٰ کے معنی خدا سے ڈرنے اور منہیات شرعیہ سے بچنا ہے۔ بعض علمائے ظاہر نے اگرچہ تقویٰ کے مفہوم کو شرک سے بچنے اور خدائے واحد پر ایمان لانے تک محدود رکھا ہے لیکن ارباب طریقت کی نظر سے میں تقویٰ کے مفہوم میں بہت وسعت ہے اس کے مختلف مراتب اور درجات ہیں حضرت خواجہ حسن بصری کے نزدیک تقویٰ کی ابتدائی منزل یہ ہے کہ ممنوعات شرعیہ سے پرہیز کیا جائے اور اِنتہائی منزل یہ ہے کہ ان امور سے بھی اِجتناب کیا جائے جن کی اجازت شریعت نے دی۔ حدیث قدسی میں فرمایا گیا ہے کہ مسلمان اس وقت تک متقی نہیں ہو سکتا ہے جب تک وہ لایعنی چیزوں سے پرہیز نہ کرے۔

تقویٰ صرف اس بات کا نام نہیں کہ اس کا دائرہ صرف ممنوعات سے پرہیز تک محدود ہے بلکہ صرف اس کا تعلق اوامر سے بھی ہے اگر شریعت نے کسی کام کی صریح اجازت دی ہے۔ بخیال تقویٰ اس کام کو چھوڑ دینا تقویٰ کی تعریف سے خارج ہے۔ مثلاً حالتِ سفر میں خدا کی طرف سے مسافر کو نماز قصر پڑھنے کی اجازت ہے لیکن اگر کوئی شخص بہ نیت حصولِ ثواب قصر نماز نہ پڑھے تو اس کا یہ فعل تقویٰ سے خارج ہے۔ بعض مفسرین نے تقویٰ کے تین مدارج بیان فرمائے ہیں۔

(۱) پہلا درجہ اِنسان کفر و شرک سے بچے اور خدا پر ایمان لائے۔ دوسرا درجہ تمام چھوٹے بڑے گناہوں سے پرہیز کرے۔ تیسرا درجہ اس چیز سے بھی بچے جو معبود حقیقی کی یاد سے غافل اور بے پرواہ بنا دے یہی اصل تقویٰ ہے۔ قرآن شریف چونکہ تینوں طرح کے پرہیز گاروں کے لیے نسخہ ہدایت ہے اس لیے عوام کے لیے اس کا حکم ہے کہ وہ کفر اور شرک سے بچیں۔

(۲) خواص ایمان کے ساتھ اوامر و نواہی کے پابند رہیں۔

(۳) خاص الخاص کے وہ ایمان اوامر و نواہی کی پابندی کے ساتھ اپنے نفس کو اس درجہ مزکّی کر لیں کہ انہیں شاید حقیقی کا جلوہ اور دیدار حاصل ہو۔ سلوک اور طریقت میں ریاضت و مجاہدایت کا منشاء تزکیہ نفس اور حصولِ تقویٰ ہے۔

ذکرِ الٰہی

اللہ تعالیٰ سے بندہ کا تعلق صف عبدت معبودیت کا ہی نہیں بلکہ عشق و محبت کا بھی ہے اللہ محبوب حقیقی ہے اور بندہ اس کا عاشق۔ محبت کے اسباب پر اگر نظر ڈالی جائے تو حسبِ ذیل چیزیں باعث محبت نظر آتی ہیں۔

(۱) اِنسان کسی سے اس کے حسن و جمال کے باعث محبت کرتا ہے۔

(۲) اِنسان کسی سے اس کے ذاتی کمالات کی وجہ سے محبت کرتا ہے۔

(۳) انسان کسی سے اس کی دولت یا طاقت کی وجہ سے محبت کرتا ہے۔

خدا تعالیٰ میں یہ تینوں ہی کیا اور بھی جتنے اسباب محبت ہیں صفات موجود ہیں۔

(۱) خدا تعالیٰ سے بڑھ کر دُنیا و آخرت میں کوئی حسین نہیں۔ حسیناں جہاں میں اسی حسن کا تو پرتو ہے جس پر عاشق اپنا جان و مال نثار کر دیتا ہے۔ اس لیے چشم بینا رکھنے والے

کے لیے محبوب حق سبحانہ کی ذات والا ہے۔

(۲) حق تعالیٰ سے بڑھ کر دُنیا و آخرت میں کوئی بھی کمال نہیں اِنسان اگر اس کی صنعت کمالات پر غور کرے۔ بڑے سے بڑے ماہر کاریگر کی قدرت وصنعت کے آگے سرخم کرنے کے سوا چارہ نظر نہ آئے گا۔

(۳) دُنیا میں اِنسان دولت یا طاقت کے نشہ سے مدہوش ہو کر نا معلوم کیا کیا کر گزرتا ہے حد یہ ہے کہ خدا کی ہمسری کا دعویٰ کر بیٹھتا ہے حالانکہ اِنسان کی خدا کے معاملہ میں کوئی حقیت نہیں۔ چہ نسبت خاک راہ با عالم پاک اِنسان اپنی موت و زندگی پر قادر ہے نہ کسی معدوم چیز کی ہستی عطا کرنے کی طاقت رکھا ہے۔ اِنسان جس طاقت یا دولت پر گھمنڈ کرتا ہے وہ طاقت یا دولت بھی تو اسی کی بخشش ہے۔ اگر خدا کسی سے اپنی دی ہوئی نعمت لے لے تو ساری دُنیا جمع ہو کر بھی مسلوب کو نعمت مسلوبہ واپس نہیں کر سکتی۔

بہر حال خدا ہی مطلوب حقیقی ہے۔ دُنیائے محبت کا قانون ہے من احب شیے اکثر ذکرہ آدمی کو جس چیز سے محبت ہوتی ہے وہ اکثر اسی کا ذکر کیا کرتا ہے دُنیائے محبت کی اس قانون کے تحت خدا سے محبت کا دعویٰ اسی وقت صحیح اور قابلِ تسلیم ہوگا جب اس کا ذکر زُبان پر ہو اسی کا تصور دِل میں ہو بس وہی ہو۔ اسی سے یہ بات بھی مفہوم ہوتی ہے کہ اِنسان کی تخلیق کا مقصد خدا تعالیٰ سے عشق و محبت ہے اِنسان اِنسان نہیں ہوتے درجہ کا جانور ہے نہیں نہیں جانور بھی خدا کے محب صادق ہیں طلوع صبح صادق اور غروب کے وقت چڑیوں کا چہچہانا قمری کی حق سرہ کی صدا اظہار عشق نہیں تو اور کیا ہے۔

تلاوتِ قرآن

اللہ تعالیٰ کے ذکر میں سب سے بلند مرتبہ تلاوتِ قرآن ہے اس لیے جب تک ذاکر جب تک ذکر میں مشغول رہتا ہے۔ کیفیات میں گونا گوئی رہتی ہے لیکن ذکر کرتے ہی وہ کیفیت علی حالہ قائم نہیں رہتی۔ قرآن کی تلاوت چونکہ انوارِ رسالت سے وابستہ ہے اس لیے اسے دوام حاصل ہے حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے اوائل عمر میں سمرقند اور بخارا میں جا کر سب سے پہلے قرآن کی تعلیم حاصل کی اور حضرت خواجہ غریب نواز کا ہمیشہ کا معمول رہا کہ

وہ دن رات میں دو قرآن شریف ختم فرما لیتے تھے۔

اذکار و اشغال

طلوع صبح صادق سے پہلے یا مغرب و عشاء کے درمیاں خلوت میں چارزانو بیٹھ کر داہنے پیر کے انگوٹھے سے بائیں پیر کی رگ کی ماس کو مضبوطی سے پکڑ کر دونوں ہاتھ اپنی دونوں رانوں پر رکھ کر کھول دیں اور لا الہ کو پہلوئے چپ. مقام دِل سے شروع کریں یعنی ختم ہو کر سر بجانب چپ وزانوئے راست سے گزار کر داہنے مونڈھے تک لے جائیں اور وہاں سے پشت کی جانب قدرے خم دے کر مقام دِل پر آنکھیں بند کر کے لا الٰہ الا اللّٰہ کی ضرب لگا س لا الہ کہتے وقت آنکھیں بند کرلیں لا الہ کہتے وقت ماسوائے الا اللہ کہتے ہوئے اس کا تصور کریں کہ بس صرف ایک ذات پاک حق سبحانہ کی ہے دس مرتبہ ضرب لگانے کے بعد ایک مرتبہ محمد رسول اللہ کہنا چاہیے۔

ذکر اسم ذات

اسم ذات کے ذکر کتنے طریقے ہیں:

(۱) حبس دم بھر کر کے آنکھیں کھلی چھوڑ کر اس قدر اللہ اللہ کہیں زُبان لڑکھڑا جائے آنکھوں تلے اندھیرا آجائے۔

(۲) دوسرا طریقہ پاس انفاق ہے جس وقت پیٹ سے سانس باہر آئے لا الٰہ اور جس وقت سانس پیٹ میں جائے الا اللہ زُبانِ قلب سے کہیں۔

(۳) طریقہ یہ ہے کہ جو حضرت غوث اعظم کا معمول ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ چارزانو بیٹھ کر گردن کی شکم تک خم کرے داہنے مونڈھے پر لے جا کر ہاتھ بائیں مونڈھے پر ہو اور آگے کی طرف سرنگوں کر کے ہی ضرب لگائیں۔

اذکار نفی و اثبات (ذکر چہار ضربی)

چارزانو حسبِ طریقہ مقرر بیٹھ کر لا کو دونوں زانوں کے درمیان سے کھینچ کر بائیں زانو پر لائیں اور الہ کو داہنے مونڈھے پر ضرب دیتے ہوئے بائیں مونڈھے پر ہا کی ضرب کو پورا کریں

اس کے بعد الا اللہ کی ضرب دِل پر لگائیں۔

ذکر پنج ضربی

بائیں پہلو سے لا اللہ شروع کر کے داہنے مونڈھے پر ختم کریں۔ اس کے بعد داہنے مونڈھے کو اٹھا کر الا اللہ کی ضرب لگائیں پھر سر جانب پشت لے جا کر ایک ضرب لگائیں اور اسی طرح سلسلہ جاری رکھیں اور ذکر میں حبس دم ضروری ہے (نوٹ) ذکر نفی واثبات میں مبتدی کے واسطے تلقین اشد ضروری ہے جس طرح پیر ومرشد بتائیں اسی پر عمل کریں۔ ذکرِ نفی و اثبات کے اور بھی بہت طریقے ہیں بخوف طوالت خوف ۲ طریقوں سے اکتفا کیا گیا ہے۔

اذکارِ اثبات

یک ضربی مفرد

چار زانو طریقہ مقرر پر بیٹھ کر بائیں زانو پر پے در پے الا اللہ کی ضرب لگائیں زُبان سے الا اللہ کہیں دِل میں لا موجود الا اللہ کا ذکر رکھیں۔

دوضربی بہ دوکوب

پہلے ایک ضرب بائیں زانوں پر لگائیں پھر ایک ضرب نیم کج ہو کر بائیں کہنی پر لگا کر الا اللہ کہتے ہوئے سر کو جانب زمین لے جا کر اوپر لا کر ایک ضرب اپنے سامنے لگائیں اور اسی طرح سلسلہ جاری رکھیں۔

سہ ضربی بہ سہ کوب

بہ نشست مذکور ایک ضرب زانوئے چپ پر اور ایک کوب اپنے درمیان اور ایک ضرب زانوئے راست پر اور ایک کوب اپنے درمیان اور ایک ضرب درمیان دو زانو کے اور ایک کوب الا اللہ کی اپنے دِل پر لگائیں۔

چہار ضربی

بہ نشست متذکرہ ایک ضرب الا اللہ کی جانب سے راست پھر جانب چپ پھر ایک دِل پر اور ایک اپنے روبرو لگائیں۔

اذکارِ اسم ذات

یک ضربی

بہ نشست معہود سر کو داہنے مونڈھے کی طرف قدرے بلند کر کے اللہ اکبر کہتے ہوئے بائیں پہلو پر ضرب لگائیں۔ اثنائے ذکر میں آنکھیں کھلی رہیں اور یہ شغل متواتر جاری رکھیں۔

یکہ ضربی بہ اسم ذات

دونوں ہاتھ دونوں زانو پر رکھ کر اللہ کہتے ہوئے معدہ کو اوپر کی طرف سختی سے کھینچیں اور سر اور کمر کو بلند کر کے اللہ کہتے ہوئے زیر ناف ضرب لگائیں۔ یہ شغل اتنی دیر جاری رکھیں کہ بے خودی طاری ہو جائے۔

ذکر لاہوتی

سر کو بائیں کو مونڈھے کی طرف اور اندر کی جانب پشت کو خم دے کر دو مرتبہ ھو علی الاتصال کہیں اور ایک ضرب اپنے دِل پر لگائیں لیکن منہ اسی جگہ رہے پھر سر کو بائیں مونڈھے پر رکھ کر دو مرتبہ ھو کہیں اور ایک ضرب داہنے پہلو پر لگائیں بعدہ دو ضرب زانوئے چپ اور دو ضرب درمیان دو زانو اور ایک ضرب داہنے پہلو پر لگائیں۔ لیکن منہ اسی جگہ رہے پھر سر جو بائیں مونڈھے پر رکھ کر ۲ مرتبہ ھو کہیں اور ایک ضرب داہنے پہلو پر لگائیں بعدہ ۲ ضرب زانوے چپ اور ۲ ضرب درمیان دو زانو اور ایک ضرب دل پر اور دو ضرب داہنے زانو پر اور ایک ضرب بائیں پر لگائیں پھر سر کو داہنے مونڈھے پر لے جا کر کہیں ھو اور ایک اور ضرب بائیں پہلو پر لگائیں پھر سرین قدرے بلند کر کے دو زانو بیٹھیں اور تین ضرب لگائیں اور بائیں جانب سے داہنی جانب پھر جائیں اسی طرح شغل جاری رکھیں۔

ذکر جبروتی

سر کو درمیان دو زانو کے نزدیک زمین لے جا کر یا اَحد یا واحد پے در پے دس مرتبہ کہیں اور سات مرتبہ ضرب اللہ اللہ لگائیں۔

ذکر ملکوتی

ایک ضرب یا بدیع کی زانوئے چپ پر اور ایک ضرب یا باعث کی داہنے پہلو پر اس کے بعد ایک ضرب یا نور کی داہنے پہلو پر ایک ضرب یا شہید کی بائیں پہلو پر لگائیں پھر سر اور کمر کو بلند کر کے اللہ کی ضرب دل پر لگائیں۔

ذکر سوتی

سر کو تین بار دو زانو کے درمیان لے جائیں اور وہاں سے اللہ کہتے ہوئے سر اُٹھا کر اللہ کی ضرب دِل پر لگائیں پھر سر کو اسی جگہ لے جا کر اسی طرح یا اللہ کی زانوئے چپ پر ضرب لگائیں پھر سر کو یا اللہ کہتے ہوئے اُٹھا کر یا اللہ کی ضرب دل پر لگائیں۔

ذکر مدور الحلق حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ رحمۃ اللہ علیہ دہلی

نشست مذکور کے ساتھ بیٹھ کر سر کو بائیں مونڈھے سے لا الہ کہتے ہوئے داہنے مونڈھے پر پہنچا دے اور وہاں سے ٹھوڑی کو زانوئے چپ لا کر لا الہ کی ضرب دِل پر لگا دیں اور اسی طرح مشغول رہیں۔

ذکر حدادی

دو زانو ایستادہ کر کے اس طرح بیٹھیں کہ ہر دو سرین زمین پر ہوں اور دونوں ہاتھ آسمان کی طرف دراز کرے اور دو زانو ہو کر لا الہ کہے اور پھر وہاں سے اپنی نشست گاہ پر آ کر دونوں ہاتھ جوڑ کر الا اللہ کہتے ہوئے سینہ پر ضرب لگائیں اور اسی طرح شغل جاری رکھیں۔

ذکر حلاج

یہ ذکر شیخ الاسلام حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے ہندی زبان میں ایجاد کیا ہے طریقہ یہ ہے کہ آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے اھون تون کہے اور تھوڑی دیر اسی طرح آسمان کو دیکھتے رہیں پھر زمین کی جانب دیکھے اور بطرز مذکر زبان سے اھون توں کہے اور کچھ دیر زمین کی طرف دیکھیں پھر اس کے بعد اپنے دِل میں خیال کرے اور متواتر یا سات بار اھون توں کہیں پھر اس ذکر کو شروع کر دیں۔

اشغال

شغل سلطان الاذکار

یہ شغل حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبل بعثت کیا تھا اسی شغل کے بعد آپ پر وحی نازل ہونی شروع ہو گئی تھی حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ شغل غارِ حرا میں کیا تھا حضرت غوث الاعظم پیران پیر نے یہ شغل غارِ حرا میں ۱۲ سال جاری رکھا بہت سے فوائد و کشائش باطنی حاصل ہوئی۔ طریقہ جنگل یا کسی مکان میں جہاں کسی آدمی کا گزر نہ ہو رات یا دِن کو بطور سہ پایا بیٹھ کر شہادت کی دونوں انگلیوں کے پوروں سے دونوں کان بند کریں۔ کانوں میں ایک آواز پانی کے گرنے کی سی آئے گی۔ جس وقت یہ آواز آنے لگے اس کی طرف ہمہ تن متوجہ ہو جائیں یہ آواز رفتہ رفتہ اس درجہ غالب آئے گی کہ پھر بازار اور مجمع خلائق سنائی دینے لگے اس شغل کی ترکیب اپنے پیر و مرشد سے کرنی ہے۔

شغل مرشد

آنکھیں بند کر کے پیر و مرشد کا تصور اس درجہ کریں کہ خود مرشد اور عین صورت مرشد ہو جائے اور جو قول و فعل اپنے سے سرزد ہو وہ مرشد کی جانب سے تصور کرے۔ ہر وقت مرشد کا تصور اور سراپا نظروں میں ہے۔

تصوف کا کورس

سچا صوفی بنے اور اولیاء اللہ کی جماعت میں شامل ہونے کے لیے اثنائے سلوک میں سالک کو جس تعلیم کی ضرورت ہے۔ اس تعلیم کا خلاصہ اور اجمالی بیان سطور ذیل میں پیش کیا جا رہا ہے۔ سالک راہِ حق کو جن عادات و رسوم کی پابندی ضروری ہے اس مضمون میں انہی عادات و رسوم پر عام فہم انداز میں روشنی ڈالی گئی ہے اُمید ہے کہ سلوک سے تعلق رکھنے والے حلقوں میں یہ مضمون نظر پسندیدگی سے دیکھا جائے گا۔

طہارت

(۱) صوفیائے کرام کی عادت ہے وہ ہر وقت باضو رہتے ہیں اگر کسی وجہ سے پانی کے استعمال

سے معذور ہوتے ہیں تو تیمم کر لیتے ہیں اس لیے سالک راہ سلوک پر لازم ہے کہ ہمہ وقت باوضو رہا کرے۔

(۲) شرعی نقطہ نظر سے اگر ایک وضو سے متعدد فرض نماز ادا کرنا جائز ہے لیکن ارباب تصوف کے نزدیک ہر نماز کے لیے تجدید وضو ضروری ہے۔

(۳) صوفیائے کرام پانی کا بھی خاص اہتمام رکھتے ہیں اس لیے وہ عموماً آب رواں کے کنارے اپنا مسکن ومقام بناتے ہیں لیکن اگر کسی وقت کنویں کا پانی استعمال کرنے کی ضرورت لاحق ہو تو وہ اِس بات کا خاص لحاظ رکھتے ہیں کہ کوئی شخص کنویں پر جوتے پہنے نہ چڑھے پیروں پر ناپاک مٹی یا کیچڑ نہ لگی ہوئی ہو۔ڈول کنویں پر پیروں پر نہ پڑا ہوا ہو کنویں میں چڑیاں بیٹ نہ کرتی ہوں۔

۴- خود پانی لے کر وضو کرنا افضل ہے لیکن ضرورت کے وقت دوسرے آدمی سے مدد لینا جائز ہے۔

۵- وضو کرتے وقت جو دعائیں ماثور ہیں ان سے زبان ودہن کو تر رکھنا چاہیے صوفیوں کیلئے ذکرِ الٰہی سے غفلت موت کے مترادف ہے۔

۶- وضو کرتے وقت ہر عضو کے دھونے میں اِتصال انفصال کا خاص لحاظ رکھنا چاہیے۔ وضو کرتے وقت باطنی طہارت اعضاء کا بھی دھیان رکھیں تا کہ طہارت کامل طور پر حاصل ہوئے اور پورا پورا اجر وثواب ملے۔

۷- اگر چہ فرض نماز کی ادائیگی کے لیے صرف وضو پر اکتفا جائز ہے لیکن اگر ممکن ہو سکے تو ہر نماز میں انشراح یکسوئی اور جمعیت خاطر حاصل ہوتی ہے۔

۸- وضو کرنے کے بعد دو رکعت تحیۃ الوضو ضرور پڑھا کریں اس کا بہت بڑا ثواب ہے۔

۹- وضو کرتے وقت دُنیا کی باتیں نہیں کرنی چاہئیں اس سے وضو کا ثواب جاتا رہتا ہے۔

۱۰- وضو کرنے کے بعد فرضوں سے پہلے تحیۃ الوضو یا سنتیں پڑھنا مسنون ہے کوئی دُنیاوی کام کرنا درست نہیں۔

۱۱- استنجا ننگے سر نہ کرنا چاہیے بہتر یہ ہے کہ استنجا کرتے وقت دستار یا ٹوپی اتار کر رومال یا اور

کوئی کپڑا سر سے لپیٹ لیں۔

۱۲- سالک کو سوتے وقت باوضو سونا چاہیے۔ اگر سوتے ہوئے آنکھ کھل جائے تو وضو کر کے تحیۃ الوضو پڑھ کر سو جائیں۔ وضو کرنے سے شفا حاصل ہوتی ہے دِل کا ملال دور ہوتا ہے۔ ہمیشہ باوضو رہنے سے چہرہ روشن اور پُرنور ہو جاتا ہے۔

نماز فرض و نوافل

۱۳- صوفی کو فرض نمازیں اوّل وقت ادا کرنے کا اِہتمام کرنا چاہیے اوّل وقت نماز پڑھنے کا بہت ثواب ہے۔

۱۴- فجر اور عصر کی نماز میں چونکہ مخصوص وظائف پڑھے جاتے ہیں اِس لیے اِن دونوں نمازوں کو خصوصیت سے اوّل وقت پڑھنا چاہیے۔

۱۵- فجر کی نماز پڑھ کر جو اور وظائف پڑھتے ہوں ان سے فارغ ہو کر نماز اشراق پڑھ کر تلاوتِ قرآنِ پاک میں مشغول ہونا چاہیے۔ اس وقت میں کتب سلوک و تصوف یا بزرگانِ دِین کے ملفوظات کا مطالعہ کرنا بھی اچھا ہے۔

۱۶- عصر کی سنتوں کو کبھی قضا نہ ہونے دیں۔ اگر کبھی کسی وجہ سے عصر کی سنتیں فوت ہو جائیں تو خلوت میں قضا پڑھے لیکن ترک کسی حالت میں نہ کریں۔

۱۷- رات کی نوافل یا وظیفہ کچھ پڑھنے سے رہ گیا ہو تو طلوع صبح صادق کے بعد اس کی قضا بلا کراہت درست ہے سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ محبوبِ الٰہی قدس سرہ کے مریدوں اور خلفاء کا اسی طریقہ پر عمل رہا۔

۱۸- اگر خیالات میں یکسوئی اور حضوری حاصل ہو تو فجر کی نماز میں طولِ قرأت مسنون ہے ورنہ حضوری کے ساتھ مختصر قرأت بہتر ہے۔

۱۹- نماز پڑھتے وقت خیالات اور دِل کو یکسوئی رکھنا چاہیے۔

۲۰- فرائض پنجگانہ کے بعد نوافل پڑھنے سے بہتر ہے کہ مراقبہ میں وقت صرف کیا جائے۔ ورنہ جس عبادت میں ذوق حاصل ہو وہی عبادت سالک کے لیے افضل ہے۔

جماعت

۲۱- نماز با جماعت پڑھنا واجب ہے۔ سالک شہر میں ہو یا جنگل میں ہر فرض نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنا چاہیے۔ ہاں اگر جنگل میں جماعت دُشوار ہو تو تنہا نماز پڑھنا بھی درست ہے۔

۲۲- وقتِ مقبول

سالک کو چاہیے کہ جن اوقات میں دُعا قبول ہوتی ہے۔ ان اوقات کو ضائع نہ کرے۔ وقت مقبول کون سا ہے۔ اس بارے میں بزرگوں کے مختلف اقوال ہیں۔

۱- وقت مقبول طلوع صبح صادق کا وقت ہے۔

۲- فجر کی سنتوں اور فرض کا درمیانی وقت ہے۔

۳- چاشت کا وقت ہے۔

۴- وقت مقبول مغرب کے بعد عشاء تک ہے۔

۵- بعد نصف شب ہے۔

۶- آخر شب قریب صبح کا وقت ہے۔ مرید صادق کو ان اوقات میں ذکر شغل، مراقبہ، تلاوت یا نوافل میں صرف کرنا چاہیے۔

اوقات مکروہہ اور بزرگان کا طریق کار

۲۳- فقہائے کرام کے نزدیک اوقات مکروہہ میں نماز پڑھنا منع ہے لیکن صوفیائے کرام ان اوقات میں نماز اور مراقبہ میں مشغول رہتے ہیں۔

۲۴- بعض صوفیاء اوّل شب میں سو جاتے ہیں اور نصف شب کے وقت بیدار ہو کر وضو کر کے عشاء کی نماز ادا کر کے ذکر و مراقبہ میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ اس تدبیر سے دن بھر کی تھکاوٹ دور ہو کر طبیعت بشاش ہو جاتی ہے۔

۲۵- بعض بزرگوں کا یہ طریقہ ہے کہ عصر کی نماز سے عشاء کے بعد تک سوائے عبادت کے کوئی کام نہیں کرتے کسی سے بولتے بات تک نہیں کرتے۔ روزہ چند قطرہ آب سے افطار کر

کے بدستور عبادت میں مشغول رہتے ہیں عشاء کی نماز پڑھ کر کچھ کھا پی لیتے ہیں نماز سے فراغت کے بعد کوئی نوافل پڑھنے لگتا ہے کوئی ذکر میں لگ جاتا ہے۔کوئی تلاوت قرآن میں مشغول ہو جاتا ہے۔مبتدی کے لیے ان اوقات میں سب سے بہتر عمل مراقبہ ہے

نمازِ تہجد

۲۶- سالک کو نمازِ تہجد پڑھنا نہایت ضروری ہے۔نمازِ تہجد سے روحانی مراتب میں عروج اور ترقی حاصل ہوتی ہے۔نماز تہجد کی ادائیگی کے لیے اختیار ہے کہ اوّل شب میں سو جائے اور نصفِ شب کے قریب بیدار ہو کر باقی تمام شب عبادت میں گزار دے یا اوّل تہائی اور آخر تہائی میں آرام کر لے یا اوّل شب میں کچھ دیر سو کر بیدار ہو جائے پھر صبح کے قریب کچھ دیر سو رہے۔

۲۷- سالک کو وقت شب غافل نہ سونا چاہیے بلکہ اسے اپنی حالت ایسی بنانی چاہیے جس کی نسبت سے کہا گیا ہے کہ ان کا کھانا مریض کے کھانے جیسا اور نیند ڈوبنے والے کی نیند جیسی ہے۔سالک کو رات کے وقت بہت کم سونا چاہیے۔

آداب خواب

۲۸- حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشاد ہے:تنام عینای ولا ینام قلبی (میری آنکھیں سوتی ہیں مگر دِل نہیں سوتا) صوفی کی نیند بھی ایسی ہی ہونی چاہیے اسے اتنا غافل نہ ہونا چاہیے کہ اپنے وجود کی خبر نہ رہے سالک کو باوضو سونا چاہیے تاکہ شیطانی اثرات سے محفوظ رہے۔

۲۹- سالک کیلئے دوپہر کا سونا (قیلولہ) بہت مفید ہے اگر نیند نہ آئے تب بھی لیٹا رہے دوپہر کو کچھ دیر آرام کرنے سے قیامِ شب میں کسل پیدا نہیں ہوتا۔

۳۰- کچھ رات کو بیدار رہتے ہیں اور دِن بھی آرام نہیں کرتے ان کی آنکھیں بوجھل ہو جاتی ہیں۔رخساروں پر زردی آ جاتی ہے پیشانی پر نور نظر آتا ہے ان علامات سے شب بیداری ظاہر ہو جاتی ہے سالک کو اخفائے حال کی کوشش کرنی چاہیے ایسی باتوں سے پرہیز کرنا چاہیے جس سے لوگوں میں شہرت اور ناموری پیدا ہوا۔

۳۱- سالک کے لیے نہایت ضروری اور ارکان سلوک میں سے ایک اہم رُکن ہے۔

۳۲-فرض روزہ کے علاوہ روزہ کی کئی قسمیں ہیں صوم دوام-صوم داؤدی- طے کا روزہ (صوم دوام) ہمیشہ روزہ رکھنا۔ یہ طریقہ سلوک میں سے بہت ہی عمدہ ہے۔صوم داؤدی ایک دِن روزہ رکھنا پھر تیسرے دِن روزہ رکھنا۔

۳۳- طے کا روزہ دو روز اور ایک شب کے روزہ کو طے کہتے ہیں۔صوفیائے کرام کی عادت روزہ کے بارے میں مختلف ہے بعض حضرات ہفتہ میں تین دِن یعنی پیر جمعرات اور جمعہ کو روزہ رکھتے ہیں بعض جمعرات اور جمعہ کو رکھا کرتے ہیں بعض بزرگوں نے سال میں اِن روزوں کو پسند کیا ہے ۹ روزے ذی الحجہ کے دس محرم کے اور شوال کے۔

بہر حال سالک کے لیے ایام بیض یعنی ۱۳-۱۴-۱۵ تاریخ قمری کے روزے لازمی ہیں بشرطیکہ ضعف پیری یا بیماری مانع نہ ہو۔بعض صوفیاء دِن بھر کچھ نہیں کھاتے غروب آفتاب سے پہلے کچھ کھا لیتے ہیں۔ روزہ کی نیت خودستائی کے ساتھ نہیں کرتے۔ سالک کو اختیار ہے کہ طریق متذکرہ بالا میں سے جس طریقہ کو چاہے اپنے لیے اختیار کرے لیکن صوم دوام بہ نسبت اور دوسرے روزوں کے زیادہ بہتر ہے۔

۳۴- سلوک میں ان چار چیزوں کا اِختیار کرنے کا حکم ہے۔کم کھانا۔کم بولنا اور کم سونا لوگوں سے میل جول کم کرنا یہ چار باتیں سلوک کی بنیاد ہیں۔

۳۵- طے کا روزہ رکھنے کیلئے پہلے صوم دوام کی عادت ڈالنا ضروری ہے عادت ہو جانے کے بعد کھانا عشاء کے بعد کھایا کریں اور بتدریج روزانہ کھانے میں دیر کرتے جائیں طے کا روزہ رکھنے کے بعد تین دِن کا روزہ بھی رکھا جا سکتا ہے اس کی عادت ہونے پر دس روز بیس روز مہینہ سال بھر تک بغیر کھائے پیئے صبر کیا جا سکتا ہے لیکن اس قسم کا روزہ رکھنے کی اِجازت اس وقت ہے جب روزہ رکھنے سے حوائج ضروری پوری ہونے میں حرج واقع نہ ہو ورنہ اس قسم کا روزہ رکھنا ہی بہتر ہے۔

تقلیل طعام

۳۶-خوراک کم کرنے کی عادت ڈالنے کی مختلف صورتیں ہیں۔ایک صورت یہ ہے کہ آدمی

جتنی خورک کم کھاتا ہے اس کے برابر چنے وزن کے کرکے اور ہر روزان چنوں میں ایک چنا کم کرکے اپنی خوراک کا آٹا وزن کرلیا کرے اس طرح سال بھر میں ۳۶ چنوں کی برابر خوراک کم ہو جائے گی۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اپنی خوراک کے وزن برابر ایک گیلی لکڑی کو تول لے اور روزانہ اسی لکڑی کے وزن برابر خوراک کھایا کرے جوں جوں لکڑی سوکھتی جائے گی خوراک کم ہوتی جائے گی۔ تیسری صورت میں یہ ہے کہ روزانہ اپنی غذا میں سے ایک لقمہ کم کھایا کرے۔ سالک کے لیے ضروری نہیں کہ ان تین طریقوں میں سے کسی ایک نہ ایک طریقے کو اختیار کرے۔ تقلیل طعام کا جو طریقہ مناسب ہو اختیار کرسکتا ہے۔

اعتکاف

۳۷- رمضان کے آخر عشرہ کا اعتکاف سنت موکدہ ہے۔

۳۸- جو مشائخ مسجدوں یا خانقاہوں میں سکونت رکھتے ہیں وہ بجز اعتکاف رمضان کے اور کوئی وقت معین نہیں کرتے اس لیے کہ مسجد خانقاہ میں قیام سے وہ خود ہی شرائط اعتکاف کے پابند ہوتے ہیں۔

۳۹- بعض صوفیاء ۴۰ روز کا بعض ۳ چلوں کا اِعتکاف اِختیار کرتے ہیں۔

۴۰- صوفیوں کو ایام بیض کے روزے پابندی کے ساتھ رکھنے چاہئیں اس میں اتباع سنت بھی ہے اور اردو وظائف کی رعایت بھی۔

نکاح یا نوافل

۴۱- سالک کو ابتدائے احوال میں نوافل میں استعمال بہتر ہے ورنہ یہ عمومی مشاہدہ ہے کہ جو سالک عورت اور شادی کے چکر میں پڑ جاتا ہے۔ منزلِ مقصود سے رہ جاتا ہے رزق طلب فنا ہو جاتا ہے۔

۴۲- صوفی کو لازم ہے کہ تمام اوصاف کمال حاصل کرنے کے بعد اپنے اوراد میں سے بھی کوئی ناغہ نہ کرے۔ مشائخ چشت نے باوجود کمال حاصل کرنے کے کبھی اپنا وظیفہ فوت نہیں کیا بزرگانِ طریقت کا طریق منہود ترک نہ کرنا چاہیے۔

کھانا کھانے کے آداب

۴۳۔ کھانا کھاتے وقت خدا کا ذکر ضرور کرنا چاہیے ہر لقمہ پر بسم اللہ پڑھا کریں بعض بزرگ اتنی دیر میں لقمہ چبایا اور نگلا جاتا ہے بسم اللہ اور سورۂ فاتحہ ختم کر لیتے ہیں یہ حقیقت میں ان بزرگوں کی کرامت ہے۔

۴۴۔ سالک کو بھوک بڑھانے کے لیے سفوف ہاضم نہ استعمال کرنا چاہیے۔

۴۵۔ اگر کئی اقسام کے کھانے دستر خوان پر ہوں تو مزے مزے کے کھانے دیکھ کر زیادہ نہ کھانا چاہیے۔

۴۶۔ میزبان کو چاہیے کہ مہمان کو ثقیل اور ریاح پیدا کرنے والا کھانا نہ کھلائے۔

۴۷۔ مہمان کو چاہیے کہ جو کچھ اس کے آگے آئے بخوشی قبول کرے ایسی فرمائش نہ کرنی چاہیے جس کو پورا کرنے میں میزبان کو دقت ہو۔

۴۸۔ اگر کسی شخص کے ہاں ضیافت طعام پر جائے تو کچھ نہ کچھ لے کر جائے خالی ہاتھ نہ جائے۔

۴۹۔ اگر برتن کسی شخص کو بطور تحفہ پیش کرنا ہو تو اسے خالی نہ لے جانا چاہیے کہ کوئی مناسب چیز اس کے اندر ہونی چاہیے۔

۵۰۔ اگر کسی شخص کے ہاں کھانا بھیجے تو اتنا ضرور ہونا چاہیے جو اس کے لیے کافی ہو۔

آداب ضیافت طعام

۵۱۔ دعوت کے موقعہ پر کسی شخص کو اپنے ہمراہ نہ لے جانا چاہیے۔

۵۲۔ اگر ایسا اتفاق ہو جائے تو اس شخص کو کھانے میں شریک کرنے کے لیے میزبان سے اجازت حاصل کرنا ضروری ہے۔

۵۳۔ مجلس ضیافت میں جہاں جگہ مل جائے بیٹھ جائے صدر مقام یا جوتیاں اُتارنے کی جگہ بیٹھنے کی کوشش نہ کرنی چاہیے۔

۵۴۔ اگر لوگ اصرار کر کے صدر مقام پر بٹھلائیں تو اس وقت صدر مقام پر بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں۔

۵۵۔ کھانا کھاتے ہوئے چھوٹا نوالہ لینا چاہیے۔ ایسی نشست نہ بیٹھے جس سے یہ معلوم ہو کہ یہ

آدمی کھانا خوب کھائے گا۔ نہ کھانے سے بے رغبتی کا اظہار کرے۔ نہ بڑے بڑے لقمے کھائے جب تک لوگ کھاتے رہیں خود بھی اِن کا ساتھ دیتا رہے۔ اپنے آگے سے کھائے۔ کھانا اِس طرح نہ کھائے کہ ہاتھ اور ہونٹ آلودہ ہو جائے تین اُنگلیوں سے نوالہ بنا کر کھانا چاہیے۔ کھانا کھاتے وقت دایاں پیر کھڑا رکھنے بائیں پیر کو بچھا کر اس پر بیٹھ جائے۔ یہ نشست کھانے کے لیے سنت ہے۔ مگر مشائخ اور بزرگوں کے سامنے مؤدب بیٹھنا چاہیے۔ کھانا کھانے کے بعد لوگوں کے سامنے سلفچی میں کلی نہ کرے۔

۵۶- صوفیوں کے لیے کھانے کا بہترین وقت دوپہر کا قریب زوال کے اور رات کو بعد نماز عشاء ہے۔

۵۷- دو وقت سے تیسرے وقت نہ کھانا چاہیے اگر کھانے کا اِتفاق ہو تو بہت کم کھائے۔

۵۸- مجلس ضیافت سے رُخصت ہوتے وقت مختصر الفاظ میں میزبان کا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔

شرائط اور ارادت اور ابتدائی فرض

۵۹- علمائے تصوف نے ارادت کے لیے ۱۶ شرطیں بیان فرمائی ہیں۔

(۱) سب سے پہلے مرید ہونے والے کو پیر و مرشد کی جستجو لازم ہے۔

(۲) طالب جوان مرد اور صاحب ہمت ہو جو اپنے دِل سے گھر بار اور بیوی بچوں سے تعلق منقطع کر سکے۔

(۳) جہاں تک ہو سکے نفس کا تزکیہ کرے۔ تمام محرمات اور مکروہات شرعیہ کو چھوڑ دے اور دُنیا کی لذتوں سے جدا ہو جائے۔

(۴) اپنی ریاضت و مجاہدہ کو شمار نہ لائے۔

(۵) خلوت اور گوشہ نشینی اختیار کرے۔

(۶) عورت سے الگ رہے اگر بیوی موجود ہو تو بجز اشد ضرورت کے اس کے پاس نہ جائے۔

(۷) اکل حلال کا اِنتظام کرے اور صوم دوام رکھے۔

(۸) پیر کا حکم مستعدی سے بجا لائے۔

(۹) بہت کم سوئے۔

(۱۰) جب دو کام سامنے آئیں تو ان میں جو بہتر ہو اس کو اِختیار کرے۔

(۱۱) نفس کی خواہش پر عمل نہ کرے۔

(۱۲) اپنے آپ کو سب سے بدتر حقیر و ذلیل سمجھے۔

(۱۳) بحث مباحثہ۔مناظرہ سے کنارہ کش رہے۔

(۱۴) وضو اور طہارت میں وہم نہ کرے کہ نماز کا وقت فوت ہو جائے۔

(۱۵) اپنے لیے کوئی خاص وضع یا لباس اختیار نہ کرے۔جس سے شہرت اور ناموری حاصل ہو۔

(۱۶) مراقبہ اور حضوری سے دِل کو کسی وقت خالی نہ رکھے۔

نصائح

۶۰-اگر خدانخواستہ کسی وقت ارادت میں لغزش ہو جائے تو ارادت ترک نہ کرنی چاہیے ارادت پر قائم رہنے سے اُمید ہے کہ لغزش کا اثر جاتا رہے گا۔اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا چاہیے۔

۶۱-خطا کار کو اپنی خطا پر شرمندہ بھی رہنا چاہیے لیکن خدا کی رحمت سے امید لگائے رکھے۔

بوڑھے مرید کو کیا کرنا چاہیے؟

۶۲-حق تعالیٰ کسی بوڑھے کو توفیق عطا کرے اور وہ کسی بزرگ کے ہاتھ پر مرید ہو جائے تو اس کے لیے یہی کافی ہے کہ پانچوں وقت نماز با جماعت اور وظائف پڑھتا رہے اور فرصت کے وقت آنکھیں بند کر کے مراقبہ بیٹھ جائے۔(پیر مراقبہ اور مشغولی بتائے گا)۔

اگر بادشاہ یا نواب مرید ہو جائے تو اسے کیا کرنا چاہیے

۶۳-اگر بادشاہ یا نواب کو حق تعالیٰ توفیق عطا فرمائے اور کسی بزرگ کے ہاتھ پر بیعت ہو جائے تو اس کے لیے یہی کام بہتر ہے کہ رعایا پر احسان کرے اور انہیں اپنی اولاد کی طرح سمجھے ہر وقت ذکرِ الٰہی کرتا رہے رات عبادت و مراقبہ میں بسر کرے اور دِن کو رعایا کی خدمت انجام دے۔سلطنت کے خزانہ کو اپنی ملکیت نہ سمجھے۔شاہی خزانہ مسلمانوں کا

بیت المال ہے ہاں البتہ اپنی ضرورت کے مطابق بیت المال سے روپیہ لے سکتا ہے مگر بادشاہ کو واقعی اور سچی طلب ہو تو اس کو وہ کام کرنا چاہیے جو حضرت سلطان ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے کیا یعنی سلطنت چھوڑ کر خلوت اختیار کرے اور اگر ایسا نہ ہو سکے اور کوئی سلطنت کو سنبھالنے والا نہ ہو تو بادشاہ خود ہی امور سلطنت انجام دے اور امور شرعی کو انجام دینے سے بارگاہِ خداوندی میں اس کو قرب حاصل ہوگا۔ اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے وقف کر دے اور ہمیشہ قہر و جلال خداوندی کو ملحوظ رکھے۔

عورتوں کو کیا کرنا چاہیے

۶۴- اگر اللہ تعالیٰ کی محبت اور طلب عورت کے دِل میں پیدا ہو تو اگر عورت جوان ہو تو وہ سب سے پہلے گوشہ نشینی اختیار کرے بلا ضرورت بشری آفتاب و آسمان کی صورت نہ دیکھے لیکن جوان عورت کے لیے اس کا مرشد نہایت بوڑھا اور بزرگ ہونا چاہیے جو اس کو خلوت اور مراقبہ کی تعلیم دے۔

۶۵- گوشت بالکل نہ کھائے۔ خشک چاول سے روزہ افطار کرے صوم دوام ترک نہ کرے۔ شادی غمی میں شرکت نہ کرے۔

۶۶- مرشد کو چاہیے کہ عورت کو مراقبہ اور تصورِ تعلیم نہ کرے عورت کو عبادت ظاہری میں زیادہ سے زیادہ حصہ لینا چاہیے زینت و آرائش بالکل ترک کر دے عورت کو بہ نسبت وظائف کے نوافل کے طرف زیادہ توجہ دینی چاہیے۔

۶۷- اگر عورت بڑھیا ہے تو اِس کے لیے نماز اور تسبیح پڑھنا بہترین کام ہے روزے بھی رکھے۔ تمام لغو باتوں سے علیحدہ بھی رہے گوشہ خلوت سے باہر نہ نکلے گھر میں بیٹھ کر اللہ اللہ کیے جائے۔

پیر کی خدمت میں حاضری کے آداب

۶۸- مرید کو چاہیے کہ پیر و مرشد کے حضور حاضر ہو کر نگاہ اپنے پیروں پر رکھ کر کھڑا رہے بیٹھے تو اپنے سینہ پر نظر رکھے۔ پیر کے سامنے نہ آہستہ چلے نہ دوڑ کر۔ اگر کوئی چیز لایا ہو تو نہایت ادب سے پیر کے سامنے رکھ دے۔

۶۹-اور جب شیخ کے سامنے حاضر ہو تو زمین خدمت کو بوسہ دے۔

۷۰-شیخ کی خدمت سے واپسی میں اس بات کا خاص طور پر خیال رکھے کہ شیخ کی طرف پشت نہ ہو جو شخص ہر وقت شیخ کی خدمت میں رہتا ہو اور اس سے یہ اہتمام نہ ہو سکے تو اِتنا ضرور چاہیے کہ دو تین قدم الٹا چل کر پشت کرے پہلے ہی قدم میں پشت نہ کرے۔

۷۱-جب شیخ کے پاس بیٹھے تو اِدھر اُدھر نہ دیکھے۔ نہ بار بار اٹھے بیٹھے۔ ہاں البتہ جب شیخ اُٹھے تو اس کی موافقت میں اُٹھ کھڑا ہو۔

۷۲-مرید کو چاہیے کہ امور بشری میں شیخ کو مثل اپنے تصور کرے لیکن امور الٰہی میں مثل پیغمبر کے تصور کرے۔

۷۳-مرید کو چاہیے کہ پیر کی مجلس سے بغیر کسی ضروری کام باہر نہ جائے اور جب پیر اس کی طرف دیکھیں تو فوراً ہی نظر نیچی کر لے۔

۷۴-مرید کو چاہیے کہ پیر سے سوائے دُعا کے اور کسی بات کی درخواست نہ کرے۔ انقباض طبیعت کا حال تک نہ کہے اگر پیر خود ہی مطلع ہو جائیں تو بہتر ہے۔

۷۵-اگر مرید قوال ہو تو جب تک پیر فرمائش نہ کرے پیر کے سامنے کوئی غزل یا نعت نہ پڑھے۔ پیر کی مجلس کو حق کی مجلس سمجھنا چاہیے۔

۷۶-مرید کو چاہیے کہ پیر جس بات کا حکم دیں اس کی تعمیل سر آنکھوں سے کریں۔

۷۷-مرید کو یہ بات واضح رہنی چاہیے کہ پیر سے غافل رہنا اِنتہائی بد قسمتی اور محرومی ہے پیر حق کے راستہ کی رہنمائی میں ماہر اور کامل ہوتا ہے جس جگہ مرید سو سال مجاہدہ کر کے پہنچ سکتا ہے۔ پیر ایک رات میں اس مقام تک پہنچ سکتا۔

۷۸-مرید کو چاہیے کہ پیر کے اتباع کو اپنے لیے سب سے بہتر جانے۔ اکثر پیر کا نام وِردِ زُبان رکھے اور ایک لحظ بھی پیر کے تصور سے خالی نہ رہے۔

۷۹-مرید کو چاہیے کہ ہر وقت پیر کو غیب مشاہدہ میں تصور کرے اور اپنے اوپر پیر کی تجلی کا تصور کرے اور اس بات کی مشق کرنے سے ایک وقت ایسا آئے گا کہ پیر اس کی خلوت میں موجود ہوں گے اور پیر کے دِل پر جو حق کی تجلی ہو رہی ہے اس کا عکس مرید کے دِل پر جلوہ

نظر آئے گا۔

۸۰- مرید کو چاہیے کہ وہ ہر وقت اپنے آپ کو پیر کی حراست میں تصور کرے اور اپنے ہر کام کو پیر اور خدا کی عنایت جانے۔ اس بات پر مدامت سے چند روز بعد جدھر نظر ڈالے گا پیر و مرشد ہی نظر آئے گا۔

۸۱- اگر پیر نے کسی کام کا حکم دیا ہو اور نماز کی جماعت تیار ہو تو پہلے پیر کا حکم بجالائے۔

۸۲- پیر کے دوستوں اور ہم نشینوں کا ادب و احترام بھی کرنا چاہیے۔

۸۳- یاد رکھو کہ اگر مرید سے پیر کو رنج پہنچا اور پیر نے معاف بھی کر دیا ایسی صورت میں بھی مرید کے لیے خطرہ ہے کہ اس کی ترقی رُک جائے۔

۸۴- اگر پیر و مرشد اپنا ملبوس مرید کو عطا فرمائے تو اس کو بڑی احتیاط اور حفاظت سے رکھنا چاہیے۔ عید وغیرہ کے ایام میں اس کی زیارت کرنی چاہیے اور اس کو اپنا شفیع تصور کرے۔

۸۵- اگر پیر و مرشد حاضر نہ ہوں تو ان کی نشست گاہ کا وہی ادب ملحوظ رکھنا چاہیے جو پیر و مرشد کا ہے۔ پیر کی نشست گاہ کی طرف نہ پیر پھیلائے نہ اس کی طرف پشت کرے اُلٹے پیروں واپس ہو جانا چاہیے۔ پیر و مرشد کا وصال ہی کیوں نہ ہو چکا ہو پیر و مرشد کی شان یہ ہے کہ وہ ایک ہی وقت میں قبر میں بھی ہیں اور مجلس میں بھی اور خدا کے حضور میں بھی۔

۸۶- امور بشریت میں پیر کا اِتباع لازم نہیں کہ اگر اُنہوں نے چار نکاح کیے ہوں تو تم بھی کرو ورنہ تمہاری مشغولی میں فرق آجائے گا۔

۸۷- اگر پیر و مرشد کوئی بات بیان کریں تو اس کی تحقیق مولویوں سے نہ کرتے پھیریں اس کی تحقیق پیر ہی سے ہی جائے گی۔

۸۸- مرید کو چاہیے کہ اپنے پیر کو صرف معلم یا اُستاد سمجھے خواجگان چشت کے طریقہ میں مرید عاشق اور پیر معشوق ہوتا ہے اپنے پیر سے بڑھ کر کسی کو نہ مانے۔

۸۹- مرید کو چاہیے کہ اپنے پیر سے اِتنی محبت رکھے کہ وہ اپنے زن و فرزند اور مال و دولت سے زیادہ عزیز ہو ہر وقت پیر کی یاد اور تصور میں غرق رہے مرتے وقت اگر پیر ہی کی یاد میں دم

نکلے تو زہے سعادت ہے۔

۹۰- پیر خدا کا سفیر ہے جو کچھ ملے گا پیر کے ہاتھ ہی سے ملے گا مرید کو اپنا پیر کا اتباع مال میں نہ چھوڑنا چاہیے۔ مرید خواہ کسی درجہ پر کیوں نہ پہنچ جائے قیامت کے دِن اس کو پیر کے پیچھے ہی کھڑا کیا جائے گا۔

۹۱- مرید کو چاہیے کہ پیر جس مجاہدہ کا حکم دیں تو اس کو مزید نعمت تصور کرے اور فرمان بجالائے۔

۹۲- مرید خواہ کسی مقام پر پہنچ جائے اسے پیر کا اتباع کسی حالت میں نہ چھوڑنا چاہیے۔

شیخ کی خدمت

۹۳- مرید کو چاہیے کہ اپنے پیر کی خدمت دِل و جان سے بجالائے اور پیر کا شکرگزار ہو کہ اسی کی عنایت سے اس کو اس خدمت کی توفیق ہوئی اور ہر وقت پیر کی درازی عمر اور قرب خداوندی کی دُعا کرے۔ اگر پیر کا وصال ہو گیا ہو تو ایصال ثواب سے ان کی روح کو خوش کرے۔

۹۴- پیر کا درجہ مریدوں میں وہی ہے جو اُمت میں نبی کو حاصل ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: الشیخ فی قومه کا نبی فی اُمته (پیر اپنے مریدوں میں ایسا ہے جیسے نبی اپنی امت میں)

۹۵- پیر کے سامنے مرید کو فضول باتیں۔ کسی کی عیب جوئی یا گلہ نہ کرنا چاہیے نہ اپنے عیوب ظاہر کرنے چاہئیں۔

۹۶- مرید کو لباس میں پیر کی مشابہت اختیار کرنا اچھی بات ہے۔ پیر کی رسم پرستی بھی ایک بڑی بات ہے۔

۹۷- لین دین امور معاشرت میں پیر کا اتباع درست نہیں۔

۹۸- مرید کو ہر حالت میں یہ کوشش کرنی چاہیے کہ اس کا بوجھ پیر پر نہ پڑے جہاں تک ہو سکے خود پیر کا بوجھ اُٹھائے اگر مرید خوش حال ہو اور پیر تنگ دست تو مرید کو اپنی خوش حالی پیر ہی کی بخشش اور عنایت تصور کرنی چاہیے۔

۹۹- پیر جس کا حکم دے فوراً اس کی تعمیل میں سرگرم ہو جائے خواہ وہ کام محال یا دُشوار کیوں نہ ہوں۔

۱۰۰-مرید کو چاہیے کہ ہر وقت اپنی نظر نیچی رکھے۔اگر آنکھ اُٹھائے تو آثار وغیرہ کے علاوہ کچھ نہ دیکھے۔

خلوت اور مراقبہ

۱۰۱-سالک کو خلوت کے لیے ایسی جگہ تجویز کرنی چاہیے جہاں تنہائی ہی تنہائی ہو۔کوئی دوسرا نہ ہو۔

۱۰۲-خلوت میں شرائط طہارت ' ذکر و مراقبہ کا خاص خیال رکھے۔

۱۰۳-خلوت میں حضور قلب شرط اوّلین ہے جب حضور قلب حاصل ہو جاتا ہے تو ابدال و اوتاد تعلیم کے لیے منجانب الٰہی آیا کرتے۔

۱۰۴-مراقبہ کے لیے اطمینان خاطر اور خلوت باطن شرط ہے۔ابتداء میں سالک کو چاہیے۔کہ اپنا دِل پیر کے دِل کی طرف مراقب کرے تاکہ پیر کے دِل سے سالک کو اطمینان کا حصہ نصیب ہو۔

مرید چونکہ ابتداء میں حجابات کے اندر ہوتا ہے اس واسطے وہ براہِ راست ربّ العزت کی طرف متوجہ نہیں ہو سکتا اس حالت میں مرشد کی طرف متوجہ ہونا سالک کے لیے مفید ہو گا۔

۱۰۵-خلوت اور مراقبہ کی تعلیم پیر و مرشد دیں گے۔ان کے بتائے ہوئے طریقہ پر کاربند ہونا چاہیے۔

تصورِ شیخ

۱۰۶-تصورِ شیخ کی صورت یہ ہے کہ مرید اپنے آپ کو شیخ کے روبرو ان کی مجلس میں حاضر تصور کرے یا اپنے دِل میں شیخ کا خیال جمائے یا اپنے آپ کو ہمہ تن شیخ سمجھے یہ کام خاص نیک بختوں کا ہے دِل میں شیخ کے سوا کوئی خطرہ نہ گزرے تصور میں اپنے پیر کو ایک شفاف آئینہ تصور کرے۔جس پر انوارِ الٰہی کی تجلی ہو رہی ہے اور یہ اس کے نظارہ میں مشغول ہے۔

۱۰۷-نماز میں پیر کو دائیں بائیں تصور کرے یا اپنا امام سمجھے یا اپنے سجدہ کی جگہ یا اپنے دِل میں خیال کرے اور اگر حاضر و ناظر سمجھے تو اور بھی اچھا ہے۔

حبس دم

۱۰۸۔ سالک کے لیے حبس دم کی عادت بھی ضروری ہے حبس دَم کرنے والے کو عورت سے پرہیز لازمی ہے۔ پانی بہت کم پینا چاہیے کہ بس کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکے فضول باتوں سے پرہیز کرے۔ حبس دم سے خطرات خود بخود دفع ہو جاتے ہیں۔

مزار شیخ پر حاضری

۱۰۹۔ سالک کو چاہیے کہ اپنے شیخ کے مزار کے گرد کئی چکر لگائے یہ شیخ کے قلب کی حرمت و تعظیم ہے۔

۱۱۰۔ مزار شیخ پر پھول پیش کرے خوشبو سے روح خوش ہوتی ہے۔

۱۱۱۔ شیخ کے مزار کے سامنے اتنی دیر بیٹھے جتنی دیر میں سورہ یٰسین پڑھی جاتی ہے زیادہ دیر ٹھہرنے سے اِدھر اُدھر نظر پڑنے سے مزار شریف کی بے حرمتی ہو گی۔

۱۱۲۔ مرید جتنی دیر تک شیخ کے مزار پر ٹھہرے آنکھیں بند کر کے شیخ کا تصور رکھے یا اپنی نظر مزار پر رکھے۔ شیخ کے مزار عبادت میں مشغول ہونا بہت اچھا ہے۔ اس سے پیر و مرشد بہت ہی خوش ہوں گے۔

۱۱۳۔ شیخ کے مزار کے سامنے کسی شخص کی تعظیم نہ کرنی چاہیے سوائے ان لوگوں کے جن کی تعظیم خود شیخ کرتے ہوں یہی حکم پیر کی حیات میں بھی ہے۔

۱۱۴۔ مرید کو پیر کے رہائشی مکان یا مزار شریف کی حرمت ملحوظ رکھنی چاہیے پیر کے مکان یا مزار کی طرف پیر پھیلانا۔ تھوکنا یا پشت کرنا سخت بے ادبی ہے۔

۱۱۵۔ شیخ کے ملبوس کو بے وضو ہاتھ نہ لگائے۔ جب بھی زیارت کرے سر آنکھوں سے لگائے۔

۱۱۶۔ پیر کے وصال کے بعد جو ان کے خلیفہ اور جانشین ہوں ان کی خدمت و اطاعت بھی پیر و مرشد کے بجا لائے۔

۱۱۷۔ پیر کے وصال کے بعد اگر اسی خاندان کے دوسرے پیر موجود ہوں تو ان کے پاس چلے جانے میں کوئی حرج نہیں۔ اگر یہ دوسرے شیخ کوئی ایسی نئی بات بتائیں جو پہلے شیخ نے نہ بتائی ہو اس پر فوراً کاربند ہو جائے۔

۱۱۸- سالک کو چاہیے کہ وہ کبھی شہرت یا ناموری کا طالب نہ ہو۔ شہرت سالک کے لیے آفت ہے۔

۱۱۹- اگر سالک کو ذکر و مراقبہ کی طرف بے حد رغبت ہو تو ان میں اس درجہ مشغول ہونا چاہیے کہ مقررہ اوراد و ظائف قضا ہو جائیں۔

۱۲۰- نماز اور ذکر میں بھی مراقبہ کا لحاظ رکھنا چاہیے۔ بزرگوں کا طریقہ یہ ہے کہ کھانے پینے اور بات چیت میں بھی مراقب رہتے ہیں۔

توکل اور مجاہدہ

۱۲۱- اگر مرید عیال دار ہو اور اتنی آمدنی رکھتا ہو جس سے بال بچوں کا گزر بسر ہو سکتا ہو تو وہ سب کچھ بال بچوں کے حوالے کر کے خود بہ فراغت اس طرف متوجہ ہو جائے اور اگر اس کی محنت و مشقت کے بغیر بیوی بچوں کا گزارا محال ہو تو ایسی حالت میں اسے اپنے کاروبار میں ایسا وقت فرصت کا نکالنا چاہیے جس میں بہ فراغت میں عبادت مشغول ہو سکے۔

۱۲۲- مرید کو ظاہری زینت و آرائش کی کوشش نہ کرنی چاہیے۔ اچھے کپڑے پہننا اور اچھا کھانا مریدوں کا کام نہیں ہے۔

۱۲۳- مرید کو دُنیاوی معاملات سے کنارہ کش رہنا چاہیے۔ عدالت میں گواہی کے لیے عدالت یا حاکم کے پاس مرید کو نہ جانا چاہیے۔

۱۲۴- مرید کو خدا سے عہد کرنا چاہیے کہ دُنیا و آخرت میں کسی سے جھگڑا نہ کروں گا۔ اگر کوئی شخص مرید پر ظلم کرے تو اُسے چاہیے کہ دِل سے بخشش دے مرید کو مظلوم بننا جائز ہے۔

۱۲۵- مرید کو چاہیے کہ اسے جو کچھ میسر ہو اسی پر قناعت کرے اس فکر میں نہ رہے کہ دِن میں کیا کھاؤں گا۔ رات کیسے بسر ہو گی۔

۱۲۶- مرید کو چاہیے کہ بغیر اشد ضرورت کے قرض نہ لے۔

۱۲۷- مرید کو چاہیے کہ فاقہ کو غنیمت جانے۔ بھوک پیاس کی حالت میں جس قدر قربِ الٰہی حاصل ہوتا ہے دوسرے کسی وقت میں نہیں ہوتا یہی سبب ہے کہ اکثر انبیاء اور اولیاء نے بھوک پیاس کو اختیار کیا ہے فاقہ سے روحانی تصفیہ تجلیہ ہوتا ہے۔

۱۲۸- طالب کو ہمیشہ خلوت پسند رہنا چاہیے۔ مرید کا کام اِن دونوں کاموں کے سوا اور کوئی نہ ہونا چاہیے۔ (۱) ہر وقت دوست میں مشغول رہے۔ (۲) یا دوست کی یاد میں۔

۱۲۹- سالک و ہزلیات اور ہنسی مذاق، قہقہہ، فحش باتوں سے پرہیز ضروری ہے۔

۱۳۰- اگر نفس کو کسی چیز کی بے حد خواہش ہو اور وہ چیز مباح ہو تو کچھ خواہش پوری کر دے تا کہ بغیر تشویش کے راہ چلنا سہل ہو۔ اگر خواہش نامشروع ہو تو ہرگز ہرگز اس کو پورا نہ کرے۔

۱۳۱- خیالات کی یکسوئی کے لیے نشہ کا اِستعمال ہرگز روا نہیں۔

۱۳۲- کھانے میں چکنائی کا اِستعمال ایک مناسب حد تک جائز ہے۔ چکنائی سے دماغ میں تری جسم میں طاقت آئے گی۔ عبادت کی قوت برقرار رہے گی۔

۱۳۳- سالک کو ہر وقت یادِ حق میں مشغول رہنا چاہیے۔ سالک کے نزدیک حجرہ کا گوشہ اور بازار یکساں ہونا چاہیے۔

۱۳۴- سالک کو اس راہ میں جس قدر مشکلات پیدا ہوں سب پر صبر کرے اور نہایت الحاح و زاری سے کشود کار کی دُعا مانگے۔

۱۳۵- اگر سالک بیمار ہو جائے یا کسی آفت و مصیبت میں مبتلا ہو جائے تو حرفِ شکایت زُبان پر نہ لائے۔

۱۳۶- بیماری میں جہاں تک ہو سکے کوئی ورد وظیفہ ناغہ نہ کرے۔

پیری مریدی

پہلا قدم

درویشی میں پہلا قدم رکھتے ہی سالک کو حسبِ ذیل اُمور کی پابندی لازمی ہے۔ (۱) تمام گناہوں سے توبہ کی جائے۔ (۲) جو نمازیں ترک ہو گئی ہوں ان کی قضا کرے۔ (۳) جن لوگوں کے حقوق واجب ہوں انہیں پورا کرے یا معاف کرائے۔

حقوق العباد کی ادائیگی کے بغیر خداری کا وہم بھی دِل میں نہ لانا چاہیے۔

(۴) توبہ کرنے میں اِس بات کا خاص طور پر لحاظ رکھنا چاہیے کہ اَحکامِ اِلٰہی کی بجا آوری

میں خواہ کتنی ہی تکلیف کا سامنا کیوں نہ مال و دولت پر زوال کیوں نہ آ جائے جان پر کیوں نہ آ بنے۔ دُنیا کے فائدوں سے محروم ہونا کیوں نہ پڑے۔ اَحکامِ الٰہی پورے اخلاص سے انجام دوں گا۔

دوسرا قدم

اس کے بعد دوسرا قدم یہ ہونا چاہیے کہ شیخ کامل کی جستجو کی جائے۔ شیخ میں حسب ذیل صفات کی موجودگی ضروری ہے۔(۱) جو عالمِ دین ہو۔(۲) جو شیخ کامل کا تربیت یافتہ ہو۔ (۳) جس کی مجلس میں بیٹھنے سے خدا کی محبت میں زیادتی اور دُنیا کی محبت میں کمی ہو۔

بیعت کے اغراض و مقاصد

بیعت یا مرید ہونے کی غرض یہ ہے کہ خدا تک پہنچنے کے لیے شیخ کا واسطہ اور رابطہ حاصل ہو جائے تا کہ سالک بے راہ روی سے محفوظ ہو جائے اور وہ کوئی غلط قدم نہ اُٹھا سکے۔(۲) مرید ہونے والے کو یہ خیال بھی نہ لانا چاہیے کہ مرید ہوتے ہی کشف ہونے لگے گا غیب کی باتیں معلوم ہونے لگیں گی۔(۳) نہ کبھی مرید کو یہ بات ذہن میں لانی چاہیے کہ مرید ہونے سے شیخ قیامت کے دِن شفاعت کا ذمہ دار ہو جائے گا پیر تمام گناہ معاف کرا دے گا یہ باتیں خدا کی اطاعت اور نیک اعمال سے ہی حاصل ہوتی ہے۔(۴) گو پیر و مرشد ایک نگاہ میں طالب کو باکمال بنا سکتا ہے لیکن اِس اُمید پر مجاہدات سے غفلت اور احکامات سے لا پرواہی سخت گمراہی ہے۔(۵) بیعت کا منشاء حصول رضائے الٰہی ہے امور متذکرہ بالا کی خواہش کھلی ہوئی غیرت ہے۔ طالب حق کا پہلا قدم نفی غیرت ہے۔ لا الٰہ الا اللہ (۶) طالبِ حق کے لیے ضروری ہے کہ کچھ عرصہ اپنے شیخ کی صحبت میں رہ کر فیض یاب ہو۔ سالک کے لیے شیخ کی صحبت اور شیخ کی خدمت ایک نہایت ضروری امر ہے۔ شیخ جو اذکار و اشغال کی تعلیم دے۔ پوری توجہ کے ساتھ انجام دیتا ہے۔

مجاہدہ ضروری ہے

نفس کو مغلوب اور مطیع کرنے کے لیے مجاہدہ طالب حق کے لیے نہایت ضروری ہے۔

مجاہدہ سے سالک کو قربِ الٰہی کا راستہ نظر آتا ہے۔ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم باوجود معصوم اور محبوبِ خدا ہونے کے اس قدر ریاضت فرماتے تھے کہ پاؤں پر ورم آجاتا تھا۔ انگوٹھے شق ہو جاتے تھے اولیائے کرام بھی نبی و پیغمبر کا عکس اور وارث علوم نبوت و رسالت ہوتے ہیں ان کو یہ درجہ اور مرتبہ ریاضت و مجاہدات کے بعد ہی ملتا ہے حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کو باوجودیکہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے پہلی ہی نظر میں خدا تک پہنچا دیا تھا مگر اس کے باوجود اُنہوں نے اعتکاف کے چلے گئے۔ خلوت کدوں میں یادِ الٰہی کی سفر حج کے موقع پر پیر و مرشد کا سامان سر پر اُٹھائے پھرے خرقہ خلافت ملنے کے بعد وفات تک ایک گھڑی ایسی نہیں گزری جو عبادت اور یادِ خدا سے خالی ہو معمولی مجاہدہ یہ تھا کہ دِن رات میں قرآن شریف ختم فرماتے تھے: شب بیداری نوافل اور یادِ الٰہی خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی زِندگی معمولات تھے۔

راہِ سلوک میں کامل مجاہدہ اور ریاضت شاقہ کے بغیر مقامات اعلیٰ تک رسائی ناممکن ہے۔ ان سب میں آسان مجاہدہ تلاوت قرآن اور نوافل پڑھنے کا نوافل پڑھنے سے مقام فنا حاصل ہو کر قربِ خداوندی حاصل ہو جاتا ہے مرید کو مجاہدہ کا جو طریقہ پیر و مرشد بتائے اسی طریقہ پر عمل پیرا ہونا چاہیے۔

صوفی صادق

درحقیقت سچا صوفی وہی ہے جس کا غیر سے انقطاع اور اصل سے وصل ہو یعنی جس کا قول اور عمل کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق نہ ہوں تو وہ ایک ٹھگ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ درجہ کمال حاصل ہونے کے بعد بھی عبادت صاحبِ کمال کے لیے ضروری ہے حضور سرورِ کائنات ﷺ ہمیشہ سربسجود رہنے کے باوجود حق تعالیٰ سے فرمایا کرتے تھے: ما عبدناك حق عبادتك اس لیے پیر کے انتخاب میں سب سے پہلے یہ بات نہایت ضروری اور قابلِ لحاظ ہے کہ وہ متبع سنت ہے یا نہیں اس لیے کہ توحید اور شرک حدیں آپس میں ملی ہوئی ہیں یہ نہ ہو کہ ذراسی لغزش سے شرک کی طرف قدم بڑھ جائیں اور اُلٹی ناڑ گلے پڑے۔ اس دنیا میں ایسے درویش بھی موجود ہیں کہ جو زبان سے کہہ دیتے ہیں پورا ہو جاتا ہے جس بات کی خبر

دیتے ہیں آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے۔شیطان کا پُرستار اور غیبات کے عامل ایسے شعبدے دکھا سکتا ہے جس سے عقلِ انسانی دنگ رہ جاتی ہے ایسا نہ ہو کہ تم ایسے ہی آدمی کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے بیٹھو اس کی زِندگی کو اچھی طرح جانچ لو کہ وہ پیغمبرِ اسلام کے سانچہ میں ڈھلی ہوئی ہے یا نہیں اگر وہ متبع سنت رسول ہے تو سبحان اللہ ؎ درکار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست۔ ورنہ ایسے شخص کے قریب بھی مت جاؤ۔ جو پلے ہے وہ بھی کھو بیٹھو گے۔

تصوف کا اساسی مقصد

تصوف کا حقیقی مقصد تزکیہ نفس ہے اسی تزکیہ نفس کے لیے مجاہدہ کیے جاتے ہیں اِنسان جب تک دُنیاوی لذتوں اور خواہشوں میں اُلجھا رہتا ہے۔ غفلت وسوسوں کے ہجوم سے اس کا دِل سیاہ ہو جاتا ہے۔ دِل پر سیاہی کا چھا جانا دل کی موت ہے جب دل میں مر گیا تو باقی کیا رہا۔ بنجر زمین میں تخم پاشی سے کیا فائدہ زمین میں روئیدگی کی قوت ہونی چاہیے۔ جب تک دِل کے آئینہ سے زنگ دور نہ کیا جائے گا خدا تعالیٰ تک رسائی حاصل نہ ہوگی۔

جب سالک شریعت پر عمل کرتا ہے تو خدا اس کا درجہ بڑھاتا ہے اور اس کو طریقت میں داخل کر دیتا ہے اور اگر اس سے ترقی کرتا ہے تو خدا معرفت کا درجہ عطا فرماتا ہے: اس کے بعد حقیقت کی راہیں کھل جاتی ہیں قلب میں روشنی پیدا ہو جاتی ہے اور جو خدا سے مانگتا ہے ملتا ہے۔

قیامت کے دِن دُنیا کا حساب پچاس جگہ ہوگا اور پچاس چیزوں کے متعلق سوال ہوگا اگر بندۂ ایماندار ہے تو جواب ٹھیک دے گا ورنہ دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ حقیقت میں ایماندار وہی لوگ ہیں کہ جب ان کے سامنے قرآن تلاوت کیا جائے تو ان کے دِل میں ہیبت ہو اور ایمان واعتقاد میں اضافہ ہوے

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے پیر و مرشد سے جو کچھ ملا اس کا ہمیشہ وِرد رکھا۔ تم کو بھی یہی ہدایت ہے کہ مقررہ وظیفہ کا کبھی ناغہ نہ کرو سالک کو چاہیے کہ پہلے اپنے نفس کو طلاق دے پھر دُنیا کو پھر مافیہا کو اس کے بعد سلوک میں قدم رکھے۔ درویشی اس کا نام ہے کہ پاس آنے والا کوئی محروم نہ رہ جائے اگر بھوکا ہو تو پیٹ بھر کر کھانا کھلایا جائے۔ ننگا ہو تو کپڑا پہنایا جائے۔ حاجت مند ہو تو اس کی ضرورت پوری کی

جائے۔

سب کچھ اسی کا ہے۔ بابا: جو کچھ تیرے پاس ہو راہِ خدا میں خرچ کر ڈال اپنے پاس ایک پیسہ نہ رکھ تیرے پاس جو نعمت ہے اسی کی دی ہوئی ہے۔

خدا کے دوستوں کی خصلتیں

یہ خصلتیں خدا کے دوستوں میں ہوتی ہیں جن کو خدا دوست رکھتا ہے۔(۱) دریا کی سی سخاوت۔(۲) آفتاب کی سی شفقت (۳) زمین کی سی تواضع۔

علامت محبت

محبت کی علامت یہ ہے کہ محبوب کا فرمانبردار رہے اور ڈرتا رہے کہیں محبوب خفا نہ ہو جائے نکال نہ دے۔

عارف باللہ کی شناخت

جن لوگوں کو خدا کی معرفت حاصل ہے ان کی علامت یہ ہے کہ وہ خلقت سے دور بھاگتے ہیں اور کسی سے کلام نہیں کرتے۔

نماز موجب قرب الٰہی ہے

منزل قرب میں بندہ کو اتنا قرب حاصل نہیں ہوتا جتنا نماز میں حاصل ہوتا ہے۔

مقامات توحید

توحید کے کئی مقامات ہیں جاہلوں سے دور رہنا۔ دُنیا کو چھوڑ دینا متکبروں سے بھاگنا۔ محبوب کو پہچاننا اور کثرت سے خیرات کرنا درویش وہ ہے جس میں یہ چار صفات موجود ہیں۔

درویش کے اوصاف

(۱) درویشی میں تونگری۔

(۲) بھوک پر صبر۔

(۳) غم پر اِظہار مسرت۔

(۴) کسی کے ساتھ دُشمنی نہ کرنا۔

عذاب الٰہی کو دعوت

جانور کو بے رحمی سے مارنا عذاب خداوندی کو دعوت دیتا ہے۔ ایمان کی علامت یہ کہ مومن موت فقیری اور بیماری کو عزیز رکھتا جس میں خدا کا خوف ہوتا ہے اس سے سب ڈرتے ہیں۔

کرامات

ایک شخص نے حضرتؒ قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ میں غریب نادار ہوں۔ کچھ میری اِمداد فرمائیے۔ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر میں تجھ سے کہوں کہ مجھے عرشِ اعظم نظر آتا ہے تو کیا تو اس بات کو یاد کرے گا اس آدمی نے جواب دیا۔ بیشک حضرت قطب صاحب نے فرمایا تیرے گھر میں ۸۰ روپے رکھے ہیں پہلے انہیں خرچ کر دے اس کے بعد ناداری کی شکایت کرنا۔ یہ سن کر وہ آدمی شرمندہ ہوا اور چپ چاپ واپس چلا گیا۔

بقر عید کے دِن آپ کی مجلس میں حج زیارت کا ذکر ہو رہا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ کے بندے ایسے بھی ہیں۔ جن کی زیارت کے لیے خانہ کعبہ خود ان کے گھر آتا ہے۔ ابھی آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ پورے نہ ہوئے تھے کہ کعبہ سامنے نظر آیا۔ سب حاضرین نے طواف اور زیارت کی۔ ایک روز ناصری شاعر حضرت قطب الاقطاب کی خدمت میں حاضر ہوا دُعا طالب ہوا۔ آپ نے فرمایا: تمہیں بہت سا انعام ملے گا اگلے دِن وہ شاعر ایک قصیدہ یہ لکھ کر سلطان شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں حاضر ہوا قصیدہ پیش کیا۔ بادشاہ کو بہت پسند آیا۔ اس قصیدہ میں ناصری نے ۵۶- اشعار لکھے تھے سلطان نے ۶[illegible] ہزار روپیہ نقد عطا فرمایا۔ شاعر مذکور وہ زوپے لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سب روپے آپ کے سامنے رکھ دیئے عرض گزار ہوا۔ حضرت اس میں سے کچھ قبول فرمالیجئے۔ آپ نے فرمایا: نہیں انہیں لے جاؤں اٹھا کر اپنے بچوں کے پاس لے جاؤ یہ ان کا حق ہے۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ محبوبِ الٰہی قدس سرہ ہر جمعرات کو زیارت

کے لیے مزار اقدس پر تشریف لے جایا کرتے تھے ایک روز راستہ میں آپ کے دِل میں خیال آیا۔ نہ معلوم حضرت قطب صاحب کو میری حاضری کی اِطلاع ہوتی ہے یا نہیں جب حضرت محبوبِ الٰہی درگار شریف میں حاضر ہوئے۔ دیکھا حضرت قطب صاحب قبر مبارک پر تشریف فرما ہیں اور ارشاد فرما رہے ہیں:

مرا زِندہ پندار چوں خویشتن　　　من آیم بجاں گر تو آئی بہ تن

سلطان الشعراء حضرت خواجہ امیر خسرو نے افضل الفوائد میں تحریر فرمایا ہے کہ ایک فاسق و فاجر آدمی انتقال کے بعد حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ کے پائنتی مدفون ہوا۔ لوگوں نے خواب میں اسے بہشت میں سیر کرتے دیکھا۔ پوچھا: تو نے کون سا ایسا عمل کیا تھا جس کے بدلے تجھے جنت نصیب ہوئی۔ اس آدمی نے جواب دیا کہ جب عذاب کے فرشتے میری قبر میں آئے تو آپ کی روح مبارک کو تکلیف محسوس ہوئی حق تعالیٰ نے میرے گناہ معاف فرما دیئے اور اپنی رحمت سے بخشش دیا۔

عمارات قطب صاحب

مہرولی شریف ایک چھوٹا سا قصبہ شہر دہلی سے گوشہ جنوب و مغرب میں ۱۱ میل کے فاصلہ پر ہے جہاں قطب کی لاٹھ اور حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ جانشین سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا آستانہ ہے۔ ہندوستان میں اِسلامی حکومت سے پہلے شہر دِہلی اسی جگہ آباد تھا جہاں قطب کی لاٹھ اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار اقدس ہے یہیں ہندوستان کا مہاراجہ پرتھی راج کا نہایت وسیع و عریض قلعہ تھا اسی قلعہ کے احاطہ میں شہر آباد تھا جو دہلی کے نام سے موسوم تھا۔ مہاراجہ پرتھی راج اجمیر میں رہا کرتے تھے دہلی کی زمام حکومت اس کے بھائی کھانڈے راؤ کے ہاتھ میں تھی۔ ساتویں صدی ہجری میں ہندوستان میں مختلف راجگان حکمرانی کرتے تھے۔ یہ راجہ اپنے اپنے علاقہ کے مالک تھے حاکم تھے اس حکمراں طبقہ میں مہاراجہ پرتھی راج کو وہی حیثیت حاصل تھی جو ایک شہنشاہ کی ہوتی ہے۔ اسی لیے وہ مہاراجہ (یعنی شہنشاہ) کہلاتے تھے۔

۵۷۷ ہجری میں سلطان شہاب الدین غوری رحمۃ اللہ علیہ نے مہاراجہ پرتھی راج کو

شکست دی تھی۔ اس زمانہ میں یہ قلعہ پورے استحکام اور آب و تاب کے ساتھ موجود تھا۔ ۲-۴ بادشاہتوں کے بعد مسلمان بادشاہوں نے نئی دہلی (شہر) آباد کیا تو قدیم دہلی کی رونق رُخصت ہوگئی۔ مہاراجہ کا قلعہ بھی اِسی اِنقلاب کی نذر ہوگیا۔ ہندوستان میں انگریزی حکومت کے قیام تک قلعہ کی دیواریں کہیں کہیں قائم تھیں۔ اب اس قلعہ کی بنیاد یا کہیں کہیں ٹوٹی ہوئی دِیوار کا ٹکڑا دُنیا کی فنا کا درس زبان حال سے دے رہا ہے دہلی میں حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ کی تشریف آوری کا مفصل تذکرہ گزشتہ صفحات میں پیش کیا جا چکا ہے اس لیے اس کو یہاں دہرانے کی ضرورت نہیں۔ حضرت خواجہ قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت خواجہ حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ اسلامی حکومت کے ابتدائی دور میں اسی شہر میں سکونت پذیر رہے۔ (اسی شہر میں حضرت قطب الاقطاب کا رہائشی مکان تھا۔ اسی شہر میں حضرت قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ کا مکان تھا۔ جہاں سماع کی محفلیں گرم رہتی تھیں مفصل تذکرہ گزشتہ صفحات میں آچکا ہے۔

فاتح کشورِ ہند سلطان شہاب الدین غوری رحمۃ اللہ علیہ کے گورنر جنرل قطب الدین ایبک اور اس کے بعد حضرت سلطان شمس الدین التمش کی راجدھانی یہی شہر تھا جو اب کھنڈرات کی صورت میں کوسوں تک موجود ہے اور آبادی کے لحاظ سے ایک بڑے موضع یا قصبہ کی صورت اختیار کیے ہوئے ہے۔ مہرولی میں جس جگہ حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک ہے یہ جگہ حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ نے پسند کر کے خرید فرمائی تھی۔ حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ کا خادم مزار مبارک شیخ الاسلام حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اولیائے کرام نے اپنے سروں پر مٹی کی ٹوکریاں اُٹھا اُٹھا کر تعمیر کیا تھا۔ اس زمانہ میں نہ مزار کے گرد کوئی چار دیواری تھی۔ نہ شاندار دروازے تھے۔ سلاطین اور امراء نے بطور اظہارِ عقیدت مزار مبارک تعمیر کرایا چار دیواری بنوائی شاندار دروازے۔ مسجد اور بارہ دری تعمیر کرائی۔

آزادی ۱۹۴۷ء سے پیشتر ہر جمعرات کو درگاہ شریف میں ایک میلہ سا لگتا تھا اجمیری گیٹ اور چوک جامع مسجد سے سینکڑوں تانگے قطب جایا کرتے تھے۔ عرس کے زمانے کا تو

حال نہ پوچھیے۔ لاکھوں زائرین سے مہرولی جیسا چھوٹا سا قصبہ ایک بڑا بھاری شہر معلوم ہوتا تھا دوکانداروں کی اس قدر بکری ہوتی تھی کہ مالا مال ہو جاتے تھے مگر آزادی ۱۹۴۷ء کے بعد یہ باتیں خواب وخیال ہوگئیں۔ مسلمان اقتصادی اور معاشی لوٹ مار کے شکار ہوکر برباد ہوگئے۔ پیٹ کے فکر سے ہی فرصت نہیں کہ سیر وتفریح یا روحانی فیوض وبرکات حاصل کرنے مزارات پر جائیں۔

مہرولی جانے کے لیے اجمیری گیٹ سے پرائیویٹ بسیں ملتی ہیں جنکشن سے D-T-S کی بسوں میں مسافروں کی نشست گاہ نہایت آرام دہ ہے مقررہ تعداد سے زیادہ ان بسوں میں مسافروں کو جگہ نہیں دی جاتی ہے پرائیویٹ بسوں میں مقررہ تعداد سے زیادہ بھیڑ بکریوں کی طرح مسافر بھر دیئے جاتے ہیں جس سے مسافروں کو سخت تکلیف کا سامنا ہوتا ہے۔ پولیس والے صحیح طریقہ سے چیکنگ نہیں کرتے یا کسی ذاتی یا جماعتی مفاد کے خاطر چشم پوشی کرتے ہیں۔ زائرین کے لیے ہمارا مشورہ ہے کہ دہلی جنکشن سے باہر آتے ہی قطب صاحب جانے لیے بس ۱۷میں سفر کریں۔ دہلی روڈ اتھارٹی نے بسیں جاری کر کے مسافروں اور زائرین کی راحت کا پورا پورا خیال رکھا ہے۔

عمارات آستانہ عالیہ

مہرولی پہنچتے ہی بس نمبر ۱۷ قطب مینار کے دروازے کے سامنے رُکتی ہے جہاں عام طور پر مسلم اور غیر مسلم سیاح عظیم الشان اور سر بفلک مینار کو دیکھنے کیلئے اُتر پڑتے ہیں زائرین کو اس مقام پر اترنا نہ چاہیے۔ یہاں سے ۴-۵ فرلانگ آگے پولیس سٹیشن کے سامنے بس اسٹینڈ ہے۔ بس اسٹینڈ سے نصف فرلانگ کے فاصلہ پر حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ کا آستانہ ہے۔ بس اسٹینڈ پر گاڑی سے اتر کر ڈاک خانہ کے برابر درگاہ عالی کو راستہ جاتا ہے۔ ڈاکخانہ سے ۴۰-۵۰ قدم چل کر ایک گلی بائیں کو ہاتھ کو جاتی ہے جو زائرین کو درگاہ شریف کے شمالی دروازے پر پہنچادیتی ہے۔ سامنے سیدھے رُخ پر ولی کے آخری بادشاہ کے محل کا دروازہ نظر آتا ہے اسی دروازہ سے متصل درگاہ شریف کا عربی دروازہ ہے کتاب ہذا کا یہ باب چونکہ صرف زائرین کی ہدایت ورہنمائی کے لیے مخصوص ہے۔ اسی لیے ہم شمالی دروازے سے عمارت درگاہ

شریف کے حالات تحریر کرتے ہیں تاکہ زائرین کو بغیر کسی رہنما کے درگاہ شریف کے متعلق پوری پوری معلومات حاصل ہو جائیں۔

شمالی دروازہ کا احاطہ

تاریخ کی کتابوں میں مذکور ہے کہ شیر شاہ سوری (پٹھان بادشاہ) کے عہد تک حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کی کوئی چار دیوار نہ تھی۔ ایک دن شیر شاہ سوری شکار کھیلتا کھیلتا اُدھر آنکلا اسے یہ دیکھ کر یہ خیال پیدا ہوا کہ اس متبرک زمین کی سمت ووقار کو بحال رکھنے کے لیے جہاں حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ آسودہ خواب میں ارد گرد چار دیواری کی ضرورت ہے تاکہ زائرین اس حد تک پہنچ کر حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ کے تقدس وعظمت سے باخبر ہو کر جوتیاں اُتار کر ننگے پیر ہو جائیں اور ادب واحترام کے ساتھ زیارت کی سعادت حاصل کریں۔

شیر شاہ سوری کے حکم سے امیر الامراء خلیل اللہ خاں کے زیرِ اہتمام ۹۴۸ء میں ایک بڑی لمبی چوڑی چار دیواری تعمیر ہو گئی اندر آنے کے چار دروازے رکھے۔ انہی دروازوں میں سے ایک شمالی دروازہ ہے۔ محراب کی پیشانی پر تاریخ تعمیر ہے ان چار درازوں پر سنگِ مرمر کے کتبے نصب تھے۔ شیر شاہ سوری کے بعد دوسرے سلاطین نے درگاہ شریف کی تعمیرات عمارات میں حصہ لیا۔ شیر شاہ سوری کے زمانہ کی چار دیواری معدوم ہو گئی صرف یہ شمالی دروازہ اس کی یادگار کے طور پر باقی ہے شمالی دروازے میں داخل ہوتے ہی تقریباً ۵۰ قدم کے فاصلہ پر احاطہ درگاہ شریف کا دوسرا دروازہ ہے ان دونوں دروازں کے مابین دائیں جانب کچھ حجرے اور مزارات ہیں بائیں جانب کچھ اور ٹوٹے پھوٹے کھنڈرات ہیں۔ دوسرے دروازے میں داخل ہو کر داہنے ہاتھ کو عہد عالمگیر غازی کے مزارات اور مسجد ہیں اس احاطہ میں معتمد خاں کی قبر ہے جو قلعہ جات آگرہ و گوالیار کا قلعہ دار تھا۔ دروازے پر سنگ مرمر کی دس تختیوں پر تاریخِ وفات کندہ ہے۔ بائیں ہاتھ پر خواجہ ہلال قلبی (سجادۂ نشین) کا رہائشی مکان ہے۔ سامنے ہی ۵-۷ قدم کے فاصلہ پر احاطہ درگاہ شریف کا تیسرہ دروازہ ہے۔ تیسرے دروازے میں داخل ہوتے ہی بائیں طرف چبوترے پر کچھ مزارات اور درگاہ شریف کی مسجد ہے۔ داہنی طرف روضہ

مبارک کی خوشنما جالیاں ہیں آگے ۲۰-۲۵ قدم کے فاصلے پر چوتھا دروازہ ہے جہاں گزر کر داہنے ہاتھ پر حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک ہے۔

مسجد درگاہ شریف

حضرت قطب الاقطاب اور دیگر اولیائے کاملین نے اس جگہ ایک چھوٹی سی خام مسجد تعمیر کی تھی جو گارے مٹی کی تعمیر تھی اس مسجد کی صرف ایک محراب تھی جو توسیع کے بعد آج بھی موجود ہے۔ شیرہ شاہ سوری کے بعد اسلام شاہ سوری نے ۹۵۸ھ ہجری میں مسجد مذکور کا ایک درجہ بڑھا کر مسجد کی توسیع کی اور مزار شریف کے اردگرد چار دیواری تعمیر کرائی یہ مسجد توسیع کے بعد کئی صدیوں تک اسی حالت پر رہی مغل شہنشاہ فرخ سیر نے ۱۱۳۰ء میں مسجد کے ان دونوں درجوں کے آگے ایک اور وسیع درجہ تعمیر کرایا جس سے مسجد کی وسعت میں اضافہ ہو گیا تھا ساتھ ہی مزار شریف کے اردگرد سنگِ مرمر کی خوش نما جالیوں کا احاطہ اور سنگِ مرمر کے خوش نما دروازے تعمیر کرائے۔ مسجد کی تیسرے درجہ کی درمیانی محراب کے اوپر سنہ تعمیر کندہ ہے:

مورد لطف و عنایات شہ والا جناب	ساخت ازرہ ئے ارادت وز رسوخ اعتقاد
خسرو ذخ شیر ساہنشہ مالک رقاب	مسجد زیبا بناو سجدہ گاہ شیخ و شاب
با سروش غیب ہاتف گفت دگوش خرو	سال تاریخ بنائیش بیت ربی مستجاب

مسجد درگاہ شریف کی موجودہ عمارت مربع نہیں ہے کیونکہ گوشہ جنوب میں تین مزارات ہیں:

(۱) حضرت نظام الدین ابوالموید رحمۃ اللہ علیہ۔

(۲) مزار حضرت بھی سارہ۔

(۳) مزار حضرت مولانا فخر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ قدس سرہ۔

مزار مبارک اہلیہ محترمہ و دایہ حضرت قطب الاقطاب

مسجد درگاہ سے متصل ہی جانب جنوب مشرق ایک ہے جس میں بتلایا گیا ہے کہ جانب قبلہ حضرت قطب الاقطاب کی اہلیہ محترمہ کا مزار مبارک ہے اور ان کے برابر ان کی دایہ کا مزار ہے واقعات دارالحکومت میں اہلیہ محترمہ کا نام بی بی حنبل مذکور ہے حضرت کی اہلیہ محترمہ کے

سرہانے ایک تناور نیم کا درخت ہے جس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے پتوں میں تلخی نہیں۔ نیم کے پتے نیم کی چھال جس قدر تلخ ہوتی ہے ہر شخص کو معلوم ہے آپ بلا تکلیف اس نیم کی پتی چبا جایئے تلخی نام کو بھی محسوس نہ ہوگی۔ اس نیم کے متعلق یہ روایت مشہور ہے کہ حضرت قطب الاقطاب نے ایک روز نیم کی شاخ سے مسواک فرمائی تھی وہ مسواک زمین پر پڑی تھی اس میں شاخ اور پتیاں پھوٹ اور تناور درخت بن گیا۔

لنگر خانہ

اس حجرے کے بغل میں ایک سنگین عمارت جانب شمال ملحق ہے یہاں دونوں وقت فقراء کو لنگر تقسیم ہوتا ہے فقراء متوکلین کا اسی لنگر پر گزر بسر اوقات کا مدار ہے۔ فسادات ۱۹۴۷ء سے پہلے اس لنگر خانہ سے سینکڑوں فقراء دونوں وقت شکم سیر ہوتے تھے۔ ۱۹۴۷ء میں مسلمانوں کے انخلا سے فقراء کی ایک بڑی تعداد پاکستان چلی گئی تھی پھر بھی دونوں وقت لنگر کی تقسیم کے وقت فقراء کی خاصی تعداد نظر آتی ہے۔ لنگر خانہ کے صحن میں اور خواجہ ہلال قطبی کے حجرہ اور وضو خانہ کے درمیان بیسیوں پختہ قدیمی مزارات ہیں۔

سماع خانہ

قوالوں کو حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر مسجد میں گانے کی اجازت نہیں درگاہ شریف کا سماع خانہ مسجد درگاہ کی جانب جنوب واقع ہے سماع خانہ کے نیچے بھی وسیع صحن ہے جانب غرب متعدد پختہ مزارات ہیں۔ عرس کے موقعہ پر قوالی اسی صحن میں ہوتی ہے۔

سماع خانہ کے ۲ دالان آگے پیچھے ہیں صحن میں اور سماع خانہ میں مجموعی طور پر کئی ہزار آدمیوں کے بیٹھنے کی گنجائش ہے۔ یہ عمارت ۱۷۸۷ء میں ضابطہ خان نے بنوائی تھی انہوں نے عمارت سے متصل ضابطہ خاں اور اس کی بیوی کی قبر ہے۔ یہیں نواب خاں قاسم جان مدفون ہیں جن کے نام سے گلی قاسم جان محلہ بلی ماراں میں موسوم ہے حکیم اجمل خان کے دادا حکیم محمد شریف بھی مدفون ہیں برابر ہی شیخ حسین فیروز کا مزار ہے جن کے متعلق یہ مشہور ہے کہ وہ مٹی کی گولیاں بناتے تھے قدرت خداوندی سے وہ موتی بن جاتے تھے۔

باؤڑی

یہ باؤڑی ندیم الدولہ خلیفۃ الملک حافظ محمد داؤد خاں مستقیم جنگ نے مسجد کے لیے بطورِ حوض ۱۲۶۰ء میں بنوانی شروع کی تھی ۳ سال میں تعمیر مکمل ہوئی یہ باؤڑی سطح صحن مسجد سے تقریباً ۱۲۵ فٹ گہری ہے طول وعرض تقریباً ۳۰×۳۰ فٹ ہے۔ سماع خانہ اور مسجد کے درمیان نیم کے نیچے باؤڑی میں اترنے کا زینہ ہے عرس کے موقعہ پر دہلی کے تیراک ۱۰۰ فٹ کی بلندی سے باؤڑی میں چھلانگ لگا کر اپنے فن تیراکی کا مظاہرہ کیا کرتے تھے۔ ۱۹۴۷ء میں کے بعد باؤڑی میں اترنے کا راستہ بند کر دیا ہے۔ صفائی نہ ہونے کے باعث آج کل پانی نہایت گندی حالت میں ہے۔

مزارات اور اندرونِ بغل مسجد درگاہ شریف

مسجد درگاہ شریف کی بائیں بغل میں تین مزارات ہیں۔(۱) مزار حضرت نظام الدین ابوالمولوید رحمۃ اللہ علیہ (۲) مزار حضرت بی بی سارہ (والدہ) حضرت نظام الدین ابوالموید رحمۃ اللہ علیہ (۳) مزار مبارک فخر الملت والدین حضرت مولانا فخر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ بن حضرت مولانا نظام الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ اورنگ آبادی خلیفہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ قطب العالم حضرت شیخ کلیم اللہ شاہجہاں آبادی قدس سرہ مجدد سلسلہ عالیہ نظامیہ۔ آپ کا مزار مبارک سفید سنگ مرمر کا ہے۔

سلسلہ نظامیہ فخریہ آپ ہی سے جاری ہوا ہے ہندوستان میں اکثر نظامی خانقاہیں آپ ہی کے سلسلہ کی ہیں۔ حضرت شیخ کلیم اللہ شاہجہاں آبادی آپ کے دادا پیر تھے۔

حضرت مولانا فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے چبوترہ پر برابر میں سلطان شمس الدین التمش رحمۃ اللہ علیہ کے ایک صاحبزادہ کی قبر ہے۔ جس کی تعویذ ۱/۴/۱ فٹ X ۱ فٹ ہے۔

دروازہ آستانہ عالیہ حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ

یہ دروازہ اور سنگِ مرمر کی جالیاں مغل شہنشاہ فرخ سیر نے ۱۱۲۰ء میں تعمیر کرایا تھا۔

دروازہ کے بیرونی رُخ پر یہ اشعار کندہ ہیں:

از جہاں بادشاہ جہاں خسرو انام — تعمیر شدہ مشک زیبا و منتظم
گرد دیگر دروضۂ او آدم و ملک — گرد مزار خواجہ دیں قطب نہ فلک
فر سور شمشیر مج و آسماں غلام — مانند قبلہ اشرف وچوں کعبہ محترم

دروازہ کے اندر حسبِ ذیل اشعار منقوش ہیں:

از سعی کمترین غلامان شہریار — رفتند قدسیاں یہ دیارِ بہشت عندن
بااعتقاد معتقد کامل العیار — تاریخ یافتند حصار بہشت عدن

اسی دروازہ سے متصل بائیں طرف اونچی کرسی پر حضرت قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے حضرت قاضی صاحب حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ کے استاد تھے۔ استاد ہونے کے باوجود وہ حضرت قطب الاقطاب کا حد درجہ ادب واحترام کیا کرتے تھے۔ بارگاہِ قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ کے مخصوص مقربین میں سے تھے ۱۱رمضان المبارک ۶۹۵ ہجری تاریخِ وصال ہے مزار شریف ۷۷۴ ہجری میں تعمیر ہوا۔

اب آپ حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر آ گئے۔ اس دروازہ سے آگے جوتیاں لے جانا منع ہے۔ عورتوں کی جالیوں میں سے زیارت کی اجازت ہے۔ اس دروازے سے آگے عورتوں کو جانا منع ہے۔

مزار مبارک

آستانہ عالیہ کے دروازہ پر پہنچ کر ذرا ہوشیار ہو جایئے۔ اب آپ نائب سلطان الہند کے دربار میں حاضر ہو رہے ہیں۔ ادب سے قدم اٹھایئے ادب سے قدم رکھیے۔ نگاہ نیچی رکھیے دست بستہ حاضری کی سعادت حاصل کیجیے۔ دروازے میں داخل ہوتے ہی مغربی دیوار سے متصل حضور قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک ہے قبر شریف کے اردگرد سنگِ مرمر کا خوش نما کٹہرہ ہے اردگرد بارہ ستونوں پر خوش نما سنگِ مرمر کا گنبد ہے۔ بغیر وضو زیارت کے لیے حاضری بے ادبی ہے لباس اور جسم پاک اور صاف ستھرا ہونا چاہیے فاتحہ پڑھیے دُعا مانگئے اور اُلٹے پاؤں واپس آ جایئے۔ مزار شریف کی طرف پشت کرنا خلاف ادب ہے۔

کٹھرے کے برابر حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے سیّد احمد مدفون ہیں جو صاحبِ جذبات اور باکمال بزرگ تھے قدموں میں چھوٹے صاحبزادے سیّد محمود آسودہ ہیں جن کا عہد طفلی میں بعمرِ ۷ سال انتقال ہو گیا تھا۔ فسادات ۱۹۴۷ء سے بیشتر حضرت کی قبر مبارک کا تعویذ سنگِ مرمر کا تھا جبر انخلا کے وقت جب فسادیوں نے بستی کے مسلمانوں پر حملہ کیا۔ تو درگاہ شریف کو بھی سخت نقصان پہنچا تعویذ اکھاڑ دیا جالیاں توڑ دیں مگر ہندوستان کے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے مہاتما گاندھی کی وصیت کے مطابق ۱۹۵۰ء میں مزار شریف کا کٹھرہ سنگِ مرمر از سرِ نو تعمیر کرادیا اس کے بعد گنبد مبارک بھی تعمیر ہو گیا۔ جو اس سے پہلے کبھی تعمیر نہ ہوا تھا۔ حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے سرہانے خواجہ عبدالعزیز بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے۔ بائیں جانب حضرت قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ مولانا بدر الدین رحمۃ اللہ علیہ غزنوی امام الدین ابدال رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اولیائے اکرام آسودۂ خواب ہیں۔

ہندوستان کے روحانی گورنر کے دربار ابد آثار کا قلمی نقشہ کھینچنا مجھ سے جیسے عاجز کی طاقت سے باہر ہے روحانی ذوق رکھنے والے حضرات کے لیے یہ چند سطور بھی کافی ہیں۔ زیارت سے فارغ کر اب آپ باہر تشریف لائے۔ احاطہ کے پہلے دروازہ سے باہر آ کر آپ جانب غرب چلیے۔ ایک دروازہ اور ملے گا یہ دروازہ شاہ عالم بہادر شاہ کے عہد میں سردار شاکر خان نے جانب غرب بنوایا تھا۔ محراب کے اوپر سنگِ مرمر کا کتبہ نصب ہے جس پر سنہ تعمیر کندہ ہے اس دروازے سے باہر آتے ہی اب آپ ایک اور احاطہ میں داخل ہو گئے اس دروازے سے متصل دائیں جانب پیرزادہ اِسلام الدین رحمۃ اللہ علیہ کا رہائشی مکان ہے بائیں طرف یعنی درگاہ شریف کی مغربی دیوار سے متصل موتی مسجد ہے جو شاہ عالم بہادر نے ۱۲۲۱ ہجری میں بطور نذرِ عقیدت تعمیر کرائی تھی یہ مسجد سنگِ مرمر کے نہایت خوبصورت فنِ تعمیر کا شاہکار ہے (افسوس منتظمین درگاہ جہاں عمارات متعلقہ درگاہ کی صفائی کا اِہتمام رکھتے ہیں موتی مسجد کی طرف توجہ نہیں کرتے صحن۔ دالان مسجد میں مٹی کوڑا۔ کبوتر کے بیٹ کے انبار لگے ہوئے ہیں شاید عرس کے موقعہ پر ایک دفعہ جھاڑو دلوادی جاتی ہے۔

مجر شاہ عالم

موتی مسجد کی بغل میں سنگِ مرمر کا نہایت خوبصورت مجر ہے جس میں شاہ عالم بہادر شاہ اور معین الدین رحمۃ اللہ علیہ محمد اکبر بادشاہ کے مزارات ہیں دونوں قبروں کے سرہانے سنگِ مرمر کی لوح نصب تھیں جن پر صاحب قبر کا نام اور سنہ وفات کندہ تھا۔ فسادیوں نے جہاں مجر کی جالیوں کو شکست و ریخت کیا وہاں الواح بھی توڑ دیں اسی احاطہ میں شاہی خاندان کے دیگر حضرات کی قبریں بھی ہیں جانب جنوب خوش نما سہ دریاں بنی ہوئی ہیں جو اِمتداد زمانہ اور مرمت نہ ہونے کے باعث ٹوٹ پھوٹ گئیں صرف دیواریں باقی ہیں جو زُبان حال سے دُنیا کی بے ثباتی کی نغمہ خواں ہیں۔ پیرزادہ اِسلام الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مکان سے متصل ہی ایک خانقاہ اور مسجد ہے صحن میں چند قبریں ہیں۔ یہ بھی بادشاہی زمانہ کی عمارت ہے اس مسجد اور درگاہ سے متصل جانب غرب ایک حوض ہے جو غالباً عرس کے زمانہ میں پانی سے بھرا رہتا ہوگا آج کل تو خشک پڑا ہوا ہے۔ حوض سے متصل گوشہ شمال ومغرب میں قدیم زمانہ کا دروازہ ہے اسی دروازہ سے متصل پرانے زمانہ کی ایک مسجد ہے اور اس سے متصل ہی احاطہ درگاہ شریف سے باہر آنے کا گیٹ ہے جہاں آہنی میخوں کے کواڑ لگے ہوئے ہیں۔

مزار حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اس دروازہ سے باہر بائیں ہاتھ کو بہادر شاہ کے محلے کے نیچے ایک اونچے چبوترہ پر حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے برابر ہی میں ہندوستان کے آخری تاجدار بہادر شاہ ظفر کا محل ہے جس کا صرف عالیشان دروازہ سالم صورت وشکل میں موجود ہے۔ بقیہ عمارت کھنڈر ہوگئی ہے دیواریں کھڑی ہیں چھت ندارد۔ حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب متحدہ ہندوستان کے مفتی اعظم تھے نہایت سادہ مزاج۔ غیر تکلف پسند اور صحیح معنی ہیں علمائے سلف کے نمونہ تھے۔

آپ مدرسہ امینیہ کشمیری گیٹ دہلی کے صدر مجلس اور جمعیۃ علماء ہند کے صدر تھے ہندو مسلمان سکھ عیسائی سب آپ کا اِحترام کرتے تھے ۱۹۵۳ء میں آپ نے دار فانی سے رحلت

فرمائی۔

بازار مہرولی شریف

بہادر شاہ ظفر کے محل کے نزدیک سے ہی ایک چھوٹا سا راستہ بازار کی طرف گیا ہے اس راستہ کے دونوں طرف نیچے دُکانیں اوپر بالاخانے تھے یہ تمام جائیداد ١٩٤٧ء سے پہلے مسلمانوں کی تھی۔ جبر یہ انخلا کے بعد ان جائیدادوں میں پنجابی پناہ گزیں آباد ہیں۔ پھول والوں کی سیر اور عرس حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ کے موقع پر یہاں بڑی رونق رہتی تھی۔ ١٩٤٧ء کے آخر سے رونق جاتی رہی بازار اور شاہی محل کے درمیان ایک بڑی وسیع و عریض باوَڑی تھی۔ جو آج کل مٹی اور پتھروں سے پٹ گئی۔

اب آپ بازار میں داخل ہو گئے اب جانب جنوب چلئے۔ تقریباً ٤ فرلانگ کے بعد داہنی طرف جہاز محل اور بائیں طرف جھرنا ہے اس سے آگے بڑھ کر داہنے ہاتھ پر اولیاء مسجد ہے۔

اولیاء مسجد

یہ مسجد حوض شمسی و جنوبی کنارے پر واقع ہے۔ حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ خواجہ حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اولیائے کرام اسی جگہ مصروف عبادت رہتے تھے اسی جگہ حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ نے احباب کی فرمائش سے گرم گرم کاک آستین مبارک سے نکال کر احباب کو کھلائے تھے۔ اسی جگہ سلطان الہند خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ نماز پڑھی تھی جہاں بعد میں بطور یادگار نشان بنا دیا گیا۔

بزرگوں کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ یہاں رات کو اولیائے کرام جمع ہوتے ہیں اور سرکار غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی فیوض سے مالا مال ہوتے ہیں یہاں شب بیداری کر کے خدا تعالیٰ سے جو عاجزانہ اِلتجا کی جاتی ہے حق تبارک تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے قبول فرما کر دامن طلب کو گوہر ہائے مقصود سے بھر دیتا ہے مسجد کے صحن میں ایک کنواں ہے جس کا پانی شیریں اور سبک ہے۔ یہ مسجد ١٩٤٧ء کے فسادات کے دور سے غیر آباد تھی اب

بحمد اللہ ۲۲ سال سے آباد ہے۔ نماز پنجگانہ باجماعت ہوتی ہے۔ حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے لیے اسی جگہ ابدال اور رجال غیب آیا کرتے تھے۔ اب بھی صاحبِ نظر لوگوں کی رجال غیب اور حضرت ابدال سے ملاقات ہوتی ہے اس مسجد کی غربی دیوار چونکہ حوضِ شمسی کے اندر ہے اس لیے حوض کے پانی سے وضو یا غسل کرنے کے لیے سنگین زینہ بنا ہوا ہے۔ برسات کے دِنوں میں جب پانی مسجد کی دِیوار تک آجاتا ہے۔ اس زینہ سے اُتر کر نمازی حضرت حوض کے پانی سے وضو کرتے ہیں اس مسجد میں حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ کے چند مزارات ہیں۔

چہل ابدال

اولیاء مسجد سے چند قدم فاصلہ پر جانب جنوب ایک وسیع احاطہ ہے جس میں ۴۰ - ابدال حضرات کے مزارات ہیں۔

لنگر خانہ حضرت سلطان شمس الدین التمش رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سلطان شمس الدین التمش رحمۃ اللہ علیہ کا نام بھی حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں شامل ہے۔ حضرت سلطان موصوف کی روحانی تربیت حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی۔ حوضِ شمسی کے گوشہ جنوب وشرق پر ایک وسیع احاطہ عمارت ہے جس کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ یہ عمارت سلطان شمس الدین التمش رحمۃ اللہ علیہ کا لنگر خانہ تھا۔ ہزار ہا فقراء غرباء شاہی لنگر خانہ سے دونوں وقت شکم سیر ہوتے تھے اس عمارت کی صرف کچھ دِیوار باقی ہے باقی حصہ منہدم ہو گیا ہے۔

حوضِ شمسی

یہ حوض سلطان شمس الدین التمش رحمۃ اللہ علیہ نے بہ اشارہ حضور سرورِ کائنات ﷺ سنہ ھ میں حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ حیات میں تعمیر کرایا تھا۔ یہ حوض ۲ میل لمبا اور ایک میل چوڑا تھا۔ سنگ سرخ سے تعمیر تھا۔ اس حوض کی تعمیر کا تذکرہ ناظرین کرام صفحات

گزشتہ میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

یہ حوض بہت کافی گہرا ہے۔ صفائی نہ ہونے کے باعث مرورِ زمانہ سے بڑی حد تک اٹ گیا ہے۔ پھر بھی موجود زمانہ میں اِتنا طویل و عریض ہے اگر پانی کا مناسب انتظام رکھا جائے تو لاکھوں اِنسانوں کی ضروریاتِ زِندگی کی کفالت کر سکتا ہے۔ موجودہ زمانہ میں نل سسٹم کے اجراء سے اگرچہ پانی کی تکلیف بڑی حد تک رفع ہو گئی ہے مگر قدرتی ذخیرہ آب موسم گرما میں سرد اور موسم سرما میں گرم رہتا ہے اس کے برخلاف نلوں کا پانی گرمیوں میں گرم اور سردیوں میں سرد رہتا ہے۔ غریب لوگوں کے لیے نل سسٹم اس حد تک فائدہ بخش اور معین صحت نہیں جس قدر دریا یا کسی بڑے حوض کا پانی فائدہ بخش ہے۔

گزشتہ صفحات میں ناظرین کرام پڑھ چکے ہیں کہ حضرت سلطان شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ اس فکر میں تھے کہ پانی کی قلت رفع کرنے کے لیے حوض تعمیر کرایا جائے۔ یہ حوض کس جگہ تعمیر ہو اس پر کوئی پختہ خیال قائم نہ ہوتا تھا۔ حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں حضور سرورِ عالم ﷺ کو گھوڑے پر سوار اس جگہ پر دیکھا جہاں وسط حوض میں ایک چبوترہ پر ایک برجی قائم ہے۔ حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا: یہ جگہ حوض کے لیے مناسب ہے اس جگہ پر حوض تعمیر کرو۔ ادھر حضور سرورِ عالم ﷺ نے سلطان شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ کو حوض کی تعمیر کا اِشارہ فرمایا: اِدھر حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ کو مطلع فرمایا۔ خواب سے بیدار ہوتے ہی حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بادشاہ سے کہہ دینا کہ حضور سرورِ عالم ﷺ نے جس جگہ حوض تعمیر کرنے کا حکم دیا ہے میں اسی جگہ جا رہا ہوں تم بھی آ جاؤ۔ جواب ملتے ہی حضرت سلطان شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ گھوڑا دوڑاتے ہوئے مقررہ جگہ پر پہنچ گئے۔ دیکھا اس جگہ گھوڑے کے سم کا نشان ہے اور پانی کا چشمہ جاری ہے۔ حضرت سلطان شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ نے وہ پانی پیا پیتے ہی دل باغ باغ ہو گیا۔ اور اس پانی کے متعلق فرمایا: اس سے بہتر شریں اور سرد پانی میں نے کبھی نہیں پیا۔ اسی وقت وہ جگہ محصور کرنے کے لیے نشان لگا دیا۔ حوض تعمیر ہو گیا۔ خشک اور بنجر علاقہ میں یہ حوض ایک نعمت غیر مترقبہ تھی۔ جس جگہ پانی کا چشمہ جاری تھا اور جہاں حضرت کے گھوڑے کے سم کا نشان تھا حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ

نے ۲۰×۳۰ فٹ چبوترہ چار سنگین ستونوں پر ایک مضبوط برجی بنوادی جو ساڑھے سات سو برس گزرنے کے بعد آج بھی موجود ہے۔

میں نے بعض بزرگوں کے زبانی سنا ہے کہ یہ جگہ نہایت مقدس و بابرکت اولیائے کرام نے اس مقام پر چلہ کشی کر کے روحانی عروج حاصل کیا۔ افسوس ہے انقلاب ۴۷ء کے بعد مہر ولی شریف کی اسلامی قدیمی تاریخی عمارات و آثار کا کوئی حفاظت کرنے والا نہیں۔ جس جگہ پر بڑے بڑے اولیائے بڑی تعظیم اور ادب سے قدم رکھتے تھے اس جگہ پر مویشی چرتے' لید اور پیشاب کرتے نظر آتے ہیں کوئی ان کو روکنے ہٹانے والا نہیں۔ غیر مسلم مرد۔ عورتیں جوتے پہن کر آزادی سے گھومتی پھرتی ہیں اس متبرک مقام کی کوئی تعظیم و تکریم کرنے والا نہیں۔ البتہ محکمہ آثار قدیمہ کا اندرونِ گنبد ایک کتبہ نصب ہے جس پر لکھا ہے کہ قانون تحفظ آثار قدیمہ کی فلاں دفعہ کے تحت اس عمارت کو نقصان پہنچانا جرم ہے۔

اس حوض کا پانی چونکہ خشک نہیں ہوتا بارہ مہینے باقی رہتا ہے اس لیے اس حوض میں بے شمار مچھلیاں ہیں ان کی تعداد روز افزوں ہے۔ اس حوض کا جو حصہ پٹ گیا ہے اس میں تین طرف آم کے باغات ہیں۔ ۱۹۴۷ء میں ہندوستان کو آزادی ملنے کے بعد اس حوض کے پانی سے استفادہ کی صورت تبدیل ہوگئی۔ نہ یہاں کا پانی آدمیوں کے پینے کے کام میں آتا ہے نہ وضو کرنے والے مسلمان باقی رہے۔ یہ حوض تو غیر مسلم پنجابی رفیوجی عورتوں کے لیے کپڑے دھونے کا تالاب بن گیا ہے طلوع آفتاب سے ۳-۴ بجے شام تک حوض کے اردگرد سینکڑوں رفیوجی عورتوں کپڑے دھوتی نظر آتی ہی۔ کپڑا کوٹنے کی آواز کھٹ کھٹ اولیاء مسجد کی دیواروں سے ٹکراتی رہتی ہیں۔

سلطان شمس الدین التمش رحمۃ اللہ علیہ کے بعد فیروز شاہ تغلق نے زمین دوز نالہ بنا کر اس پانی کو کچھ دور لے جا کر ایک آبشار کی صورت عطا کی تھی اولیاء مسجد کے قریب ہی جانب مشرق بادشاہی زمانہ کا جھرنا آبشار ہے جو سطح زمین سے تقریباً ۲۰-۲۵ فٹ کی نچائی پر گر کر چھوٹی چھوٹی حوضوں سے گزر کر دوسری طرف نکل جاتا ہے جھرنے ساخت اور متعلقہ عمارت قابلِ دید ہے گو ۱۹۴۷ء کے بعد اس خوبصورت مقام کی رعنائی فنا ہوگئی پھر بھی اس گئی گزری

حالت میں یہ آبشار موسم برسات میں قابلِ دید ہے۔ جھرنے کے اوپر لودھیوں کے زمانہ کا جہاز یا ہوا محل بنا ہوا ہے۔ اس محل کے چاروں کونوں پر چار خوبصورت اور رنگین برجیاں بنی ہوئی ہیں۔ سطح زمین سے کافی اونچائی پر یہ عمارت واقع ہے۔ اس عمارت کے چاروں طرف بنی ہوئی ہے۔ جو برسات کے زمانہ میں حوض پر ہو جانے کے بعد پانی سے لبریز ہو جاتی ہے۔ اس عمارت کی جنوبی دیوار ٹوٹ گئی ہے نہیں کہا جا سکتا یہ دیوار پرانی ہو جانے کی وجہ سے خود بخود گر گئی یا گرادی گئی ہے۔

مقبرہ حضرت مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ صاحب کا مقبرہ حوض شمسی کے داہنے کنارے پر آم کے باغ کے برابر زیارت گاہ خواص وعوام ہے جس وقت آپ کا مقبرہ تیار ہوا ہوگا۔ اس وقت تو نہ معلوم وہ کتنا حسین وجمیل ہوگا۔ مرور زمانہ اور انقلابات کے بعد آج بھی آپ کے مقبرہ سے شان وشوکت ٹپکتی ہے۔ آپ کا مزار مبارک ایک خوبصورت وسیع وعریض حجرہ میں ہے جن کے اوپر ایک نہایت شاندار ہشت پہل گنبد ہوا ہے۔ احاطہ مزار شریف سے جانب غرب میں اس وقت بھی مسجد کی محرابیں اور غربی دیوار موجود ہے۔ احاطہ درگاہ میں داخل ہونے کے ۲ دروازے جانب شمال ہیں۔ جانب جنوب بھی حجرے بنے ہوئے ہیں جن کی ٹوٹی پھوٹی دیواریں اور چھت پر چڑھنے کا زینہ آج بھی موجود ہے۔ احاطہ مزار شریف کے اردگرد بہت سے مزارات ومقابر ہیں جو شکستہ حالی میں دُنیا کی بے ثباتی کا مظہر ہیں۔ جانب شرق ایک مختصر احاطہ میں دو پختہ مزارات ہیں۔ جن کے متعلق نہیں کہا جا سکتا ہے کہ صاحب مزارات کون بزرگ تھے۔ شمالی دیوار دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ ان مزارات کے حجرہ کے اوپر بھی کسی زمانہ میں گنبد بنا ہوا ہوگا جو آج موجود نہیں ملبہ کا ڈھیر پڑا ہوا تھا۔

حضرت شاہ صاحب کے مزار مبارک سے جانب گوشہ شمال ومغرب ایک اونچی پہاڑی پر ایک برج اور بڑی لمبی دیوار نظر آتی ہے۔ یہ عمارت حضرت شاہ صاحب کے مزار مبارک سے تقریباً ۴ فرلانگ کے فاصلہ پر ایک پہاڑی پر واقع ہے۔ موقعہ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عمارت کسی زمانہ کی ایک وسیع وعریض مسجد کی ہے جس کی چہار دیواری بھی ہوگی۔ دروازے بھی

ہوں گے مگر اب نہ کوئی دروازہ باقی ہے نہ کوئی چار دیواری صرف مغربی دیوار باقی ہے جانب جنوب بھی کوئی عمارت ہوگی جو اب بھی ٹوٹی پھوٹی حالت میں کچھ کچھ موجود ہے اس احاطہ کے گوشہ مشرق و جنوب میں چار ستونوں پر قائم ایک برج کے نیچے ایک مزار ہے۔ کوئی کتبہ موجود نہیں جس سے پتہ چل سکے کہ یہ عمارت کس زمانہ کی بنی ہوئی ہے۔ بنوانے والا کون تھا اور اس برج کے نیچے کون مرد خدا محو خواب ہے۔ حضرت شاہ صاحب کا گو سالانہ عرس ہوتا ہے مگر منتظمین عرس حضرت شاہ صاحب کے مزار مبارک پر جانے کی تکلیف گوارا نہیں کرتے۔

معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹۴۷ء میں فسادی آپ کے مزار مبارک کے کواڑ بھی اتار کر لے گئے۔ کسی مرد خدا نے مٹی پتھر سے تقریباً اڑھائی فٹ دروازہ بند کر دیا جس سے مزار شریف مویشیوں کے ذریعہ بے حرمتی سے محفوظ ہو گیا۔ ایام گرما میں حضرت شاہ صاحب کے مزار مبارک کا حجرہ اس قدر سرد رہتا ہے کہ دھوپ میں چل کر احاطہ مزار شریف میں داخل ہوتے ہی ایسا محسوس ہوتا ہے کہ برف خانہ میں داخل ہو گئے۔ مزار شریف کے حجرہ کے اندرونی کارنسوں پر چونے اور مصالحہ سے چہار طرف آیۃ الکرسی مع بسم اللہ تحریر ہے۔ خط اس قدر پاکیزہ اور نوک پلک سے اس قدر آراستہ ہے کہ اچھے اچھے خطاط بھی صفحہ قرطاس پر قلم سے تحریر نہیں کر سکتے۔

احاطہ مزار مبارک کے ہر چہار جانب کی دیواروں میں ہوا کی آمد و رفت کی لیے جالیاں بنی ہوئی ہیں۔ سرہانے ایک الماری دیوار میں بنی ہوئی ہے جس میں ایک مٹی کا دیا بغیر تیل کے رکھا نظر آتا ہے اولیاء مسجد کے موجودہ امام صاحب حضرت شاہ صاحب کے مزار کی دیکھ بھال رکھتے ہیں وہی غالباً جمعرات کو چراغ روشن کر دیتے ہوں گے۔ حضرت شاہ صاحب کے احاطہ مزار مبارک کے اراد اور بھی مزارات اور مقابر ہیں۔

مختصر حالات حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت محدث صاحب ماہِ محرم ۹۵۸ میں دہلی میں پیدا ہوئے تھے۔ اسلام شاہ سوری کا عہد حکومت تھا۔ آپ کے دادا آغا محمد بخارا کے رہنے والے تھے۔ تیرہویں صدی عیسوی میں جب مغلوں نے وسط ایشیا میں آتش و خون کا ہنگامہ برپا کیا تو وہاں کے حالات سے بددل ہو کر

ترکوں کی ایک جماعت کے ساتھ ترک وطن کر کے ہندوستان چلے آئے تھے۔ اس وقت سلطان علاؤ الدین خلجی رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان کا فرمانروا تھا۔ سلطان علاؤ الدین خلجی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو امراء کی ایک جماعت کے ساتھ گجرات کی مہم پر روانہ کر دیا۔ گجرات فتح ہو گیا۔ آغا محمد نے وہی سکونت اختیار کر لی۔ آغا محمد کے ۱۰۱ بیٹے تھے جن کے ساتھ وہ بڑی شان و شوکت کی زندگی گزارتے تھے۔

قضا الٰہی ۱۰۰ بیٹے انتقال کر گئے اور وہ باقی ماندہ ایک بیٹے کو ہمراہ لے کر سیاہ ماتمی لباس پہن کر دہلی واپس آ کر حضرت شیخ صلاح الدین رحمۃ اللہ علیہ سہروری کی خانقاہ میں بیٹھ گئے اور سلطان محمد تغلق کے عہد میں ۱۷ ربیع الثانی ۷۳۹ ہجری کو داعی اجل کو لبیک کہا: حضرت شاہ صاحب کے والد ماجد کا اسم گرامی مولانا سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ بڑے صاحب دِل بزرگ۔ بہت اچھے شاعر۔ بہت اچھے عالم اور بہت اچھے خدا رسیدہ بزرگ تھے۔ حضرت شاہ صاحب نے ابتدائی تعلیم والد ماجد کے آغوش عاطفت میں پائی دو تین مہینوں میں پورا قرآن شریف پڑھ لیا۔ مہینہ ڈیڑھ مہینہ میں لکھنا بھی سیکھ گئے۔ سال سوا سال میں قرآنِ مجید بھی حفظ کر لیا۔ ذہن و حافظہ بلا کا تھا ۱۸ سال کی عمر میں علوم ظاہری کی تکمیل سے فارغ ہو گئے۔

تکمیل علوم ظاہری کے بعد حضرت شاہ صاحب نے سلسلۂ درس و تدریس جاری رکھا اس کے بعد عازم حج بیت اللہ ہوئے رمضان ۹۸۶ ہجری میں شیخ عبد الوہاب متقی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کی خدمت میں رہ کر تکمیل علوم اور سلوک و احسان کی راہوں سے آگاہی حاصل کی۔ حضرت شیخ متقی صاحب نے آپ کو علم باطنی کی تعلیم دی۔ تصوف کی کتابیں پڑھائیں اور حرم شریف کے اندر اپنی نگرانی میں عبادت و ریاضت کرائی علم و عمل کی وادیوں کی سیر کرنے کے بعد حضرت شاہ صاحب بحکم پیر و مرشد ہندوستان واپس تشریف لائے۔ دہلی میں مسند درس و ارشاد بچھائی۔ مدرسہ قائم کیا جہاں قرآن و حدیث کو علومِ دین کا مرکزی نقطہ قرار دے کر تعلیم دی جاتی تھی۔

درس تدریس کا ہنگامہ حضرت شاہ صاحب کے آخری لمحہ زندگی برپا رہا۔ آپ کے قائم کردہ دار العلوم میں متعدد اساتذہ درس و تدریس کی خدمات انجام دیتے تھے۔ حضرت شاہ

صاحب کے پہلے روحانی مرشد آپ کے والد ماجد مولانا سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ پھر والد ماجد کے حکم سے حضرت سیّد موسیٰ گیلانی سے بیعت ہوئے۔ ۹۸۵ ہجری میں حضرت سیّد صاحب نے حضرت شاہ صاحب پر خصوصی توجہ عنایت فرمائی مکہ معظمہ میں حضرت شیخ عبدالوہاب متقی کے ہاتھ پر بیعت کی اور چشتیہ قادریہ شاذلیہ سلسلہ کی خلافت کی۔ حج بیت اللہ سے واپسی پر حضرت شاہ صاحب نے حضرت خواجہ باقی اللہ کے دامن ترتیب سے وابستہ ہو کر بہت کچھ حاصل کیا۔

حضرت شاہ صاحب اگرچہ- چشتیہ- شاذلیہ- رینہ اور نقشبندیہ سلسلہ میں منسلک، تے لیکن آپ کا قلبی اور حقیقی تعلق سلسلہ قادریہ سے تھا۔ حضرت شاہ صاحب نے زبدۃ الاثار منتخب بہجۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ مجھے خواب میں حضرت غوث الاعظم نے حضور سرورِ کائنات ﷺ کے اشارہ پر مرید کیا تھا۔ بیعت ہونے کے بعد حضور سرورِ کائنات ﷺ نے فارسی زبان میں مجھے بشارت دی تھی۔ بزرگ خواہی شد حضرت شاہ صاحب ۲۱ ربیع الاول ۱۰۲۱ ہجری کو بعمر ۹۴ سال رحلت فرمائے عالم آخرت ہوئے۔ وصیت کے مطابق آپ کے صاحبزادہ شیخ نورالحق نے نماز جنازہ پڑھائی اور حسب وصیت حوض شمسی کے کنارے آپ سپرد خاک کر دیئے گئے۔ قبر کے متعلق وصیت تھی کہ قبر وسیع بنائی جائے۔ سرہانے کی دیوار میں بہت سے طاق بنوا کر ان میں شجرے رکھے جائیں۔ وصیت کے مطابق شیخ انوارالحق نے مزار شریف کے سرہانے سنگِ مرمر کا کتبہ نصب کرایا جس پر نہایت اختصار اور جامعیت کے ساتھ حضرت شاہ صاحب کی تاریخ ولادت سنہ وفات کے علاوہ حضرت شاہ صاحب کی پوری زندگی کا خاکہ درج ہے حضرت شاہ صاحب کے مزار مبارک کی عمارت نواب ہدایت خان سپہ سالار افواج شاہجہاں بادشاہ نے بنوائی جس کا مختصر تذکرہ گزشتہ صفحات میں پیش کیا جا چکا ہے۔ حضرت شاہ صاحب نے اگرچہ ۹۴ سال کی عمر پائی تھی۔ پھر بھی آپ کی عمر کا اکثر حصہ تالیف و تصنیف میں گزرا- عبادت- ریاضت تعلیم- تصنیف ایام شباب سے وصال تک آپ کی زندگی کا محبوب ترین مشغلہ تھا۔ مورخین نے آپ کی تصنیفات سو ۱۰۰ یا اس سے- زیادہ بیان کی ہے۔ بہر حال جن علوم پر آپ کی تصنیفات و تالیفات ہیں ان کے نام یہ ہیں:

(۱)	تفسیر	(۷)	اِخلاق	(۱۳)	ذاتی حالات
(۲)	تجوید	(۸)	اِعمال	(۱۴)	خطات
(۳)	حدیث	(۹)	فلسفہ و منطق	(۱۵)	مکاتیب
(۴)	عقائد	(۱۰)	تاریخ	(۱۶)	اسناد
(۵)	فقہ	(۱۱)	سیر		ماخوذ از شیخ
(۶)	تصوف	(۱۲)	نحو		عبدالحق
					محدث دہلوی

مزار حضرت شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ

درگاہ حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ کے پیر زادوں اور بعض بزرگوں کی زبانی معلوم ہوا کہ حضرت شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ حضرت بوعلی شاہ قلندر پانی پتی کے پیرو مرشد تھے۔

آپ کا مزار مبارک عیدگاہ مہرولی سے جانب شمال تقریباً ایک فرلانگ کے فاصلہ پر ایک پہاڑی پر واقع ہے مزار مبارک پر چار ستونوں پر لداؤ کا ایک برج بنا ہوا ہے۔ جانب جنوب ایک کوٹھری ہے جس میں انقلاب ۱۹۴۷ء سے پہلے ایک خادم درگاہ رہا کرتا تھا۔ بغل میں بھی ایک مزار ہے اور بائیں جانب بھی جانب جنوب برگد کے پیڑ کے نیچے ایک بڑا بھاری کنواں ہے جہاں ہر وقت ڈول پڑا رہتا ہے۔ پانی پینے کا ایک ڈونگا بھی رکھا رہتا ہے۔ کنویں کی من پر ۴-۵ نشانات اس قسم کے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ان جگہوں پر یا تو پانی کے مٹکے رکھے رہتے تھے یا آس پاس کے باشندے ان جگہوں پر پانی بھرنے کے گھڑے وغیرہ رکھا کرتے ہوں گے۔

منشی محمد حنیف صاحب ساکن کڑہ عالم بیگ محلہ بلی ماراں دہلی کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ اپنے دو عزیزوں کے ہمراہ حضرت شیخ صاحب کے مزار مبارک کی زیارت کے لیے گیا۔ اس زمانہ میں وہاں ایک خادم درگاہ اس کوٹھری میں رہا کرتے تھے جو مزار شریف سے متصل موجود ہے۔ انکا بیان ہے کہ ہم جس وقت وہاں پہنچے کنویں پر منہ ہاتھ دھو کر پانی پیا خادم درگاہ

ایک کونڈے میں گرما گرم پلاؤ لے کر آیا کہا: یہ لو بیٹا یہ کھاؤ ہم نے عذر کیا کہ گھر سے کھانا کھا کر آئے ہیں لیکن وہ خادم بدستور مصر رہا اور ہم سے کہنے لگا کہ رات حضرت پیر و مرشد نے مجھے حکم دیا تھا کہ فلاں وقت تین مہمان آئیں گے ان کے لیے کھانا تیار رکھنا۔ چونکہ کونڈا ابھرا کھانا ہماری ضرورت اشتہا سے زیادہ تھا۔ اس لیے کچھ کھانا بچ رہا۔ خادم درگاہ نے اصرار کیا کہ یہ بھی تمہیں کھانا پڑے گا بالا آخر ہم تینوں ساتھیوں نے تھوڑا تھوڑا کر کے وہ بھی کھا لیا۔ آپ کی کرامت کے اور بھی واقعات سننے میں آئے ہیں بخوف طوالت صرف اسی ایک واقعہ پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ آپ کا مزار مبارک قلعہ پرتھی راج کے برج کے نیچے کھائی کے کنارے واقع ہے مزار شریف سے متصل جانب مشرق ایک اونچے چبوترے پر ۸ بادشاہوں کے مزارات ہیں اور دور تک چاروں طرف بے شمار مزارات ہیں قریب ہی بعض عمارتوں کے صحن میں حضرت اوحدالدین کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک ہے۔

مزار شریف کے محل وقوع پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب مزارات شہدائے کرام کے ہیں جو قلعہ پرتھی راج پر حملہ کے وقت شہید ہو گئے تھے۔ حضرت شیخ صاحب کے مزار مبارک کی برجی کے ستون مہاراجہ پرتھی راج کے بت خانہ کے ہیں ساخت ہندوستانی معلوم ہوتی ہے اس لیے یہ بات قرین قیاس ہے کہ یہ مزارات اسلامی بادشاہ کے ہاتھ دلی کی فتح کے وقت کے ہیں۔ (واللہ اعلم بحقیقۃ الحال)

مزار حاجی روزبہ رحمۃ اللہ علیہ اور دختر پرتھی راج

حضرت حاجی روزبہ کے متعلق سر سید احمد خاں نے آثار الصنادید میں لکھا ہے کہ یہ سب سے پہلے اسلامی درویش ہیں جو دہلی میں تھے۔ دہلی پہنچ کر انہوں نے مہاراجہ پرتھی راج کے قلعہ کے برج کے نیچے نیم کے درخت کے پاس قیام کیا تھا۔ انہیں دیکھ کر اس زمانہ میں منجموں نے راجہ سے کہا تھا کہ فقیر کا یہاں قیام کرنا آپ کی حکومت کے لیے اچھا نہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی حکومت عنقریب ختم ہو جائے گی۔ مسلمان حکمرانی کریں گے۔ آپ کے ہاتھ پر بے شمار اہلِ ہنود مشرف بہ اسلام ہوئے تھے۔ مہاراجہ پرتھی راج کی لڑکی بھی مسلمان ہو گئی تھی۔ اسی نیم کے سامنے حضرت حاجی صاحب نے وصال فرمایا اسی جگہ مدفون ہوئے بغل میں

مہاراجہ پرتھی راج کی مسلمان لڑکی کا مزار ہے۔

مہرولی شریف میں بے شمار مزارات مقابر اور تاریخی عمارات و مقامات ہیں اس مختصر رسالہ میں اتنی گنجائش کہاں کہ پوری تفصیل پیش کی جا سکے۔ زندگی بخیر ہے تو کسی وقت قدیم دہلی کی تاریخی عمارات کا تفصیلی تذکرہ کتابی شکل میں پیش کیا جائے گا۔

قطب مینار

یوں تو دُنیا کے مختلف شہروں میں بہت سے بلند و بالا خوبصورت مینار ہیں مگر سر سے پیر تک سنگین خوبصورت بلند و بالا قدیمی مینار سوائے قطب مینار کے کوئی نہیں۔ فرانس میں ایفل ٹاور ۲ ہزار فٹ بلند ہے نہایت خوبصورت اور مستحکم ہے مگر اس کا سب سے نچلا حصہ پتھر کا ہے اور باقی کا دڈم ہوتا ہے چوٹی تک لوہے کی کمانیوں سے بنا ہوا ہے اور اس کی قدامت ۱۰۰ سال سے زیادہ کی نہیں یہ خصوصیت صرف قطب مینار کو حاصل ہے کہ تقریباً ۸۰۰ سال گزر جانے کے بعد بھی ۲۳۸ فٹ بلند بھی موجود ہے۔

دہلی میں جامع مسجد کے مینار پر چڑھ کر جانب جنوب نظر ڈالنے سے یہ مینار ایک کیلی سا معلوم ہوتا ہے دہلی سے آگرہ جاتے ہوئے نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ ریلوے سٹیشن سے آگے چل کر کئی اسٹیشنوں تک نظر آتا ہے۔

اس مینارے کا بانی کون ہے

مہرولی میں جس مقام پر یہ منارہ موجود ہے وہاں مہاراجہ پرتھی راج کے زمانہ میں ایک عظیم الشان بت خانہ تھا۔ سومنات کے بعد دوسرے درجہ پر یہ بت خانہ شمار کیا جاتا ہے۔ مہاراجہ پرتھی راج نے اس عظیم بت خانہ مینار تعمیر کرنا چاہا ہوگا۔ ایک درجہ تعمیر ہو چکا تھا کہ مہاراجہ کی حکومت ختم ہوگئی ہندوستان حکومت کی باگ دوڑ مسلمانوں کے ہاتھ میں چلی گئی۔

۱۱۹۳ء میں ہندوستان میں اسلامی فتوحات مکمل ہو جانے کے بعد قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ ایبک نے اس پہلے درجہ پر مزید چار درجات تعمیر کرا کر اپنی عظیم الشان فتوحات کا نشان قرار دیا اور اس منارہ کو اذان دینے کی جگہ اِقرار دے کر اسی کی مناسبت سے ایک عظیم الشان مسجد کی تعمیر کی اور اس مسجد کا نام قوت الاسلام رکھا۔ جس مسجد کا منارہ اس قدر بلند ہو کہ اس مسجد کی

وسعت کا اندازہ مینار کی بلندی سے کیا جاتا ہے۔

بت خانہ بھی اور خانہ خدا بھی

سلطان قطب الدین ایبک نے اس مسجد کو اس ڈھنگ سے تعمیر کرنا چاہا تھا بت خانہ بھی بجنسہ قائم رہے اور مسجد بھی تعمیر ہو جائے۔ اس وقت بت خانہ مسجد قوت الاسلام کا نظارہ اللہ کی شان کا رقت خیز منظر اور سیاحان عالم کے لیے بصیرت وعبرت کا سامان ہے اس جگہ خانہ خدا بھی ہے اور بت خانہ کی عمارت بھی۔

مینار کے چھٹے اور ساتویں درجہ کی تعمیر

قطب الدین ایبک رحمۃ اللہ علیہ کی عمر نے وفا نہ کی عمارت کی تکمیل نہ کر پایا پیغام اجل کو لبیک کہنا پڑا۔ قطب الدین ایبک رحمۃ اللہ علیہ کے بعد سلطان شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ تخت نشین ہوئے اس مینارہ کے اوپر چھٹا درجہ سنگِ مرمر کا اور ساتواں درجہ لکڑی کا بنوا کر کلس کے طور پر جس پر اسلامی پرچم لہرایا کرتا تھا۔

طرزِ تعمیر

اس مینار کے پانچویں درجے سنگِ سرخ کے ہیں مگر ہر درجہ کی تعمیر میں ایک خصوصیت پیشِ نظر ہے۔ سب سے نچلے درجہ کی ساخت دوہری ہے گول اور نوکیلی سلوں سے تعمیر ہے دوسرے درجہ کی سب سلیں گول ہیں تیسرے درجہ کی سب سلیں نوکیلی ہیں چوتھا اور پانچواں درجہ سنگ مرمر کا مدور تراش ہے۔

آیات قرآنی و کتبات

اس مینار کی ایک عجیب خصوصیت یہ ہے کہ نیچے سے اوپر تک ہر درجہ میں میں آیات قرآنی خط نسخ میں کندہ ہیں۔ ہر درجہ پر سنگِ مرمر کا کتبہ نصب ہے ہے جس پر معمار اور انجینئر کا نام کندہ ہے۔

علاؤالدین خلجی رحمۃ اللہ علیہ کا مینار

سلطان علاؤالدین خلجی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے زمانہ حکومت میں اس مسجد کی تعمیر و تکمیل کا

بیڑا اُٹھایا تھا چنانچہ قطب مینار کے محاذات میں جانب شمال قطب مینار سے بھی بڑا موٹا اور اونچا مینار تعمیر کرانا شروع کیا پہلا درجہ بھی مکمل نہ ہو پایا تھا کہ موت نے آن دبوچا۔ تعمیر کا کام بند ہو گیا۔ اس کے آگے نہ بڑھ سکا۔

فن تعمیر کا کمال

موجودہ قطب مینار کی اُونچائی اِتنی ہے کہ اس کی چوٹی کی طرف نظر اُٹھانے سے سر پر سے ٹوپی گر پڑتی ہے جس زمانہ میں یہ مینار تعمیر ہوا تھا اس زمانہ میں نہ آلات جرثقیل تھے نہ مشینیں تھیں۔ اتنی بڑی بڑی سیلیں کس طرح زمین سے اُٹھا کر اِتنی بلندی پر لے جا کر نصب کی ہوں گی۔ پختگی اور مضبوطی کا یہ عالم ہے کہ سو برس گز جانے پر بھی ایک سل نے بھی اپنی جگہ سے جنبش نہ کی۔ یہ مینارہ نیچے ۴۸ فٹ گول ہے اور گاؤدم ہوتا ہوا اوپر کو چلا گیا۔ موجودہ زمانہ میں اس بلند و بالا مینار کے ۵ درجے موجود ہیں جن کی اُونچائی کا نقشہ حسبِ ذیل ہے:

(۱)	پہلا درجہ	۹۶/۱ فٹ بلند	(۲)	دوسرا درجہ	۵۱ فٹ بلند
(۳)	تیسرا درجہ	۴۱ فٹ	(۴)	چوتھا درجہ	۲۶ فٹ بلند
(۵)	پانچواں درجہ	۲۵ فٹ		چوٹی پر	

۹ فٹ کا دور جس کے گرد قدم آدم پیتل کا کٹھرا نصب ہے۔

چھٹا اور ساتواں درجہ کب گرا

ہندوستان میں انگریزوں کے تسلط سے پہلے چھٹا اور ساتواں درجہ ٹوٹ گیا تھا انگریزوں نے ۸ دری برجی بنا کر چھٹا درجہ بنا کر اس کے اوپر برجی کی لکڑی لگائی تھی۔ لیکن انگریزوں کی بنائی ہوئی عمارت بجلی اور ہوا کی تاب نہ لاسکی مجبوراً پانچویں درجہ کے اوپر قد آدم برنجی کٹھرا نصب کر دیا۔

قطب مینار کی چوٹی پر لطف نظارہ

قطب مینارہ کی چوٹی پر پہنچ کر جو لطف نظارہ حاصل ہوتا ہے بیان و تحریر سے باہر ہے۔ کوسوں تک سبزہ زار بڑے بڑے محلوں میں شکستہ در و دیوار کوہسار آبشار صفدر جنگ کے مقبرہ

سے پختہ سڑک کے دوطرفہ درختوں کی قطار دور سے جمنا کا بہاؤ چکر مارے بے شمار مقابر گنبد اینٹوں کے ڈھیر پتھروں کے انبار نظر آتے ہیں۔ برسات کے موسم میں ایسا نظارہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ قطب مینار کے اوپر دھوپ نکلی ہوتی ہے نیچے بارش ہو جاتی ہے۔ مینارہ سے اُتر کر پتہ چلتا ہے کہ بارش ہوئی تھی۔

قطب مینار کی مرمت

حوادث لیل ونہار سے متاثر ہو کر کئی مرتبہ قطب مینار کو مرمت کی ضرورت پیش آئی سب سے پہلے شاہ فیروز تغلق نے چودہویں صدی عیسوی میں اس وقت مرمت کرائی جب بجلی گرنے سے اوپر کی منزلیں خراب ہو گئی تھیں۔ فیروز شاہ تغلق کے بعد ۱۵۰۳ھ میں سکندر لودھی نے اس کی مرمت کرائی پھر ۱۷۸۲ء میں کالی آندھی سے اوپر کا درجہ اور برجی گر گئی اس کے بعد ۱۸۲۹ء میں انگریزی دورِ حکومت میں کپتان اسمتھ کی زیرنگرانی مرمت ہوئی چھٹے درجہ کے بجائے اور سنگین آٹھ دری نہایت خوبصورت بنوا کر اس کے اوپر لکڑی برجی نصب کی گئی مگر آندھی اور بجلی کا صدمہ یہ برجی سہار نہ سکی برجی ٹوٹ پھوٹ گئی احتیاط چھٹا درجہ بھی اتروا دیا گیا تھا اور پانچویں منزل کی چوٹی پر دقد آدم حفاظت کٹہرا لگا دیا گیا۔

مسجد قوت الاسلام

ظاہر ہے کہ جس مسجد کا مینار اس قدر اونچا وہ کہ اس کی چوٹی آسمان سے لگی دکھائی دیتی ہو وہ مسجد کس قدر وسیع وعریض اور عظیم الشان نہ ہوگی۔

اس مسجد کا پہلا درجہ سلطان قطب الدین ایبک رحمۃ اللہ علیہ نے تعمیر کیا تھا یہ درجہ جنوب کی طرف قطب مینار کے سامنے ہے اس درجہ میں قبلہ کی طرف سنگ سرخ کے تین دروازے ہیں اور ان پر خط نسخ وکوفی میں آیات قرآنی کندہ ہیں ان دروازوں کی محرابیں ٹوٹ چکی ہیں صرف بازو باقی ہیں اس درجہ کے جنوبی ضلع میں بت خانہ کی عمارت ہے اسی طرح کا ایک ضلع جانب شمال بھی تھا مگر اب اس کی عمارت موجود نہیں ٹوٹ پھوٹ گئی۔ اس درجے کے ٹوٹے ہوئے درمیانی در کی لمبائی اب بھی ۴۸ فٹ ہے اس درجے کا عرض مع بغلی ضلعوں کے ۱۱۲ فٹ ہے اس درجہ کے جنوبی چھوٹے در کے بازو پر ایک کتبہ نصب تھا جس میں سنہ تعمیر ۶۴۷ ہجری

ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ درجہ سلطان شمس الدین التمش رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں تعمیر ہوا تھا۔

دوسرا یعنی بیچ کا درجہ بہ نسبت پہلے درجہ کے بہت بڑا ہے اس درجہ میں قبلہ کی طرف ۵ در ہیں درمیان میں ایک بڑا در ہے ۲ داہنی طرف دو بائیں طرف اس درجہ کے دروں میں لمبائی بھی اتنی ہی تھی جتنی پہلے درجہ کی ہے اس درجہ پر پچی کاری بے حد ہے آیات قرآنی کندہ ہیں اس درجہ کے بیچ کے دو کے بائیں طرف ۵۹۴ ہجری تحریر ہے۔ یہ درجہ سلطان قطب الدین ایبک رحمۃ اللہ علیہ کا تعمیر کردہ ہے اس درجہ کا عرض ۱۳۸ فٹ ہے اسی درجہ کے صحن میں لوہے کی لاٹ ہے جس کے متعلق مختلف روایات زبان زد عوام ہیں۔ اس لاٹ کی لمبائی ۲۳ فٹ ۸ انچ چڑ کی موٹائی ۵ فٹ ۳ انچ مدور ہے۔

ضلع شرقی میں بت خانہ کے ستون ہیں۔ شرقی دروازہ ۵۸۷ ہجری میں تعمیر ہوا تھا اور سمالی دروازہ ۵۹۲ یں اسی مسجد کا تیسرا درجہ پہلا جیسا تھا۔ اس درجہ کے بھی تین در تھے۔ دو چھوٹے اور درمیانی بڑا بیچ کے در کی محراب ٹوٹ گئی ہے البتہ بازو قائم ہیں۔ چوتھے درجہ کی کوئی عمارت اس وقت موجود نہیں لیکن دروں کے پایوں کے نشانات موجود ہیں۔ یہ درجہ سلطان علاؤ الدین خلجی رحمۃ اللہ علیہ کی تعمیر تھی۔ پانچواں درجہ بھی علاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ نے بنوانا شرع کیا تھا کہ پیغامِ موت آگیا یہ درجہ مکمل نہ ہوسکا اب وہاں بجز ڈھیر پتھر کی کوئی چیز موجود نہیں۔

ٹوٹی الاٹ

یہ مینار سلطان علاؤ الدین خلجی نے قطب مینار سے اونچا بنوانا شروع کیا تھا کہ داعی اجل کو لبیک کہنا پڑا۔ علاؤ الدین خلجی رحمۃ اللہ علیہ ایک درجہ بھی مکمل نہ کر پایا تھا۔ یہ ٹوٹی الاٹ خلائی مینار کے نام سے موسوم ہے

مسجد قوت الاسلام

مسجدِ قوت الاسلام کا یہ دروازہ سلطان علاؤ الدین خلجی رحمۃ اللہ علیہ نے تعمیر کرایا تھا مسجد قوت الاسلام کا یہ دروازہ جانب شہر تھا اس زمانہ میں شہر کی آبادی قطب مینار سے جانب جنوب تھی۔ اس دروازہ کے بیرونی واندرونی محرابوں پر تاریخ تعمیر ۱۵ شوال ۷۱۰ ہجری تحریر ہے۔

علائی دروازہ کی بلندی ۴۷ فٹ ہے درواز کی عمارت نیچے سے چوکور اور اوپر سے ہشت پہل ہے اس دروازے کے اوپر ایک خوشنما گنبد بھی ہے۔ یہ دروازہ اندر سے اور باہر بیل بوٹوں اور نقش ونگار سے آراستہ ہے کھڑکیوں میں سنگِ مرمر کی خوشنما جالیاں لگی ہوئی ہیں۔

امام ضامن کا مقبرہ

یہ مقبرہ علائی دروازہ سے تقریباً دس گز کے فاصلہ پر ہے آپ کا اسمِ گرامی امام محمد علی تھا سکندر لودھی کے زمانہ میں مشہد مقدس سے دہلی تشریف لائے۔ یہ مقبرہ اُنہوں نے اپنی وفات سے پہلے ہی تعمیر کرالیا تھا۔ وفات کے بعد اسی مقبرہ میں دفن ہوئے۔ مقبرہ کی عمارت نہایت خوبصورت اور قابلِ دید ہے۔

مقبرہ سلطان شمس الدین التمش رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سلطان شمس الدین التمش رحمۃ اللہ علیہ خدارسیدہ بزرگ بادشاہ تھے۔ بڑے نرم دِل اور منصف مزاج تھے آپ کے زمانہ میں شیر اور بکری ایک گھاٹ پر پانی پیتے تھے۔ آپ نے اپنے زمانہ سلطنت میں کسی کا دِل نہیں دکھایا۔ ہندو مسلمان! آپ سے نہایت خوش تھے۔ آپ کی درازی عمر کی دُعائیں مانگا کرتے تھے۔

سلطان شمس الدین التمش رحمۃ اللہ علیہ کی قبر ایک تہہ خانہ میں جہاں پہنچنے کے لیے ۲۱ سیڑھیاں طے کرنی پڑتی تھیں اوپر صرف تعویذ ہے مسجدِ قوت الاسلام کے شمالی مغربی گوشہ میں آپ کا مزار مبارک ہے۔ ۳۰ شعبان ۶۳۳ ہجری تاریخِ وفات ہے۔

مقبرہ کا حجرہ ۱۹ فٹ مربع رقبہ کا ہے۔ دیواروں کی بلندی ۲۸ فٹ ہے۔ اس وقت چھت ندارد ہے۔ مقبرہ کے ۳ دروازے۔ مشرقی - شمالی - جنوبی - اندرونی مقبرہ میں چاروں طرف محرابوں پر آیاتِ قرآنی منقوش ہیں مقبرہ کی ساری عمارت سنگ سرخ کی ہے۔

محبوب ربّ یزداں یا بختیار کاکی ؒ

حضرت مولانا ضیاء القادری بریلوی ؒ

مخدوم جن انسان یا بختیار کاکی ؒ — ہیں آپ قطب دوراں یا بختیار کاکی ؒ

ہر دم ہے دل میں ارماں یا بختیار کاکی ؒ — جاں تم پر کروں قربان یا بختیار کاکی ؒ

اللہ رے مقدر میں مہرباں تم پر — محبوبؒ ربّ یزداں یا بختیار بختیار کاکی ؒ

تم ہو سروجان بندہ نواز خواجہ ؒ — ہو نور عین شاں یا بختیار کاکی ؒ

گنج شکر نظام صابر نصیر و خسرو ؒ — ہیں تیرے زیر داماں یا بختیار کاکی ؒ

پائے ہیں معرفت کی دولت وہی جہاں سے — ہے آپ کا وہ ایواں یا بختیار کاکی ؒ

سلطان ہند نے بخشا حضورؒ تم کو — تاج و عصائے عثمان یا بختیار کاکی ؒ

ہر عالم شریعت ہر عارف طریقت — ہے آپ کا ثناء خواں یا بختیار کاکی ؒ

جو آپ کے محبّ ہیں محبوب ہیں خدا کے — ہیں آپ شاہ خوباں یا بختیار کاکی ؒ

آواز حق کو سن کر واصل بحق ہوئے تم پر — راہ خدا میں دی جان یا بختیار کاکی ؒ

ہے دم قدم سے تیرے دہلی بہشت عروس — سرور ریاض رضواں یا بختیار کاکی ؒ

ہے غمزدہ مہاجر مہروم حاضری ہیں — دُنیا ہے تیری مہماں یا بختیار کاکی ؒ

تجھ سے تیری دُعا کا طالب ہے وقت آخر

تیرا ضیاؔ ثناء خواں یا بختیار کاکی ؒ